ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب
الحمد للہ کہ این کتاب لاجواب از تالیف فاضل المتین عالم عدیم السہیم مولانا مفتی حکیم محمد عبدالکریم صاحب دہلوی
جواہر الایقان فی حفظ الایمان
بتصحیح و تحشیہ جناب مولانا مولوی حکیم محمد عبدالرحیم صاحب دہلوی مفتی ریاست الور خلف مصنف ممدوح
در اکمل المطابع دہلی باہتمام مرزا محمد عبدالغفار بیگ طبع گردید

۷۸۶

# سوانح عمری بطور ایجاز حضرت مؤلف علیہ الرحمۃ والغفران

| اٹھ گئیں ہیں سامنے سے کیسی کیسی صورتیں | روئیے کس کے لئے کس کس کا ماتم کیجئے |
|---|---|

اے حضرات اس مجموعۂ دین و ایمان کے مؤلف فاضل اجل مولانا الجلیل الفخیم مولوی مفتی حکیم محمد عبد الکریم صاحب غفر اللہ لہ میرے اُستاد تھے اور یہی واسطہ اس مختصر سوانح عمری کے لکھنے کا باعث ہوا +

دوسرے یہ بھی سبب تھا کہ اس کتاب کے دیباچہ میں حضرت مؤلف کے حال کی کم و بیش کچھ تصریح بھی نہ تھی جس سے ناظرین کو کلی یا جزوی واقفیت حاصل ہوتی بناءً علیہ مناسب سمجھا گیا کہ کسیقدر احوال جناب موصوف بطور ایجاز اس نسخہ کے ضرور شامل کر دیا جاوے +

مولوی صاحب ممدوح کے والد ماجد کا نام حافظ عبد الوہاب تھا قوم سے شیخ فاروقی تھے دہلی آپکا وطن تھا اور محلہ پھاٹک حبش خان کے بازار میں آپ رہا کرتے تھے بتاریخ چہارم شعبان ۱۲۳۵ھ ہجری چہار شنبہ کے دن مطابق جیٹھ سدی ۶ - سمت ۱۸۷۶ بکرمی ۲۰ مئی شب آئندہ کو عالم ارواح سے عالم اجسام کی طرف قدم رنجہ فرمایا +

جسم کے ہلکے پھلکے تھے گندمی رنگ تھا سر پر تھوڑے تھوڑے بال تھے میانہ قد تھا جب کہیں آتے جاتے تھے تو سر پر چھوٹا سا عمامہ باندھا کرتے تھے ٹانگوں میں اکثر ڈھیلا پائجامہ رہا کرتا تھا گھر میں دو پلڑی ٹوپی ململ وغیرہ کی اوڑھے رہا کرتے تھے +

آپکی دو شادیاں ہوئیں اول دفعہ مرزا عباد اللہ بیگ صاحب خوشنویس کے ہاں جو میر پنجہ کش صاحب مرحوم کے بڑے شاگردوں میں مشہور ہو گزرے ہیں ان بیوی کے گزر جانے پر دوسری مرتبہ حکیم سید معز علیخان عرف حکیم میرن صاحب دہلوی کے ہاں شادی ہوئی +

حکیم میرن صاحب موصوف دہلی میں مشہور طبیب تھے حبش خان کے پھاٹک کے نقاش شاہی ملازم تھے +

ان بیوی سے ایک صاحبزادے مولوی حکیم محمد عبد الرحیم صاحب جو کہ آپکے خلیفہ ہوئے ہیں لعد کلمی نوجوان موجود ہیں +

آپ فرمایا کرتے تھے کہ فارسی کی متداولہ کتابیں اپنے والد ماجد سے پڑھیں اور انشا پردازی کی مشق بھی انہیں سے کی + چونکہ مبدء فیاض سے طبیعت عمدہ پاہی چکے تھے پھر کیا تھا فارسی سے فرصت پا کر حسب مقولہ حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ "عمر کسب کمال کن کہ عزیز جہان شوی" - علوم اور فنون کی تحصیل پر کمر باندھی اور اپنے عمر کے بڑے حصے کو طالب علمی میں صرف کیا اور دہلی میں اپنے وقت کے بڑے بڑے عالموں اور فاضلوں کی خدمت اور درس میں حاضر ہو کر قرأت

اور سماعت کی اور وہ وہ علوم جنکا آج نام ہی نام باقی رہ گئے ہین حاصل کئے اور اپنی محنت اور شفقت کی بدولت نام اور قدر ہوا
طب حکیم حسن بخش خان صاحب عرف حکیم گوڑیا تھا نیسری سے جو دہلی مین حضور سراج الدین بہادر شاہ بادشاہ کی طرف سے صاحب عالم
مرزا فخر الدین بہادر کی سرکار مین عہدۂ طبابت پر مامور تھے حاصل کی وجہ تسمیہ اس گوڑیا کی یہ ہے کہ حکیم صاحب
ممدوح ہمیشہ اپنے چہرہ کو چھپا رکھتے تھے اور بجز آنکھ ناک کے آپکے چہرے سے کوئی عضو مرئی نہین ہوتا تھا اسی نظر
سے بیگمات اہل قلعہ اس نام سے آپکو یاد کیا کرتی تھین اور شہر مین حکیم اوڑھنی والے مشہور تھے +

پھر بعد انفراغ تحصیل طب جناب مولوی صاحب نے کچھ دنون مطب حکیم نصر اللہ خان صاحب وصال خلف حکیم ثناء اللہ خان
صاحب فراق تلمیذ ارشد جناب حکیم محمد شریف خان صاحب دہلوی کی خدمت مین کیا حکمت اور منطق کی کتابین
فاضل اجل حضرت مفتی صدر الدین احمد خان صاحب آزردہ تخلص سے ملاحظہ کین حدیث اور فقہ کو جناب مولوی شاہ
محمد اسحق صاحب نور اللہ مرقدہ سے حاصل فرمایا اور اکثر رسالے علوم اور فنون متفرقہ کے متفرق طور پر دہلی مین کملا کے
وقت سے دیکھے اور پڑھے چنانچہ علم معانی سے آگاہ تھے اوفاق و تکسیر مین دستگاہ تھی جفر کے بعض بعض قطع عددون
اور ہیئت اور ہندسہ سے ماہر اور واقف تھے کسیقدر فارسی شعر گوئی کا بھی فن رکھتے ایکروز اپنا ایک قصیدہ
فارسی کہا ہوا مجھکو بھی دکھلایا تھا فارسی نثر کی ترکیب اچھی تھی مگر اردو کا رنگ قدیم طرز کا تھا +
فرمایا کرتے تھے کہ دہلی مین ہنگام طالب العلمی اچھے اچھے طالب علمون سے علمی مباحثہ ہوا کرتا تھا اور اکثر علما اور کملا وقت
میرا امتحان لیا کرتے تھے اور خوب رد و کد ہوا کرتی تھی ایکروز حکیم امام الدین خان صاحب نے زبان فارسی کے محاورہ
مین ایک سوال کیا اور مین نے اُسکا جواب دیا کہ حکیم صاحب نے اُسکو پسند فرمایا +
ایک دفعہ عند المکالمہ راقم کے عمو صاحب قبلہ حاجی حکیم محمد زکریا بیگ صاحب مدظلہ نے جناب مولوی صاحب کے علو
استعداد کے ثبوت مین فرمایا کہ غدر سے پہلے اکبرآباد مین عربی کالج قائم ہوا اور وہان مدرسہ نے جناب مفتی محمد
صدر الدین خان صاحب مرحوم مغفور سے درخواست کی کہ آپ اپنے تلامذہ وغیرہ مین سے کوئی عالم ہمکو دین مفتی صاحب نے جناب مولوی
صاحب اور مولینا محمد نور الحسن صاحب شاگرد رشید حضرت مولوی محمد فضل حق صاحب دہلوی کو وہان بھیجنے کے واسطے
تجویز فرمایا اور دونو حضرات کا امتحان لیا گیا +
المختصر بعد تکمیل تحصیل ریاست بلبگڈھ مین حکیم حسن بخش صاحب کے صاحبزادے حکیم عبد الحق صاحب کی وساطت سے
عہدۂ طبابت پر مامور فرمائے گئے اور تخمیناً پندرہ بیس برس تک اُسی ریاست مین رہے غدر کے بعد مہاراجہ
شیودان سنگھ جی بیکنٹھ باشی کے عہد مین ہمارے شہر نامور الور مین تشریف لائے اور محکمۂ اجلاس خاص مین سررشتہ

کا کام تفویض ہوا مگر افسوس کہ ناقدردانی والی ریاست سے وہ عظمت کہ جو ہونی چاہئے تھی نہ ہوئی نقل انتقال مہاراجہ صاحب ممدوح ابعہد مہاراجہ دھیراج سوائی منگل سنگھ صاحب بہادر (جی سی ایس آئی) آپ راج کی مفتی گری پر مامور فرمائے گئے

ابتدا سے تعلیم سے انتہائی عمر تک آپکو کتاب بینی کا نہایت شوق رہا مین نے اچھی طرح دیکھا کہ کوئی وقت خاص ہی ایسا ہوتا ہوگا کہ مولوی صاحب کے ہاتھوں سے کتاب علیحدہ رہتی ہو یا انکا ہونٹ سے دور ہوتی ہو اکثر صبح کے وقت درس کے واسطے طلبا شہر حاضر ہوا کرتے تھے کوئی فارسی کی بڑی بڑی کتابین پڑھا کرتا تھا کوئی عربی کی صرف و نحو دیکھا کرتا تھا بعض بعض طالب علم نے طب اور منطق اور حدیث اور فقہ وغیرہ وغیرہ کی مولوی صاحب سے پوری تکمیل و تحصیل کی +

آپ بڑی دل نہادہی کے ساتھ ہر امیر اور غریب چھوٹے بڑے کو درس دیتے تھے اور اس پر طرہ یہ کہ بے شائبہ معاد و طمع دنیوی خالصاً مخلصاً سرگرم افادہ رہتے +

یہ بے پروائی خداداد تھی کچھ اس سے ہوا بندی یا گرم بازاری کا منشا نہ تھا اور اسی استغنا کے باعث ذرا سی بھول اور ادنی سی چوک مین تلامذہ پر ناراض ہو جایا کرتے تھے مزاج بالکل بھولا بھالا سا تھا عداوت اور بغض کی ہوا پاس ہو کر بھی نہین نکلی تھی گویا اس شعر کے مصداق تھے ع آزادہ رو ہون اور مرا مسلک ہے صلح کل ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہین مجھے +

زیادہ ملنا جلنا خلا ملا پسند نہین کرتے تھے شہر مین صرف چند متعدد جگہ ہی آپکی آمد و رفت تھی وہ بھی گاہے گاہے تعلی یا خودنمائی بالکل مزاج مین نہ تھی +

مین نے آپکو علاج معالجہ کرتے ہوئے بھی دیکھا مگر مریضون کی رجوعات خال خال رہا کرتی تھی اکثر معالجے آپنے اچھے اچھے کئے جو شہر مین مشہور ہین +

تصنیف اور تالیف کا بھی شوق تھا مختلف علمون مین آپکی تالیفات موجود ہین چنانچہ بحران کے بیان مین ایک بہت بڑی کتاب لکھی ۔ ہندسہ مین (تثلیث زاویہ حادہ) بزبان فارسی ایک رسالہ تحریر فرمایا +

یہ رسالہ مطبع انصاری دہلی مین آٹھ برس کا عرصہ ہوا کہ چھپ بھی چکا ہے شائقین ملاحظہ فرماوین اور اسی رسالہ پر کسی صاحب نے خان بہادر مولوی محمد انوار الحق صاحب میر منشی رزیڈنسی راجپوتانہ سلمہ اللہ تعالی کے ذریعہ سے دو اعتراض فرمائے تھے کہ انکے جوابات بھی حضرت مولوی صاحب نے بہت معقول دیئے +

اسیطور ہیئت مین تشریح الافلاک کی شرح اردو کی ۔ بلاغت مین (ریاض البیان) چند جزو کی کتاب

تحریر فرمائی فارسی کے اضافات مین بھی ایک سالہ یادگار ہے علاوہ انکے اور بہت سی تصانیف ہیں + جنکے اکثر اُن تالیفات و تصنیفات کے اختتام کی تاریخین بھی نکالکر ہر ایک نسخے پر لکھدی ہین اور انشاء اللہ تعالیٰ بشرط زندگی جو کتاب آپکی طبع ہوگی مین اُسکی تاریخ طبع بھی ضرور لکھونگا + آخرکار بقول شاعر ؎ لائی حیات آئے قضا لیچلی چلے + اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے + جناب مولوی صاحب نے بعارضۂ تپ ۶۳ سال کی عمر شریف پاکر بتاریخ ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۰۸ ہجری مطابق ۳۰ جولائی ۱۸۹۱ء روز پنجشنبہ وقت بارہ بجے دن کے اِس جہان ناپایدار سے عالم جاودانی کو انتقال فرمایا - انا للہ و انا الیہ راجعون ؎

| | بفضلت تو باران رحمت ببار | | الٰہی بر آن تربت نامدار | |
|---|---|---|---|---|

آپکا جسوقت یہ واقعہ ہوا ہے اور جنازہ لیکر چلے ہین اُسوقت ابر سیاہ محیط آسمان تھا گویا اُسنے لباس ماتمی پہن رکھا تھا اور پھوارین پڑرہی تھین یعنی اشک غم اُسکی آنکھون سے گر رہے تھے جنازہ کے ساتھ دو ڈھائی سو آدمی کے قریب افسوس ہزار افسوس کا وظیفہ پڑھتے چلے جاتے تھے +

شہر کے باہر لال دروازے کے قریب موہر سرائے اور کیڈل گنج کے پاس بھونرا شاہ کے تکیے مین جہان اکثر لوگ مدفون ہین آپکو دفن کیا - راقم سراسیمہ حال نے آپکی تاریخ وفات کے جو چار مصرعے موزون کئے تھے وہ بنظر یادگار رہنا نیز درج کیے جاتے ہین - وہو ہذا ؎

| | مرے تھے جو استاد عبد الکریم<br>یہ لکھی ہوا ہائے مرگ عظیم | | سدھارے وہ جنت الخلد کو<br>اُسیوقت تاریخ رحلت فصیح | |
|---|---|---|---|---|

مین بھی بعد اظہار افسوس و ملال اِس واقعہ و دعائے مغفرت حضرت مولٰینا و مخدومنا کے شکر اِس امر کا بدرگاہ جناب باری ادا کرتا ہون کہ آپکی آسامی مفتی گری آپکے لائق فرزند و شاگرد مولوی منشی محمد عبد الرحیم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اپنی خوش قسمتی کی بدولت راج سے مقرر فرمائے گئے اور یہ عہدہ مفتی گری اُنکو تفویض ہوا اللہم زد فزد +

محررہٗ احقر محمد عمر اللہم حفظہ من الشر و الضرر خلف الصدق
حضرت حکیم محمد یحییٰ بیگ صاحب بلہوری ملازم
قدیم راج الور فقط

## تقریظ دلپذیر جلیدۂ قلم معجز رقم زبدۃ الحکما سید الشعرا وحید زمن جامع علم وفن
## ابو احمد حکیم محمد حسن المتخلص بہ حسن دہلوی مقیم الورعم فیضہ

متاع بیش بہائے ایمان کے غارتگر۔ الناہی عن المعروف والآمر بالمنکر۔ آثاثۂ عقائد صحیحۂ اہل سنت وجماعت کے چور۔ سرکش
گستاخ بے ادب بدلگام موتہہ زور۔ ماحی آثار تکریم وتبجیل حضرت خیر الوریٰ۔ معرض اتباع واقتدائے حضرت ائمہ ہدیٰ
عظمت وکرامت جناب مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر لفظاً مومن معناً کافر۔ یزید علیہ ما یستحقہ کی امامت
اور جناب سید الشہدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بغاوت کے قائل۔ حق سے روگردان۔ باطل کے مائل۔ زیارت
مشاہد کرام سے نفور۔ سرگردان فیافی ضلالت منزل مقصود نجات سے کوسوں دور۔ ابواب ایصال ثواب اموات
کے مغلاق۔ مر گئے مردود جنکی فاتحہ نہ درود کے مصداق ویمنعون الماعون کے مصداق۔ صدقات وخیرات
کے راہ بند کرنیوالے۔ بزرگان دین کے ارادتمندونکے نام دھرنیوالے۔ شریعت کے رہزن طریقت کے قطاع الطریق
ورطہ وساوس شیطانی کے غریق۔ اہل بیت نبوت کے دشمن اولیاء اللہ سے بیزار۔ ابن تیمیہ کے دلبند شیخ
نجدی کے یادگار۔ گم کردہ صراط المستقیم ایمان نام کے عباد اللہ کام کے عبد الطاغوت حبیب الشیطان مطفی نور اللہ بافواہہم
ضلالت وگمرہی میں راسخ ثابت قائم۔ کتاب التوحید کے حافظ تقویۃ الایمان کے بلبل۔ معانی کتاب اللہ میں ناصواب اندیش
مملو از خلاف وخلل بھرائے سے کج طبع کج فہم کج بین بدگو بدشنو بددین بدآئین لوگونکے خانہ خرابی کے ساعت استیصال کے گھڑی
آئی کہ روشن روان دانا دل تفقہ فی الدین میں مشار الیہ انامل۔ جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول۔ حامی ملت بیضا
مقتدی ائمہ ہدی ممیز حق وباطل اثبات حقیت عقائد کے شاہد عادل قالع آثار رسوم فضیحہ قامع بنیان بدعات قبیحہ قائد
شاہراہ طریقہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سائق سبیل سنت مصطفوی ہادی صراط المستقیم۔ سالک منہج قویم عالم فقید المثل فاضل عدیم السہیم
حضرت مولانا حکیم مولوی مفتی محمد عبد الکریم صاحب دہلوی بردالہ مضجعہ ونور اللہ مرقدہ نے رسالہ جواہر الایقان فی حفظ الایمان بکمال حسن عقیدت و
خلوص نیت باستدلال آیات کلام الٰہی وتطبیق احادیث حضرت نبوت پناہی حسب عقائد صحیحہ اہل سنت وجماعت ایسی تحقیق کے ساتھ عبارت سلیس
وفصیح اردو میں لکھا ہے کہ دیدۂ بصیرت سے دیکھنے والوں اور چشم انصاف سے پڑھنے والونکے لئے ایک تبصرۂ کامل مکمل کردیا ہے۔ رسالہ کیا لکھا
ہے گویا مستسقیان جگر تشنۂ زلال تحقیق کے لئے برفاب تسکین کی سبیل لگادی ہے، اور گمرہان بادیہ طلب حق الامر کے لئے
خضر مضمون ہدایت پیدا کر دیا ہے یہ رسالہ ایسے دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے معرض ضبط میں آیا ہے کہ خوبیاں اسکی اور محامد ومحاسن
اسکے ماظہر من الشمس ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسکے مؤلف اور ساعی اور شائع کو جزائے خیر دے اور انکی سعی کو مشکور کرے ہر مسلمان مومن بیدار کو جو نجات
کا طالب اور اتباع سنت سنیہ کا راغب ہے اس جزو کاملہ کا بغرض تکمیل ایمان وتصحیح عقائد اپنے پاس رکھنا واجب ہے۔ اللہم وفقنا لما تحب وترضیٰ۔ آمین

الحمد للہ الذی لا شریک لہ فی الالوہیۃ وکمال صفاتہ المتعالی عن جمیع سمات
النقص فی صفاتہ وذاتہ - فسبحان ذی الملک والملکوت الذی تنزہ عن
الوالد والمولود وصار بذاتہ واجب الوجود تعالی فی احدیتہ عن العدد و
عز فی عظمتہ ان یحصرہ الحد - تقدس ان تحیط بعظمتہ العلوم - و ان
تدرک کنہ جلالہ الفہوم لا اول لاولیتہ ولا آخر لاخریتہ - اشہد ان لا
الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ المتعالی عن الحصر و احاطۃ العبارات والمقدس
ان تعلو ذاتہ بالتصریح والاشارات - واشہد ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم
رسولہ المعظم ونبیہ المکرم شمس العلم والہدایۃ و بدر الکمال والدرایۃ قائد
المرسلین وخاتم النبیین سید الاولین والآخرین وشفیع المذنبین و
المرسلین - صاحب لواء الحمد والمقام المحمود مفتاح خزائن الجود والوجود قائل
اوتیت جوامع الکلم واتباعہ صراط الاقوم المبعوث الی کافۃ الامم المتبوع
بالوجوب بما جاء من عند اللہ الاعظم - والمصدوق بما نزل بہ الروح الامین
علی قلبہ الافخم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ بدر الدجی واصحابہ نجم الہدی و جمیع
اتباعہ من الصلحاء والعلماء **اما بعد** جو کہ ایک عرصہ سے ہندوستان میں حکومت
اسلام نہ رہی تھی اس سبب سے بعض لوگوں نے موقع پاکر باغوائے شیطان عقائد مذاہب باطلہ

رکھا لینے ہین اور وعظ سے کہ جس سے حلالِ خدا حرام اور عبادتِ خدا ضلالت ہو غرض یہ طریقہ وعظ کا مثل پیرزادون کے معاش کا ذریعہ مقرر کر لیا ہے کہ جو کوئی دعوت کرے یا کچھ نذرانہ دے وعظ کہتے ہین اپنی استعداد کو نہین دیکھتے کہ ہم اِس قابل ہین یا نہین اور مسائل توحید اور عقائد جو بیان کرتے ہین کہان سے کرتے ہین آیا صحیح ہین یا غلط ہین - غرض مقصود دعوت کھانی اور نذرانہ ہوتا ہے اکثر اِس زمانہ کے واعظون نے اپنی معاش طلب کرنے کا نام وعظ رکھا ہے اور بعض نے مسجدون یا مدرسون مین بیٹھکر فتوی لکھنے کو اپنا ذریعہ معاش کا کیا اور مال زکوٰۃ اور خیرات کھاتے ہین باوجود قدرت حاصل کرنے معاش کے اپنی محنت اور کسب سے - اور یہ نہین جانتے کہ طلبِ حلال فرض ہے اور آیاتِ الٰہی کو اِس ثمنِ قلیلِ دُنیا پر بیچنا حرام ہے - داخل ہوتے ہین اِس آیت کے حکم مین وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِیْلًا ط غرض مزدوری وغیرہ جو حلال ہے اُسکو عیب سمجھتے ہین اور خیرات اور صدقات کا مال یا اُجرتِ وعظ کو کہ حرام مطلق ہے اپنی معاش مقرر کی ہے اور حالِ استعداد یہ ہے کہ سوائے اُردو کے عربی زبان مطلق نہین سمجھتے ہین اور عقیدۂ اہل سنت وجماعت سے خبر نہین - تمام عقائد خوارج اور ظاہریہ کے بیان کرتے ہین اور ایسے غلط مسائل بے اصل کہتے ہین کہ جنکا کہین پتہ نہین - مثلاً کہتے ہین کہ فاتحہ دینے سے کھانا حرام ہوجاتا ہے اور واسطے دعا کے جو فاتحہ مین ہاتھ اُٹھاتے ہین یہ بدعتِ سیئہ ہے کہ کہین کوئی اسکا قائل نہین ہے اور اسیطرح مردون کی فاتحہ دلانے کو اور زیارت قبور والدین وغیرہ کو بروزِ معین بدعتِ سیئہ کہتے ہین واسطے تخصیص یوم کے فاتحہ اور زیارت مین اگرچہ حدیث مین وارد ہے کہ فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَن زار قبر ابویہ او احدھما فی کل جمعۃ غفر لہ وکتب برا مگر تحقیق اور دریافت نہین جو کچھ جی مین آتا ہے کہتے ہین ایک قاعدہ اپنے دل سے مقرر کیا ہے کہ جو کچھ کہ پیغمبر خدا صلعم کے وقت مین نہین ہوا سب بدعت ضلالت ہے اسپر صدہا مسائل کو خلاف ائمہ دین حرام کہتے ہین غرض ایسے کامونکو شرک اور بدعت کہتے ہین کہ کہین فقہاء نے انکو حرام اور شرک اسطرح پر نہین لکھا بلکہ فعل پر حکم شرک بے عقیدہ کے مذہب خارجیون کا ہے اگرچہ بعض مسائل کو بشرائط فقہا نے حرام اور مکروہ لکھا ہے اور بعض افعال کو بشرط اعتقاد عباد شرک کہا ہے مگر عموماً جیسے یہ نادان لوگ کہتے ہین کہین فقہ مین نہین پایا جاتا اور اگر حوالہ فقہ دیجئے تو کہتے ہین کہ فقہ خود بدعت ہے مسائل قیاسی بے اصل ہین یہ انکارِ قیاس مذہب ظاہریہ ہے کہ اول موجد اسکا داؤد ابن علی

اصبہانی تھا کہ ایک رسالہ ردِّ قیاس مین لکھا تھا اور قرآن کو مخلوق کہتا تھا آخر ہر طرف سے نفرین اور
سرزنش اسقدر ہوئی کہ نیشاپور سے نکالا گیا اور محمد بن یحییٰؒ اور اسحاق ابن راہویہؒ اور دیگر علمانے نکلوایا
اور بغداد مین جب آیا امام احمد حنبلؒ نے اُسے اپنی مجلس مین نہ آنے دیا اور اُسکی ضلالت پر فتوے
لکھے گئے سنہ دوسو ستر مین بحالِ خراب مر گیا۔ بعد اسکے ابن حزم ظاہری حکومت بنی عباس مین
پیدا ہوا اور مجمع علما مین اُسکی کتابین جلائی گئین اور حکم ضلالت کا اِس عقیدہ پر لکھا گیا اور سنہ
چارسو چھپن مین مرا اور اُسکے رد مین حافظ الحدیث قطب الدین حلبی اور عبد الحق ابن عبد اللہ انصاری
نے رسالہ لکھا اور اُسکی غلطیان ظاہر کین اور گستاخی جو ائمہ کبار کی نسبت کی تھی اُسپر حکم ضلالت
لکھا اور اُسکی ضلالت سے ایک یہ بھی تھا کہ مزامیر کو حلال بلکہ مستحب کہتا تھا اور اِس باب مین
اُسنے اور اُسکے شاگردون نے رسالے لکھے ہین بعد اُسکے سنہ سات سو پانچ مین ابن تیمیہ ظاہری پیدا
ہوا کہ خدا کو مجسم کہتا تھا اور سفر زیارت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حرام اور تحقیر اور توہین
بعض خلفائے راشدہ اور ائمۂ مجتہدین طریقہ اُسکا تھا صراطِ مستقیم کتاب اُسکے اسباب مین موجود
ہے آخر علمائے عصر شیخ ابوداؤد ستمان اور شیخ کمال الدین اور تقی الدین سبکی نے اُسکے عقیدہ
باطل کو رد کیا اور اُسے گرفتار کرکے مدرسۂ کاملیۂ مصر مین لیگئے مجلس منعقد ہوئی اور تمام قاضی اور
مفتی جمع ہوے اور اُسکو قائل کیا اور حکم سلطان تمام بلاد مین جاری ہوا کہ عقیدۂ ابن تیمیہ خلاف
اجماع ہے جو کوئی اُسکی پیروی کریگا سزایاب ہوگا پھر تحقیر اولیاء اللہ اور توسل نبی الرحمۃ مین گفتگو
ہوئی آخر اس مقدمہ مین قید ہوا کہ اہانتِ اولیا و مشائخ و علماء کفر ہے اور توسل نبی الرحمۃ متفق
علیہ علمائے امت ہے منکر اسکا گمراہ ہے چنانچہ زمانۂ دولت ناصریہ مین ابن تیمیہ نے توبہ کی اور
رہائی پائی جب شام مین آیا تو پھر ایسی باتون سے قید خانۂ دمشق مین قید ہوا اور حکم عام بادشاہی
جاری ہوا کہ جو کوئی ابن تیمیہ کے عقیدہ پر ہو اُسکا خون اور مال حلال ہے اور ابن تیمیہ قطع نظر ظاہری
ہونیکے خارجی بھی تھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت فاطمۂ زہرا رضی اللہ عنہا کی جناب مین بےادبی
کرتا تھا غرضکہ ایام حکومتِ اسلام مین جسنے خلاف دین کوئی بات کہی سزایاب ہوا اسیطرح عبد الوہاب
نجدی اگرچہ دعویٰ حنبلی مذہب کا رکھتا تھا مگر جب بقصد حصول حکومت بےادبی جناب رسالتمآب
اور اہل بیت رسول الثقلین اور دیگر صلحائے مومنین کی کرنی شروع کی اور گستاخی حرمین

بقتل سادات اور غارتگری کرنے لگا بادشاہ اسلام نے استیصال اُسکا مع اتباع اُسکے کیا اور یہان
ہندوستان مین بسبب نہونے حکومت اسلام کے کوئی مانع نہین ہر ناخواندہ اپنی فروغ معاش
اور حصول جاہ کے لئے عقیدۂ باطلۂ مبتدعین سابقین سے برخلاف اہل سنت جو چاہتا ہے کہتا ہے
اور عقائد عوام الناس کے خراب کرتا ہے لہذا بیان معنی شرک و بدعت مع چند مسائل متعلقہ اُسکے
جیسے علماء حرمین نے تحقیق کی ہے سن بارہ سو ترانوے مین اردو زبان مین واسطے ہدایت عوام
کے لکھے ہین اگر کوئی مُصر اپنے ابتداع پر نہو اور بچشم انصاف اور طلب حق کے مطالعہ کرے تو شاید
راہ یاب ہو وما علینا الا البلاغ المبین - واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم

صحیح بخاری مین عبد اللہ بن عمر رض سے مروی ہے دربارۂ نجد کے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
هناك الزلازل والفتن وبها يطلع قرن الشيطان مصداق اس حدیث کا کہتے ہین کہ
عبد الوہاب نجدی ہے جو سلطنت ترکی میں بدنظمی واقع ہونے سے موقع پاکر دن جمعہ کے سنہ
بارہ سو اٹھارہ ۱۲۱۸ ہجری مین ایک مجمع عام کیا اور سردارون کو جمع کرکے یہ بات کہی کہ شرع میں
ہونا خلیفہ کا واجب ہے واسطے اقامت جمعہ اور عیدین اور حدود اور قصاص اور داد رسی مظلومان
کے اور سلطان روم فقط برائے نام ہے اُسکا نام خطبہ مین جھوٹ پڑھنا حرام ہے کسیکو
اپنے اوپر حاکم کرو اور اُسکی اطاعت کرو - سبنے اُسی کو پسند کرکے حاکم کیا اور اُسیکا نام خطبہ
مین بمقام نجد وغیرہ پڑھا گیا اور اطراف وجوانب نجد مین اُسی کی طرف سے قاضی اور نائب
اور عامل مقرر ہوے اور وہ خود اختراع دین جدید مین مصروف ہوا بعض مسائل مذہب
معتزلہ اور خوارج اور ظاہریہ اور بعض اپنی طبیعت سے نکالکر اپنی رائے کے موافق اُنکو مدلل بآیات
واحادیث کیا اور ایک کتاب بنائی بعدہ اُسکے بیٹے محمد نام نے اُسمین ایک مقدمہ اور ملایا
اور اُسکو مفصل آراستہ کرکے اُسکا نام کتاب التوحید رکھا اور اسمین دو باب کئے ایک رد شرک
اور دوسرا رد بدعت مین اور خلاصہ اُسکا یہ کہ جو کام متعلق بہ تعظیم وتکریم انبیا اور اولیا تھے یا
برکت حاصل کرنیکے آثار متبرکہ اُنکے سے سب پر حکم شرک اور بدعت جاری کیا گویا فصل
مقدم اس مذہب کی اہانت اور تحقیر انبیاء اور اولیا ہے اور روضۂ اقدس رسول اللہ صلعم کا
نام صنم اکبر رکھا اور یہ ساری تدبیر اسلئے تھی کہ لوگون کے دلون مین سے عظمت رسول الثقلین

اور اہلِ بیت کرام اور تعظیم حرمین جاتی رہے اور آمادۂ غارتگری اور قتلِ اہلِ حرمین پر بصورت جہاد
ہو جائین پھر وہ کتاب سب نائبون پاس واسطے دعوت عوام الناس کے بھیجی گئی جب
سب نے باغوائے شیطان قبول کیا کہ حرمین قابلِ جہاد ہے ساتھ قتل اور غارتگری کے
حرمین مین ثواب جہاد حاصل کرنا چاہیئے۔ تب ایک شخص سعود نام سنہ بارہ سو اکیس مین
بنام نہاد زیارتِ کعبہ آخر زمانۂ سلیم ثالث مین روانہ ہوا ہر چند لوگون نے شریف سے واسطے
جمعیت لشکر کے کہا مگر شریف نے یہی کہا کہ وہ مشہور قامع شرک و بدعت ہے ہتک حرم اور
غارتگری کیونکر کریگا اسی گفتگو مین وہ قرن المنازل تک آیا اور کعبہ کو چھوڑکر طائف گیا اور
سب کو بہ بہانۂ ملاقات کے بلاکر قتل کیا اور خوب غارتگری کی اور وہان سے مراجعت طرف
مکہ معظمہ سیف زنان اور غارت کنان کرکے جوحق غارتگری اور قتل کا تھا خاص بیت اللہ
مین کیا اور تمام شریف اور سادات کو قتل کیا جو بھاگ گئے وہ بچ رہے غرضکہ کوئی گھر مکہ
معظمہ مین قتل اور غارتگری سے خالی نرہا اور بعض مساجد اور مقابر متبرکہ اور آثار صحابہ اور اُن کے
مثلِ مسجد امام ابن مالک وغیرہ تمام منہدم کرکے ارادۂ قتل و نہیب اہالیانِ مدینہ کیا اور
قصد ڈھانے روضۂ مقدسۂ نبویہ کا مصمم رکھتے تھے اسلیئے کہ اُسکو صنمِ اکبر کہتے تھے مگر سنا ہے
کہ جب لوگ اس ارادۂ ناپاک سے وہان پہونچے اور دروازہ کھولا فورًا ایک اژدہائے عظیم نکلا
کہ اُسکی گرمیِ سانس سے سب لوگ مر گئے اور کہتے ہین کہ لاشین بھی متعفن ہو گئین یقین کہ
نوبت غسل اور کفن اور دفن کی نہ پہونچی بہزار دقت شہر کے باہر کھینچکر پھینک دیا غرض بعد
طے مراتب جور و ستم ایک سردار کو وہان مع فوج چھوڑکر معاودت مکہ معظمہ مین کی اور تمام اطراف
ملحقۂ حجاز اور نجد مین نہیب اور قتل شروع کیا اور کچھ شہرون عراق مین بھی دست درازی کی
اور کربلائے معلّٰی کو بھی خوب لوٹا اور قتل کیا اور جدہ پر بسبب جمعیت فوج اور توپون کے حملہ آور
نہوسے تھے کہ سلطان محمود خان سنہ ایکہزار دو سو تیئیس مین تخت نشین ہوا اور انتظام
سلطنت بخوبی اور قرار واقعی کیا اور قلع و قمع نجدیونکا بالکل کیا اور تمام اسباب غارت کردۂ نجدیون سے
چھین کر حرمین مین اپنی اپنی جگہ پہونچایا اور دیگر اموال تجارت مدعیان رعایا کو سپرد کیا اور باقی
مال جو جہاد نجدیون سے ہاتھ آیا تھا نقد و جنس سے سب اہالیان حرمین شریفین تقسیم کیا اور دائم تقسیم ہوتا ہے

اور آثار متبرکہ کے کہ نجدیون نے منہدم کئے تھے حکم دیا اور کچھ شیعۂ زیدیہ نے کہ مذہب وہابیہ بنا در یمن
مین اختیار کیا تھا اور غارتگری اموال مسلمانان اُسطرف کے کرتے تھے بنام ابراہیم پاشا حکم واسطے استیصال
اُنکے بھیجا کہ بعد وفات سلطان محمود خان عبد المجید خان اُنکے بیٹے نے بتاکید تمام حجاز اور یمن اور شام
سے استیصال ان نجدیون کا کیا کہ سب مطیع حکم اسلام ہوئے اور اس مذہب جدید سے توبہ کی اور کچھ لوگ
مفرور اطراف ہند مین آئے اور کچھ پوشیدہ وہین رہے مثل شیعون کے تقیہ کیا اور علمائے مکہ نے رد اس
کتاب التوحید شیخ عبد الوہاب نجدی حنبلی کا لکھا کہ مشہور بہدایہ و لمعہ مکیہ ہے اور کہتے ہین کہ جب
وہابیون نے بعد تسلط مکہ معظمہ پر جب جمع کیا اُن لوگون کو جنہون نے مہر اُنکے کفر پر کی تھی تو مقتدا
اور شیخ مکہ حضرت عمر عبد الرسول سے سعود نے کہا کہ تمنے ہمارے کفر پر کس سبب سے حکم کیا اُنہون نے
کہا کہ تم اپنی کتاب لاؤ مین نشان دون سعود نے کتاب پیش کی اُسمین لکھا تھا کہ جو کوئی اموات
کو نبی ہو یا ولی غیر وقت زیارت قبر کے پکارے شرک ہے شیخ العلماء مکہ نے فرمایا کہ یہ عجب شرک ہے
کہ ہر نماز مین موجود السّلام علیك ایھا النبی اگر یہ عقیدہ مُسلّم ہو تو سب صحابہ اور تابعین اور ایمۂ
مجتہدین اور جمیع افراد امت شرک سے نجات نہین پاتے ہین اور دلائل قاطعہ سے قائل کیا اور
سعود غصہ مین آیا اور شیخ العلماء نے پناہ نجد اما نگی اس عرصہ مین خبر آمد لشکر ابراہیم پاشا بندر جدہ مین
مشہور ہوئی کہ وہ راہی بندر جدہ ہوا اور شیخ محفوظ رہے - اب جاننا چاہئے کہ وہابیہ ہندوستان
کے اُنسے بڑھکر ہین کہ وہ پکارنیکو غیر وقت زیارتِ قبر شرک کہتے تھے یہ لوگ قبر پر بھی پکارنے
کو شرک کہتے ہین اور جب نجدیون کو قتل اور لوٹ حرمین کی کہ وہان اموال کثیرہ تھے منظور نظر
تھی اور اُسکے لئے کوئی تدبیر سوائے اِسکے نہ تھی کہ بزرگی اور عظمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور اہل بیت اور صلحا کی لوگون کے دلون سے کم ہو اور بزرگی آثار متبرکۂ انبیا اور صلحا اور توقیر حرمین
قلوب عوام مین سے نابود ہو جب آمادۂ قتل اور نہیب حرمین ہون اسلئے بہ بہانہ کفر و شرک
ایسی باتین کہنی شروع کین کہ جنسے محبت اور عظمت اُنکی کم ہو اور لوگ واسطے اجتناب کے شرک
سے اُن باتون سے پرہیز کرین اور اُنکو اپنی عقل سے مُدلّل کیا آیات اور احادیث کے ساتھ برخلاف
علمائے اہل سنت کے تاکہ جلد لوگ دام تزویر مین گرفتار ہون اور عوام الناس کو
اپنے ساتھ اِس فریب سے متفق کیا اور تعظیم و محبت انبیا اور صلحا اور اہل بیت

رسول اللہ صلعم کو کہ اصل ایمان اور واجبات سے تھی استیصال کرنا شروع کیا اسلئے کہ محبت اُنکی
دلیل محبت آلہی ہے اور محبت آلہی فرض ہے جیسے حق تعالی فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ
حُبًّا لِلّٰهِ ط یعنی جو لوگ مسلمان ہین وہ سب پر غالب رکھتے ہین محبت خدا کو اور قُلْ اِنْ کَانَ
اٰبَآءُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ
تَخْشَوْنَ کَسَادَهَا وَمَسَاکِنُ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ الخ اور
فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے کہ بندہ جب تک خدا اور رسول کو سب چیزون سے زیادہ دوست نہ رکھے تب
تک اُسکا ایمان درست نہین ہے اور پوچھا صحابہ رضہ نے رسول خدا صلعم سے کہ ایمان کیا چیز
ہے فرمایا کہ بندہ خدا اور رسول کو سب چیزون سے زیادہ دوست رکھے اور فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے
کہ جب تک بندہ خدا اور رسول کو اہل اور عیال اور زر و مال اور تمام خلق سے زیادہ دوست نہ
رکھے تب تک ایماندار نہین اور ایک اعرابی نے پوچھا رسول خدا صلعم سے کہ قیامت کب ہوگی
آپنے فرمایا کہ اُسدن کے لئے تونے کیا رکھا ہے اُسنے عرض کیا کہ نماز اور روزہ تو مین بہت رکھتا
نہین ہون لیکن خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہون فرمایا کہ قیامت کو تو اُسکے ساتھ ہوگا جسے
دوست رکھتا ہے اور یہ دعا ماثور ہے پیغمبر خدا صلعم سے اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ
اَحَبَّكَ وَحُبَّ مَا یُقَرِّبُنِیْ اِلٰی حُبِّكَ وَاجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ غور کرنا
چاہیئے کہ رسول مقبول صلعم طلب کرتے تھے محبت دوستان خدا کی اور محبت اُس چیز کی کہ خدا
سے ملاوے اور یہ لوگ متنفر کرتے ہین لوگون کو محبت انبیاء اور صلحا سے اور ظاہر کرتے ہین اُسمین
کفر اور بدعت ضلالت احمق اور جھوٹ جیسا کہ آگے بیان ہوگا اور ایسے ہی وارد ہین حدیثین
صحیح محبت اور عظمت اہل بیت مین - اول قرآن شریف مین ہے قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا
اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی کہ محبت رشتہ داران رسول مقبول مین مقصود ہے اور بخاری اور مسلم مین
ہے کہ جناب امام حسن رضی اللہ عنہ تھے کندھے پر رسول خدا صلعم کے اور آپ کہتے تھے اللّٰهُمَّ
انی احبه فاحبه واحب من یحبه یعنی مین دوست رکھتا ہون اِسکو یا آلہی تو بھی دوست رکھ
اِسکو اور دوست رکھ اُسکو جو اس سے دوستی رکھے پس جب ثابت ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم مقبول ہے تو دوستان
جناب امام حسن رض محبوب خدا ہین - اور فرمایا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے احبوا اللّٰه لما

یعنی وکم من نعمۃ فاحبونی لحب اللہ واحبوا اھل بیتی لحبی یعنی اول دوست رکھو خدا
کو بسبب نعمت کے اور دوست رکھو مجھکو بسبب محبت خدا کے اور دوست رکھو اہل بیت میرے
کو بسبب محبت میری کے اور فرمایا کہ من احبنی کان معی فی الجنۃ جو مجھے دوست رکھے ہوگا
میرے ساتھ جنت مین پس محبت انکی مدار صحت ایمان ہے اور باعث دخول جنت اور اہانت
انکی باعث کفر جیسا کہ حدیث مین ہے من اھاننی فقد اھان اللہ ومن اھان اللہ فقد
کفر یعنی جسنے میری اہانت کی خدا کی اہانت کی اور جسنے خدا کی اہانت کی بیشک کافر ہوا اور یہ
شعار اور وعظ ان وہابیون کا ہے کہ کبھی آیات اور احادیث فضائل اہل بیت اور جناب
رسالت مآب صلعم کے نہین کہتے اگر بیان کرینگے تو بعض آیتین پڑھکر بیان ایسا کچھ کرین گے
جس سے محبت اور عظمت رسول اللہ صلعم اور اہل بیت اور صلحا کی عوام کے دلون مین سے جاتی
رہے مثلاً کہتے ہین قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ اور قُلْ لَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ
مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْءُ اور قُلْ لَّا اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ
اللہ اور حدیث لا ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم اور حدیث یا بنی کعب انقذوا
انفسکم من النار لا املک لکم من اللہ شیئا ویا فاطمۃ انقذی نفسک من النار
سلینی ما شئت من مالی لا اغنی عنک من اللہ شیئا اور مثل اسکے پڑھکر کہتے ہین کہ وہ نہ
کسیکے کچھ کام قیامت کو آوینگے نہ یہان مالک نفع اور ضرر ہین اور نہ انکو کچھ حال غیب معلوم ہے
ایک بشر تھے مانند ہمارے ہمکو انکی تعظیم برابر بڑے بھائی کے کافی ہے مانند ہرکارون اور ڈھنڈورچیون
کے احکام الٰہی جو ہمکو پہونچا دیئے انپر عمل کرنا چاہیئے انکی محبت اور تعظیم کچھ ضرور نہین - اور یہ بیان
انکا سراسر گمراہی ہے اسلیئے کہ اس قسم کا کلام آپکا خواہ تعلیم خدا تعالی ہو یا ازخود ایسا ہے جیسے کوئی
وزیر کمال معتمد اور مقبول القول اور مشیر بادشاہ کا کہے کہ مجھے کچھ اختیار سلطنت مین نہین نہ مالک
ہون بادشاہ کو اختیار ہے جو چاہے حکم کرے اس کہنے سے کوئی یہ نہین سمجھتا کہ اسکو احکام وزارت
مین جو متعلق سلطنت ہین کچھ دخل نہین یا اسکے کہنے کو دربار شاہی مین کچھ اثر نہین اس سے ملاقات
ترک کرنی اور رجوع معاملات مین چھوڑنی چاہیئے بلکہ اس کہنے کو کمال علو حوصلہ اور اطاعت اس
وزیر پر حمل کرکے ویسی ہی تعظیم اور توقیر اسکی کرتے ہین اور اپنے کامون مین اسی کی طرف رجوع

رکھتے ہین اِسی جہت سے صحابۂ کرام رضؓ نے بعد نزول اِن آیات اور فرمانے اِن احادیث کے محبت
اور تعظیم رسالت مین کمی نہین کی۔ اور اہانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتفاقِ علما کفر ہے خواہ
صریحًا ہو یا ضمنًا اور التزامًا یا اشارۃً اور کنایۃً اور یہ مضمون اِن آیات اور احادیث سے سمجھنا غلط فہمی
اُنکی ہے علم غیب کا پیغمبر خدا صلعم کو قرآن اور حدیث سے ثابت ہے۔ قرآن مین ہے کہ فَلَا یُظْهِرُ
عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ یعنی نہین مطلع ہوتا اوپر غیب خدا کے کوئی مگر رسول
کہ راضی ہوا اُس سے سلہ آگے بیان اس آیت کا آویگا اور تفسیر عزیزی مین مفصل لکھا ہے اور حدیث علمت علم
الاولین والآخرین یعنی دیا گیا مین علم اگلے پچھلون کا وان اللہ زوی لی الارض فرایت مشارقہا
و مغاربہا یعنی پیش کی خدا نے واسطے میرے زمین پس دیکھی مین نے تمام مشارق اور مغارب اُسکی
گواہ صادق موجود اور کام آنا پیغمبر خدا صلعم کا قیامت مین احادیث صحیحہ سے بخوبی ثابت ہے واسطے
ذوی القربی کے کیا بلکہ واسطے تمامی امت اور جمیع بنی آدم کے جیسے صحیح مسلم مین ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے انا اول شافع واول مشفع وآدم ومن دونہ تحت لوائی اور فرمایا ہے
سلہ اول من اشفع من امتی اہل بیتی ثم بنو ہاشم ثم الاقرب فالاقرب اور مالک ہونیکا عالم
یہ ہے کہ بخاری اور مسلم مین یہ حدیث موجود ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے وتیت بمفاتیح خزائن
الارض فوضعت فی یدی اور دوسری روایت مین ہے کہ اعطیت الکنزین الاحمر والابیض اور معنی
ان حدیثون اور آیتون کے آگے بیان ہونگے کہ یہ فرمانا کمال حلو حوصلہ ہے آپکا اور بیان ہے عظمت
مرتبہ احکم الحاکمین کا اور جو کچھ یہ وہابیہ کہتے ہین مراد نہین ہے یہ فہم اُنکا غلط ہے بقول سعدی ؎
چشم بداندیش کہ برکندہ باد ✦ عیب نماید ہنرش در نظر ✦ مگر جب فصل معلوم اس مذہب کے اور مدعا
سے توہین اور تحقیر انبیا و صلحا ہے لہذا اُنکو کوئی بات سوا اہانت کے جو اصل بے ایمانی اور ضلالت
کی ہے نہین سوجھتی ہے پس جب ثابت ہوا کہ محبت انبیا اور اہل بیت رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم اور جمیع صلحا جز ایمان کی ہے اور سبب داخل ہونے جنت کا اور باعث حشر کا ہے ساتھ
ان لوگون کے کہ صحیحین مین موجود ہے المرء مع من احب یعنی حشر آدمی کا جسکو دوست رکھے
اُسکے ساتھ ہوگا اسی سبب سے لحاظ رکھتے تھے محبت آنحضرت صلعم کا صحابۂ کرام جیسا کہ ترمذی مین ہے
کہ حضرت عمر رضؓ نے مقرر کئے واسطے اُسامہ کے تین ہزار پانسو درہم اور واسطے عبد اللہ ابن عمر کے تین ہزار

پس کہا عبداللہ نے اپنے باپ سے کیون فضیلت دی آپنے اُسامہ کو مجھ پر قسم خدا کی نہین سبقت کی
اُسامہ نے مجھ پر کسی مشہد مین پس فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان زیدا کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من ابیک وکان اسامۃ احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منک فاثرت
حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی حبی + اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دوستان خدا اور
رسول سے سلوک ہونا اپنی اولاد سے زیادہ سنت خلفائے راشدین ہے اور اموات سے بجز ایصال ثواب
اور کوئی صورت سلوک نہین منع کرنا اسکا قطع محبت خدا و رسول کرتا ہے اور دیکھنے سے معلوم
ہوتا ہے کہ اصحاب کبار کو کسقدر محبت اور کس مرتبہ مین تعظیم و تکریم رسول مقبول مد نظر تھی کہ
باوجود نثار کرنے جان اور مال اور زن و فرزند کے اور چھوڑنے گھر بار کے آپکے پیچھے کسقدر مؤدب
حضور رسول اللہ صلعم مین بیٹھتے تھے کہ کانما علی رؤسنا الطیر کتب حدیث مین موجود ہے اور
بمقتضائے کمال ادب اور تعظیم کے ہر وقت چہرۂ مبارک کو دیکھتے رہتے تھے کہ کسی بات سے کسی
طرح پر خاطر اقدس مین ملال نہ آنے اور مبادا کسی حرکت سے حکم آیۂ والذین یؤذون رسول
اللہ لھم عذاب الیم مین نہ داخل ہو جائین۔ چنانچہ حدیث مین ہے کہ حضرت عمر رضہ ایکدن توریت
آنحضرت صلعم پاس لائے اور پڑھنے لگے اور جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور سے
آثار غضب ظاہر ہوئے تو حضرت صدیق اکبر رضہ نے حضرت عمر سے کہا ثکلتک الثکالی اما تری
الی وجہ رسول اللہ صلعم اور عمر رضہ نے چہرہ مبارک غضبناک دیکھ کر کہا اعوذ باللہ من غضب
اللہ وغضب رسولہ امنت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلعم رسولا - اور فرمایا آنحضرت
صلعم نے کہ اگر تم پاتے موسی کو تو چھوڑ دیتے مجھ کو او گمراہ ہو جاتے ولو کان موسی حیا ما وسعہ
الا اتباعی پس وہ لوگ بڑے جاہل اور نادان ہین کہ کلمات متضمن اہانت نسبت ایسے جناب کے
منہ سے نکالتے ہین اور محبت اور عظمت ایسے رسول مقبول اور اُنکے دوستارون کی لوگون کے دلون
مین سے گھٹاتے ہین کہ کوئی نادان نسبت بڑے بھائی کی کہتا ہے اور کوئی مثل ڈھنڈورچیون
اور ہرکارون کے پیغام رسان ٹھہراتا ہے آیا نہین پڑھتے آیۃ یا ایھا الذین امنوا لا
تقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا وللکفرین عذاب الیم یعنی اے مسلمانون
مت کہو راعنا اور کہو انظرنا اور سنتے رہو اور کافرون کو عذاب دردناک ہے - غور کرین اگرچہ کافر

راعنا کی جگہ راعینا زبان دبا کر کہتے تھے مگر بیان واقعی تھا کچھ غلط نہ تھا اور مسلمان فقط راعنا کہتے
تھے اور جو غرض کافرون کی تھی وہ بھی مسلمانون کے دل مین نہ تھی پھر وجہ ممانعت بجز اسکے کہ ایک
شبہ اہانت کا قول کافرون سے کہ راعنا سے راعینا مراد رکھتے تھے پیدا ہوتا تھا مسلمانون کو ممانعت
ہوئی کہ تم راعنا نہ کہو پس جب حق تعالی نے کلمۂ مشتبہ اہانت سے بھی مسلمانون کو اپنے نبی کی نسبت
منع فرمایا اور کافرون کو عذاب سخت کے ساتھ تہدید کی باوجودیکہ وہ کلمہ بیان واقعی تھا پھر انکو ایسے
کلمات کہنے باوجود دعوی ایمان کیونکر زیبا ہین اگر غور کرین تو در پردہ مخالفت حکم خدا اور اہانت الہی
کرتے ہین کہ ضرب الغلام اہانۃ المولی مشہور ہے کیا نہین پڑھتے آیہ مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَأْكُلُ
الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ کہ کیسی باتین واقعی کہنے والون کو گمراہ فرمایا اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا
لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا الخ چاہیے ہر مسلمان کو کہ اہانت صریح اور ضمنا اور اشارۃ اور التزاما وغیرہ
سب سے پرہیز کرے کہ اہانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی طرح پر ہو کفر لازم آتا ہے چنانچہ بعض
آیات مین توبیخ واقع ہے بے ادبی کرنے والون پر جیسے کہ تفسیر عزیزی مین ہے کہ آدمی شرافت
مال وجاہ پر مغرور ہو راہ و رسم مقربان الہی سے درست رکھے کہ آنحضرت صلعم نے بموجب حکم
وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ کے کوہ صفا پر چڑھ کر سب کو نام بنام بلایا اور عذاب خدا سے
ڈرایا تو ابولہب نے کہا تبا لک اسکے جواب مین سورۂ تبت یدا ابی لہب نازل ہوئی اور جب کفار مکہ
نے بعد وفات حضرت طیب اور طاہر صاحبزادون کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتر کہا اسکے جواب
مین فرمایا اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ اور جب ابوجہل نے بے ادبی کی اور کہا کہ محمد صلعم جس وقت
سجدہ کرینگے تو انکی گردن پہ پاؤن رکھونگا اور گردن کا توڑونگا اور نماز سے مانع آیا اسکے واسطے حق تعالی
نے فرمایا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ اور جنگ بدر مین عبد اللہ
ابن مسعود رض اسکا سر کاٹ کر بال پیشانی کے پکڑ کر کھینچتے ہوئے لائے اور کان چھید کر ایک رسی
باندھکر مقتل سے کھینچتے ہوئے ایک کنوئے ناپاک مین ڈالا اور جب کہا اُس جاہل نے کہ میری مجلس
کے حاضر باش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کافی ہین تو فرمایا کہ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ
اور اسیطرح سورۂ نون کی تفسیر مین لکھا ہے کہ جب ولید ابن مغیرہ نے ایک طعن کیا کہ رسول مقبول
صلعم کو مجنون کہا حق تعالی نے اسکو دس طعنون سے یاد فرمایا حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ

مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ اور پھر فرمایا سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ اور جنگ
بدر مین یہ فرمانا متحقق ہوا کہ اُسکی ناک پر زخم شمشیر آیا اور اچھا نہوا اُسی زخم سے مکہ مین مرا پس جب
حق تعالی نے براہ عدل موذیان رسول اللہ صلعم کو ایک بدی کے بدلے دس مین پکڑا لہذا جو
لوگ کہ محبت رسول اللہ صلعم اور خدمت آنحضرت مین مصروف رہے ہین ایک نیکی کا دس
گنا انعام ملیگا اسی سبب سے حدیث شریف مین آیا ہے من صلی علیّ واحدۃ صلی اللہ علیہ
عشرا اور پس خاکپاے امت رسول ثقلین کو یون القا ہوتا ہے کہ ہر بدی کا بدلہ برابر اور ہر نیکی
کا دس حصہ زیادہ ہے کہ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا - وَمَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ
اَمْثَالِهَا فرمایا ہے مگر طعن اور تحقیر انبیاء اور صلحا کے باب مین ہر بدی کا بدلہ دس گنا ہے اسلیے کہ
غیرت الہی مقتضی اسکو نہین ہے کہ کوئی اُسکے رسولون اور دوستون سے بطعن اور اہانت پیش آئے
کہ اہانت رسولون اور دوستون خدا کی اہانت الہی ہے کہ کافر کردیتی ہے اور اس قسم کی اور بھی
آیتین ہینگی کہ جسنے اہانت اور تحقیر کا کلمہ موہنہ سے نکالا سزایاب ہوا اور اسی جگہ سے فقہا نے
لکھا ہے کہ استہزا اور استخفاف بانبیاء علیہم السلام کفر ہے - مرتد اور واجب القتل ہے جو یہ حرکت
کرے جیسا کہ عینی شرح کنز اور درر غرر مین ہے من سبّ النبیّ صلعم یکفر فیقتل حدًّا
ولا یقبل توبتہ اصلا اور تاتارخانیہ مین ہے من عاب نبیًّا بشیٔ او لم یرض بسنۃ نبی من
المرسلین فقد کفر فمن قال لرجل احلق راسك واقلم اظفارك فان ھذا سنۃ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ذلك الرجل لا افعل وان کان سنۃ فقد کفر اور ایسا
ہی درمختار مین ہے کہ یقتل ولا یقبل توبتہ ومن شك فی کفرہ فقد کفر وکذلك الاستہزاء
والاستخفاف بہ علیہ السلام اور ایسا ہی تحفۃ الاخیار اور غرۃ الانظار اور منہج الغفار اور اساس الدین
مین ہے اور شفا مین لکھا ہے کہ من سبّ النبی صلعم او عابہ او الحق بہ نقصا فی نفسہ او نسبہ
او دینہ او خصلتہ او عرضہ او تشبہ لشیٔ علی طریق الازراء علیہ او التصغیر بشانہ
فھو ساب والحکم فیہ القتل اور چلپی حاشیہ شرح وقایہ مین ہے قد اجتمعت الامۃ علی ان
استخفاف نبی من الانبیاء کفر سواء فعلہ فاعل ذلك استحلالا ام فعلہ معتقد الحرمۃ
ولیس بین العلماء خلاف فیہ اور نوادر الفتاوی مین ہے ہر کہ پیغامبرے را بعیب ونقص

یا دکند اگرچہ اندک بود کافر شود لان تعظیمہما اصل کبیر من الاصول فی الدین اور حلبی میں
لکھا ہے من عابہ علیہ السلام بشئ مما جری اللہ علیہ من البلاء والمحنۃ واستحقرہ
علیہ السلام ببعض لعوارض البشریۃ الجائز والمعہودۃ لدیہ فہو ساب لہ حکم القتل
ولا توبۃ لہ وہذا کلہ اجماع من العلماء من لدن الصحابۃ ہلم جرا قال ذالک مالک و
اللیث واحمد واسحاق وہو مذہب الشافعی ومقتضی قول ابی بکر ؓ بمثلہ قال ابو حنیفۃ
والثوری والاوزاعی اور کہا امام ابو یوسف نے کہ اگر بولا کوئی کہ نبی صلعم دوست رکھتے تھے کدو کو
اور دوسرا بولا کہ میں دوست نہیں رکھتا پس یہ کفر ہے ومن قذف ام النبی صلعم یقتل ولا
توبۃ لہ اور اسی حلبی میں ہے من قال ہزم النبی صلعم فی بعض غزواتہ یستتاب فان تاب
فبہا والا قتل لانہ انتقص شانہ اور اشباہ النظائر میں ہے لا تصح ردۃ السکران الا الردۃ
بسب النبی صلعم فانہ یقتل ولا یعفی عنہ – اور اب لوگ بجز اس بات کے کہ جسمیں اہانت
نکلے اور محبت زائل ہو بجز نفسانی آیات قرآن وحدیث کچھ نہیں بیان کرتے ہیں لہذا چند آیات
کلام مجید اور بعض احادیث صحیحہ کہ جنسے عظمت انبیا اور صلحا اور اہل بیت سب پر ظاہر ہو اور دلوں
میں عوام کے محبت پیدا ہو لکھی جاتی ہیں اگرچہ آپکی مدح وثنا اس مرتبہ نہیں کہ کوئی بشر ادا کر سکے
یا کسی قلم سے تحریر ہو سکے اسلئے کہ تمام قرآن میں آپکے صفات حمیدہ جابجا مذکور ہیں اور جسکا خدا تعالی
مداح ہو دوسرے کا کیا رتبہ کہ اُسکی ثنا لکھ سکے مگر واسطے آگاہی عوام الناس کے ذریعہ سعادت اور
نجات کا سمجھ کر کچھ آیتیں اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں – اول تو حق تعالی نے اپنی محبت اور اطاعت
کو منحصر کیا ہے جناب رسالت مآب صلعم کی محبت اور اطاعت میں یہ کتنی بڑی عظمت ہے –
قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اور لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
اب دیکھیں کہ یہ مرتبہ ہرکارہ اور ڈھنڈورئیے کا ہوتا ہے سلطنت میں یا یہ مرتبہ کمال دوست اور
معتمد کا مثل وزیر اور ولیعہد کے – اور فرمایا ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا
شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا یعنی قسم ہے
تیرے رب کی نہ مسلمان ہونگے جب تک نہ حاکم کریں تجھکو اپنے جھگڑوں میں اور پھر نہ پاویں کچھ
حرج اپنے دل میں تیرے فیصلہ سے اور قبول کریں اُسکو بخوشدلی – اور در باب تعظیم اور تکریم کے

فرمایا ہے وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ یعنی کہتے ہین کافر کہ اے خدا اگر یہ دین سچ ہے تو ہمپر پتھر برسا آسمان سے یا عذاب کر دردناک اور نہین ہے اللہ کہ عذاب کر انپر اور تو اُنمین موجود ہو اب دیکھین کہ کسقدر حق تعالی کو پاس خاطر اور تکریم اپنے رسول کی منظور ہے کہ اُنکے سبب کافرون پر عذاب نہین آتا۔ یہ مرتبہ نزدیک بادشاہون کے بڑے معتمدین اور عزت والونکا بھی نہین ہوتا ہے کہ اُنکے پاس سے یا اُنکے گھر سے کسی دشمن یا مجرم کو گرفتار عذاب کرین بسبب اُنکی عزت کے ہرکارون اور ڈھنڈوریونکا کیا رتبہ ہے اور فرمایا ہے يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اے ایمان والو نہ آگے بڑھو خدا اور رسول خدا صلعم سے چلنے مین اور مجلس مین اور ڈرو خدا سے تحقیق اللہ سنتا دیکھتا ہے۔ اور يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ اے ایمان والو نہ بلند کرو آواز اپنی اواز رسول اللہ صلعم پر اور نہ پکارو مانند پکارنے ایک دوسرے کے آپسمین مبادا نابود ہو جاوین عمل تمہارے بسبب بے ادبی کے اور تم بیخبر رہو اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ یعنی جو لوگ پست کرتے ہین آوازین اپنی نزدیک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ لوگ ہین کہ آزمالیا اللہ نے اُنکے دلون کو واسطے پرہیزگاری کے اور اُنکے لئے مغفرت ہے اور نیک بڑا پس جو لوگ کہ واسطے تعظیم رسالت او آداب کے پیغمبر خدا صلعم کے سامنے پست آواز سے بولتے تھے اُنکے لئے وعدہ مغفرت اور عطائے اجر عظیم کا فرمایا۔ اور یہ تعظیم واجب ہے حیًا ومیتًا فی البخاری ان عمر رض قال لرجلین من اهل الطائف لو كنتما من اهل البلد لاوجعتكما ضربا ترفعان اصواتكما فی مسجد رسول الله صلی الله علیه وسلم۔ وعن ابی بكر الصدیق رض قال لا ینبغی رفع الصوت علی نبی حیا و لا میتا۔ وروی عن عائشة رض انها كانت تسمع صوت وتد یوتد والمسمار یضرب فی بعض الدور المطیفه بمسجد النبی صلعم فترسل الیهم لا تؤذوا رسول الله صلی الله علیه وسلم وما عمل علی رض مصراعی بابه الا بالمناصع توقیا لذلك وتادبا معه ولما ناظر ابو جعفر بالكافی

مسجد النبی صلعم فقال ملک یا امیر المومنین لاترفع صوتک فی هذا المسجد فان الله تعالیٰ ادب قوما لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی وان حرمته میتا کحرمته حیا فاستکان له ابو جعفر وقال یا ابا عبد الله استقبل القبلة وادعوا ام استقبل رسول الله صلعم فقال لم تصرف وجهك عنه وهو وسیلتک ووسیلة ابیک الی یوم القیمة بل استقبله و استشفع به فیشفعک الله قال الله تعالیٰ ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤک الخ- لہذا یہان سے صاف ظاہر ہے کہ جو لوگ مراتب تعظیم اور آداب رسالت کا لحاظ رکھیں اِس وعدہ مین داخل ہین برخلاف اُنکے جو بے ادبانہ پیغمبر خدا صلعم کے روبرو بولتے ہین کہ اُنکے عمل نیک بھی حبط ہو جاتے ہین اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ یعنی جو لوگ کہ پکارتے ہین تجھ کو حجرون مین سے وہ اکثر بیوقوف ہین اگر صبر کرتے یہان تک کہ نکلتا تو اُنکی طرف از خود بہتر ہوتا واسطے اُنکے یہ تعلیم ادب ہے خدا کی طرف سے کہ کوئی حاکم وقت اور بادشاہ کو محل سے اپنی غرض کے واسطے نہین پکارتا ہے جب تک وہ از خود دربار مین نہ آوے ایسی ہی تعظیم رسالت چاہئے اور فرماتے ہین وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْكُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ - لَوْلَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مَلَكٌ فَیَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِیْرًا اَوْ یُلْقٰۤى اِلَیْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ یَّاْكُلُ مِنْهَا ؕ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَیْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا اور کہا کافرون نے کہ کیا حال ہے اِس رسول کا کہ کھانا کھاتا ہے اور بازار مین پھرتا ہے - اِسکے ساتھ فرشتے اور خزانے کیون نہین ہے اور باغات کیون نہین ہین کہ اُنمین سے کھاتا اور کہا ظالمون نے کہ تم پیروی نہین کرتے مگر ایک آدمی جادو کیے ہوے کی۔ پس دیکھ کہ کیسی مثالین تجھ پر بیان کرتے ہین پھر گمراہ ہوے اور نہ پائینگے راستہ۔ پس کھانا اور بازار مین چلنا اور باغات وغیرہ نہونا یہ بیان واقعی تھا کافرونکا مگر جب متضمن اہانت اور بے ادبی تھا اسلئے توبیخ نازل ہوئی پس ایسا کلام کہ جس سے اہانت بنی پائی جاوے ضمناً یا التزاماً عمداً ہو خواہ سہواً غیر واقعی ہو یا واقعی مستلزم ہے کفر کو یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ؕ یعنی اے مسلمانون جب سرگوشی کرو پیغمبر خدا صلعم سے تو صدقہ

دو پہلے اُس سے یہ بہتر ہے تمہارے لئے اور پاکیزہ بات اور اگر نپاؤ تو خدا غفور رحیم ہے — یہ تمہارے
واسطے تعظیم اور آداب رسالت کے تھی خدا کی طرف سے اگرچہ پھر فرضیت اسکی موقوف ہوئی وَلَوْ
أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا
اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ۝ اور جب ظلم کیا تھا اُنھوں نے اپنے نفسوں پر کیوں نہ آئے تیرے پاس پس بخشش
چاہتے خدا سے اور بخشش مانگتا واسطے اُنکے رسول تو البتہ پاتے خدا کو رجوع برحمت کرنیوالا اور رحیم
اور وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ طلب رحمت کر واسطے اُنکے پس طلب رحمت تیری
موجب تسکین ہے واسطے اُنکے اور ایسے ہی صحیحین مین ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے جب نماز پڑھی
قبر امرأۃ سوداپر کہ مسجد مین جاروبکشی کرتی تھی ان هذه القبور مملوءة ظلمة على اهلها وان الله
ينورها لهم بصلوتى یعنی تاریک ہین قبرین تمہاری اہل قبور پر اور روشن اور نورانی کرتا ہے الله
انکو اہل قبور پر بسبب میری دعا اور نماز کے پس ظاہر ہے یہان سے کہ توبہ استغفار مثل صلحا موجب
قبولیت ہے اور سبب مغفرت کا بسبب اُنکے استغفار کے ورنہ کیا خصوصیت تھی کہ جاؤک فرماتے
اور صل علیہم کہتے یہ رد ہے منکرون پر جو کہتے ہین کہ خدا سبکی سنتا ہے بزرگون کی کیا حاجت ہے
البتہ سنتا ہے مگر قبولیت جو انبیا اور صلحا کی دعا کو ہے وہ عوام گنہگارون کو کہان ہے اسی سبب
سے پیش بزرگان اور مشاہد متبرکہ پر امید اجابت دعا ہے کہ مقامات نزول رحمت الٰہی ہین اور یہ
لوگ میزاب رحمت الٰہی اور جو لوگ تکبر کرتے تھے دعا چاہنے رسول صلی الله علیہ وسلم سے اُنکے لئے
فرمایا وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ
وَهُم مُّسْتَكْبِرُونَ اور جب کہا جاتا ہے انکو آؤ طلب مغفرت کرے رسول واسطے تمہارے سر ہلاتے
ہین اور دیکھا تو نے کہ رکتے ہین اور تکبر کرتے ہین اور يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ
إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ اے ایمان والو قبول کرو پکارنے خدا اور رسول کو جب پکارے رسول
تمکو تا زندہ کرے تمکو اور باتفاق علما اجابت واجب تھی جسوقت نبی صلی الله علیہ وسلم پکارتے
یہ تعظیم رسالت نہین تو کیا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَن
يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا
طَعِمْتُمْ فَانتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ

فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ اے ایمان والو مت جاؤ نبی صلعم کے گھرون مین مگر جب اجازت ہو تمکو واسطے
کھانے کے اور نہ منتظر رہو پکنے کے مگر جب بلائے جاؤ داخل ہو اور جب کھا چکو نکل آؤ مت لو
مزے باتون کے تحقیق یہ حرکت تمہاری ایذا دیتی ہے نبی کو پس وہ شرماتا ہے تمسے کہ کچھ نہین
کہتا اب یہ کسقدر تعلیم آداب اور تعظیم نبوت اور کیسا لحاظ اور پاس تکلیف نبی صلعم ہے وَالَّذِيْنَ
يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اور جو لوگ اذیت دیتے ہین رسول خدا صلعم کو
انکو عذاب دردناک ہے چنانچہ آپنے ازواج مطہرات سے فرمایا کہ لاتؤذونني في عائشة اور انہون
نے پناہ مانگی خدا سے آپکے اذیت دینے سے پس معلوم ہوا کہ اذیت آپکی کچھ مخالفت حکم الٰہی پر
منحصر نہین کسی طرح پر اذیت دے داخل اس آیت مین ہے اور کہین فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو بسبب کمال قرب اور عظمت کے جناب الٰہی مین فعل الٰہی فرمایا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ
يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ یعنی جو تجھ سے بیعت کرتے ہین سوا اسکے
نہین کہ وہ خدا سے بیعت کرتے ہین ہاتھ خدا کا اُنکے ہاتھون پر ہے وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى اور تو نے نہین پھینکے وہ کنکر جسوقت پھینکے تھے مگر وہ خدا تعالیٰ نے پھینکے تھے
اور کہین اظہار عظمت رسالت فرمایا ہے ساتھ مغفرت اور عطائے درجات عالی کے دارین مین
يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا اور اُٹھائیگا تجھکو تیرا رب مقام محمود مین کہ وہ یا مقام شفاعت
کبرا ہے یا مقام وسیلہ ہے کہ وہ تمام بنی آدم سے واسطے ایک آدمی کے ہوگا اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ
الْكَوْثَرَ ہمنے عطا فرمایا تجھکو حوض کوثر یا کثرت اُمت وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ٥
اور عنقریب عطا فرمائیگا تجھکو رب تیرا اسقدر عطا کہ تو راضی ہو جاویگا وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ
الْاُوْلٰى اور البتہ دار آخرت اچھا ہے واسطے تیرے اس دنیا سے یا ہر حال پچھلا تیرا بہتر ہوگا پہلے
سے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَ
يُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا یعنی فتح
کردی ہمنے تجھکو فتح ظاہر تا کہ بخشیگے ہم تیرے گناہ اگلے پچھلے سب اور پوری کرینگے اپنی نعمت تجھ پر
اور دکھائینگے تجھکو صراط مستقیم اور مدد کرینگے تیری مدد عزت کی اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝
وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کیا نہین کھولا ہمنے سینہ تیرا واسطے علم و حکمت اور ایمان اور اسرار الٰہی

کے اور کیا نہین بلند کیا ہمنے ذکر تیرا کہ اپنے نام کے ساتھ ہر جگہ تیرا نام داخل کیا ہے حتی کہ کلمۂ توحید
مین بھی اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ بیشک تو اوپر خلق بڑے کے ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً
لِّلْعٰلَمِيْنَ نہین بھیجا ہمنے تجھکو مگر رحمت واسطے اہل جہان کے اسلیئے کہ آپکی برکت سے عذاب عام
اس امت پرسے موقوف ہوا ہے پس کفار بھی بسبب آپکے عذاب سے دنیا مین محفوظ ہین ۔ اور کہین
تسلی خاطر جناب رسالت صلعم کے بہ زجر و توبیخ کفار فرمائی ہے وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ
لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۝ جو کوئی نافرمانی کریگا اللہ و رسول کی وہ دوزخ مین ہمیشہ
رہیگا اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ تحقیق دشمن تیرا وہی ہے دم کٹا وَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ
بِمَجْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ یعنی کافر جو تجھکو دیوانہ کہتے ہین تو اپنے رب کے
فضل سے دیوانہ نہین ہے بیشک تیرے لئے نیگ بے نہایت ہین اور کہین احسان جتاتے ہین
آپکی رسالت سے لوگون پر لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ
عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ یعنی آیا رسول تمہارے پاس تم مین سے گران ہوتی ہے
اُسپر تکلیف تمہاری اور چاہتا ہے بھلائی تمہاری اور مسلمانون پر مہربان و رحم کرنیوالا ہے ۔ اب دیکھو
رؤف اور رحیم اسمائے حسنی مین سے ہے اور نودونہ نام آلہی مین موجود اور یہان خدا تعالی نے انہین نامون
کے ساتھ نبی صلعم کو خطاب فرمایا ہے یہ کیسا شرک وہابیہ ہے کہ خدا اپنے ساتھ خود مشرک ہے ۔ اور
کہین بزرگی اور عزت آپکی اظہار فرمائی ہے وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ
لَا يَعْلَمُوْنَ تحقیق عزت واسطے اللہ کے ہے اور اُسکے رسول کے اور واسطے مسلمانون کے لیکن منافق
نہین جانتے ۔ یہان بھی حق تعالی نے عزت مین اپنے ساتھ رسول صلعم اور مسلمانون کو شریک کیا
ہے ۔ یہ بات قابل سمجھنے کے ہے کہ حق تعالی خود اپنے ساتھ اپنے بندون کو اپنی صفت مین شریک
کرتا ہے اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا فَعَصٰى
فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ۝ یعنی بھیجا ہمنے طرف تمہارے رسول گواہ حال تمہیر جیسا
بھیجا تھا طرف فرعون کے رسول جب نافرمانی کی فرعون نے رسول کی پکڑا ہمنے اُسکو وبال مین پس
اسیطرح اگر تم بھی نافرمانی کروگے رسول کے اور وہ دعائے بدتمیز کریگا جیسے حضرت موسی نے کہا تھا
ربنا اطمس علی اموالہم واشدد علی قلوبہم فلا یومنوا حتی یروا العذاب الالیم قال قد اجیبت دعوتکما تو

تم بھی گرفتار عذاب ہوگے چنانچہ قحط مکہ بسبب آپکے دعائے بد کے واقع ہوا اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ
عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ بیشک تو تحقیق رسولوں سے ہے سیدھی راہ پر یَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ
شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا اے نبی بھیجا ہمنے
تجھکو شاہد امت پر کہ تیری عرض و معروض انکی نیک و بد مین مقبول ہے ہماری جناب مین اور خوشی
سنانے والا اور ڈرانے والا اور بلانے والا طرف خدا کے اور چراغ روشن اور کہین فرمایا ہے لوگون
کو آپکی تکلیف دہی سے واسطے تعظیم رسالت کے مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا اَنْ
تَنْكِحُوْا اَزْوَاجَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ اَبَدًا نہین لائق ہے تمکو کہ اذیت دو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو
اور یہ کہ نکاح کرو انکی بیویون سے بعد اُسکے کبھی فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ
تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ چاہیئے کہ خوف کرین نافرمانی کرنے والے حکم رسول
کی یہ کہ پہونچے اُنکو فتنہ یا عذاب دردناک اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ
اُمَّهَاتُهُمْ اور نبی صلعم اولی تر ہین اعتبار مین اُنکے نفسون سے اور ازواج مطہرات مائین ہین انکی
غور کرین کہ یہ رتبہ سرکارون اور ڈھنڈورےوالونکا ہوسکتا ہے کہ اُنکی بیویان مائین ہون مسلمانون
کی۔ اور کہین تسلی فرماتے ہین اپنے رسول مقبول کی اسطرح پر کہ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ
رُسُلَهٗ نہ گمان کر اللہ کو کہ خلاف کریگا اپنا وعدہ رسولون سے۔ اور کہین تسکین خاطر کرتے ہین اس
طرح وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ
وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ یعنی اگر تجھکو جھٹلاتے ہین تو غم نکر کہ تجھسے پہلے رسولون کو بھی
جھٹلا چکے ہین۔ اور کہین اسطرح فرماتے ہین فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ
الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ اب عنقریب لکھینگے ہم رحمت
اور مغفرت کو واسطے تابعدارون نبی امی کے کہ پاتے ہین اُسکو لکھا ہوا توریت اور انجیل مین اور
کہین تقویت فرماتے ہین اپنے نبی کی اسطرح يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ
الْمُؤْمِنِيْنَ اے نبی کفایت کرتا ہے تجھکو خدا اور جو تابع ہین تیرے مسلمانون سے۔ اب حق تعالی
نے یہان اپنے ساتھ شریک کیا مسلمانون کو کہ کفایت کرتا ہے اللہ اور مسلمان تجھکو۔ وَلَا تَحْزَنْ
عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ نہ غم کھا اُنپر اور نہ تنگدل ہو اُنکے فریب سے وَلَا يَحْزُنْكَ

اَلَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا ۔ نہ غمگین کرین تجھکو وہ لوگ جو دوڑتے
ہین کفر مین تحقیق نہ ضرر پہونچا سکینگے تجھکو کچھہ اور کہین بند و بست فرمایا ہے امور خانگی کا اور تاذیب
فرمائی ازواج مطہرات کی تو جانین کہ کسقدر عنایت الٰہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حال پر مبذول
ہے اِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ
بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۔ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ یعنی اگر تم دونو
غلبہ کروگی آپسپر پس خدا کارساز ہے اُسکا اور جبرئیل اور نیک بندے اور فرشتے بعد اسکے مددگار ہین ۔
اگر طلاق دیگا تمکو تو عنقریب رب اُسکا بدلا دیگا بیویان اُسکو بہتر تمسے ۔ یہان بھی حق تعالیٰ نے اپنے
ساتھ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور صلحائے مومنین رضی اللہ عنہم کو شریک فرمایا ہے ۔ غرض اس
قسم کی فضیلتون اور تسلیون سے تمام قرآن بھرا ہوا ہے ۔ اسیطرح احادیث صحیحہ مین ہے جیسے
صحیح مسلم مین ہے کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انا اکثر الانبیاء تبعا انا اول من یقرع
باب الجنۃ انا سید ولد آدم یوم القیمۃ وانا اول من ینشق عنہ القبر واول شافع
واول مشفع یعنی امت میری سب نبیون سے زیادہ ہوگی اور پہلے دروازہ جنت مین کھلواؤنگا
اور مین سردار اولاد آدم ہون دن قیامت کے اور پہلے قبر سے اُٹھونگا اور سب سے پہلے مین شفاعت
کرونگا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی ۔ اور فرمایا ہے رسول خدا صلعم نے کہ فضیلت
دی گئی ہے مجھے نبیون پر چھہ چیز مین اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی
الغنائم وجعلت لی الارض مسجدا وطہورا وارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبوۃ
یعنی عطا کیا گیا ہون مین جامع کلمات اور فتح دیا گیا ساتھ رعب کے اور حلال ہوا مال غنیمت واسطے
میرے اور کی گئی زمین مسجد اور پاک کنندہ واسطے میرے اور بھیجا گیا مین طرف تمام خلقت کے اور
ختم ہوئی مجھہ پر نبوت اور بخاری مسلم دونو مین ہے اعطیت الشفاعۃ وبینا انا نائم اذ اتیت
بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی یعنی دیا گیا مین شفاعت اور مین سوتا تھا کہ دیکھا مین نے
کہ دیا گیا مین کنجیان خزانون زمین کی پس رکھی گئین میرے ہاتھ مین اور صحیح مسلم مین ہے ان
اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقہا ومغاربہا وان امتی سیبلغ ملکہا ما زوی لی منہا و
اعطیت الکنزین الاحمر والابیض تحقیق اللہ نے سمیٹ دی مجھہ پر زمین پس دیکھا مین نے مشرقون

اور مغربون اسکے کو اور البتہ امت میری پہونچیگی عنقریب ملکون اسکے کو جو بیش کی گئی تھی مجھپر اور دیا مین دونو خزانے چاندی اور سونے کے۔ اور ترمذی مین ہے بیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی یومئذ آدم فمن سواہ الا تحت لوائی وانا حبیب اللہ ولا فخر وانا اکرم الاولین والاخرین ولا فخر یعنی قیامت کو میرے ہاتھ مین ہوگا جھنڈا حمد کا اور نہین کہتا ہون فخر سے بلکہ بیان واقعی ہے اور نہین کوئی نبی آدم اور سوا اسکے مگر ہونگے نیچے جھنڈے میرے کے اور مین دوست خدا ہون اور نہین کہتا تکبر سے اور مین بزرگ زیادہ ہون سب اگلون اور پچھلونکا اور نہین کہتا تکبر سے۔ دارمی مین ہے وانا قائد المرسلین ولا فخر وان اللہ وعدنی فی امتی واجارھم من ثلث لا یعمھم بسنة ولا یستاصلھم عدو ولا یجمعھم علی الضلالة وانا اول الناس خروجا اذا بعثوا وشفیعھم اذا حبسوا وانا مبشرھم اذا یئسوا الکرامة والمفاتیح یومئذ بیدی ولواء الحمد بیدی وانا اکرم ولد آدم علی ربی یطوف علی الف خادم کانھم بیض مکنون فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مین راہبر ہون رسولونکا اور نہین کہتا فخر سے اور البتہ وعدہ کیا ہے اللہ نے مجھسے میری امت کے باب مین اور بچایا انکو تین باتون سے ایک یہ کہ نہ ہلاک کریگا ان سب کو قحط سے اور دوسرے یہ کہ نہ جڑ سے کھودیگا انکو دشمن تیسرے یہ کہ نہ متفق ہونگے گمراہی پر اور مین سب سے پہلے نکلونگا جب اٹھائے جائینگے لوگ اور طلب شفاعت کرنے والا ہونگا لوگون کے واسطے جب بند کئے جائینگے اور مین خوشی سناؤنگا لوگون کو جب ناامید ہونگے بخشش سے اور کنجیان میرے ہاتھ مین ہونگی اسدن اور جھنڈا حمد کا میرے ہاتھ مین ہوگا اور مین بزرگتر اولاد آدم ہونگا خدا کے نزدیک دوڑین گے ہزار خادم میرے روبرو گویا کہ وہ سفید موتی ہین نادر۔ اور ترمذی مین ہے اکسی حلة من حلل الجنة ثم اقوم عن یمین العرش لیس احد من الخلائق ذلک المقام غیری واذا کان یوم القیمة کنت امام النبیین وصاحب شفاعتھم ولا فخر فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنایا جاؤنگا مین لباس حلہ ہاے جنت سے پھر کھڑا ہونگا مین داہنی طرف عرش کے نہ ہوگا کوئی خلائق سے کہ کھڑا ہو اس جگہ پر سوا میرے اور جب ہوگا دن قیامت کا ہونگا مین امام نبیونکا اور شفاعت کرنے والا انکا اور نہین کہتا ہون فخر کی راہ سے بلکہ بیان واقعی ہے۔ اور ترمذی مین ہے لا یمس النار

مسلما رآنی اور اٰی من رآنی یعنی نہ چھوئیگی آگ کسی مسلمان کو کہ دیکھا اُسنے مجھکو یا دیکھا اُسکو جسنے مجھے
دیکھا تھا اور جنگ بدر مین فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ھذا مصرع فلان و وضع یدہ
علی الارض ھٰھنا و ھٰھنا فما ماط احدھم عن موضع ید رسول اللہ صلعم رواہ مسلم یعنی یہ
جگہ مرنے فلان شخص کی ہے اور یہ جگہ مرنے فلان کی اور رکھا ہاتھ اپنا زمین پر کہ اِس جگہ اور اِس جگہ پس نہ
مرا کوئی غیر جگہ ہاتھ رکھنے رسول خدا صلعم کے پس یہ خبر آئندہ اظہار اُسی علم اولین اور آخرین کا تھا۔
اور ابی وقاص رض سے روایت ہے صحیح بخاری اور مسلم مین کہ جبرئیل اور میکائیل ع دونو دائین اور بائین
رسول خدا صلعم کے اشد قتال کرتے تھے بدر کے دن۔ غرض اس قسم کی عظمت اور بزرگی سے تمام
کتب حدیث بھری ہوئی ہین اور معجزات آپکے حد سے زیادہ ہین کسکو طاقت ہے کہ تمام لکھ سکے۔
چنانچہ صحیح بخاری مین ہے کہ ساڑھے تین سیر آٹا جَو کا تھا اور سالن ایک ہنڈیا مین کہ تھوکا آپنے
اُس آٹے مین اور سالن مین بھی اور دعائے برکت کی اور کہا روٹی پکاؤ اور ایک ہزار آدمی نے خندق
کی لڑائی مین کھایا پیٹ بھر کر اور بچ رہا۔ یہ سب برکت آپکے تھوکنے اور دعا کی نہ تھی تو کیا تھا۔
اور اسطرح پر فراخی دعوت تنگ بہت بار آپسے ہوئی۔ اور اسیطرح نکلنا پانی کا آپکی انگلیون سے
جب ہاتھ پیالۂ پانی مین رکھا کہ وہ پانی تمام لشکر کو کافی رہا اور سوا اسکے صدہا معجزات ہین چنانچہ
کشش باران مین خطبہ کے وقت ایک اعرابی نے کہا کہ ہلک المال و جاع العیال پس ہاتھ
اُٹھانے کے واسطے دعا کے پہاڑ بدلی کے اُٹھے اور ہفتہ بھر برابر مینہ برسا کہ پھر جمعہ کو اُس اعرابی
نے کہا کہ مکانات منہدم ہوئے پھر آپنے دعا کی کہ الٰہی گرد مدینہ کے برسے ہمپر نہ برسے اُسیوقت دھوپ
نکل آئی۔ یہ حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین موجود ہے یہ اثر کسکی زبان کو ہے سوائے نیک بندون
کے انبیا اور صلحا سے۔ پھر اُنسے کیونکر طلب دعا نہ کیجائے۔ اور اُحد کے دن بلایا ایک درخت کو چلا آیا
کہا چلا جا چلا گیا۔ اور اسیطرح درخت کیکر کو جب واسطے ادائے شہادت کے بلایا آپکے روبرو آکر
تین مرتبہ گواہی رسالت پر دی اعرابی منکر رسالت کے سامنے۔ جب فرمایا چلا جا چلا گیا۔ رواہ الدارمی
اور سلام علیک کہنا احجار اور اشجار کا متواتر حدیثون مین موجود ہے۔ اور اکثر صحابہ رضہم بھی ایسی باتین
ہوئی ہین جیسے روشن ہونا عصا اُسید ابن حضیر اور عباد ابن بشر کا اور زیادہ ہوتے جانا طعام حضرت
ابوبکر صدیق رض کا۔ رواہ البخاری۔ اور سفینہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھول گئے تھے رستہ

لشکر کا زمین روم مین پھر ڈھونڈھتے پھرتے تھے لشکر کو کہ شیر ملا پس کہا سفینہ نے کہ اے شیر مین مولا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہون اور حال میرا ایسا ایسا ہے پس پیش آیا شیر واسطے اُنکے دم ہلاتا
ہوا اور چاپلوسی کرتا ہوا کھڑا ہوا پہلو مین اور پہونچایا لشکر تک رواہ فی شرح السنۃ - آور حضرت عمر رضہ نے
خطبہ مین پکارا یا ساری الجبل اور وہان لشکر والون نے سنا - رواہ البیہقی - اور جو کوئی کسی مسلمان سے
اللہ کے واسطے محبت رکھے اُسکے لئے فرمایا ہے رسول خدا صلعم نے کہ جانتے ہو تم کونسا کام خدا
کے نزدیک بہت بہتر ہے کسینے کہا نماز کسینے کہا جہاد کسینے کہا زکوۃ آپنے فرمایا کہ بہترین کامون کا
محبت ہے واسطے خدا کے - رواہ ابوداؤد - آور فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ نہین دوست رکھتا کوئی
کسی بندہ کو واسطے خدا کے مگر بزرگی دیتا ہے اُسکو اللہ رواہ احمد - آور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ بندے ہین اللہ کے کہ نہ نبی ہین نہ شہید اور رشک کرینگے اُنپر انبیا اور شہدا قیامت مین - کہا
صحابہ رضہ نے خبر دیجئے ہمکو کون ہین وہ فرمایا محبت رکھنے والے بسبب رحمت خدا کے بے رشتہ
داری اور بے امید مال قسم ہے اللہ کی مونہہ اُنکے نورانی ہونگے اور نور کے منبرون پر ہونگے اور
نہ خوف کرینگے جب خوف مین ہونگے لوگ آور پوچھا ابوذر رضہ سے رسول خدا صلعم نے کہ کونسی دستاویز
ایمان کی مضبوط ہے کہا کہ خدا اور رسول دانا ہے فرمایا دوستی رکھنی واسطے اللہ کے - آور روایت
ہے ابوہریرہ رضہ سے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے جنت مین ستون ہین یاقوت کے اور اُنپر غرفہ زبرجد
کے اور دروازے کشادہ روشن مانند ستارون درخشان کے پس پوچھا کون رہینگے اُسمین فرمایا
دوستی کرنے والے واسطے خدا کے آور فرمایا ہے کہ حشر آدمی کا اُسکے ساتھ ہے جسکو دوست رکھے
پس جب مطلق دوستی کا مسلمانون سے واسطے خدا کے یہ حال ہے تو دوستی انبیا اور صلحا سے واسطے
خدا کے کونسا عمل بہتر ہوگا اس سے - پس لازم ہے ہر مسلمان کو کہ دوستان خدا سے محبت للہ پیدا
کرے اور اُسپر مضبوط رہے نہ یہ کہ قطع کرے محبت خدا اور رسول سے اور دوستان خدا سے اور داخل ہو
اس آیت مین وَيَقْطَعُونَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ چنانچہ تفسیر عزیزی مین ہے کہ ایک قطع تعلق
موج کا ہے کہ عالم ملکوت وجبروت سے بسبب غرق ہونے کے محبت اور شہوت دنیا مین - دوسرے قطع تعلق
انبیا اور مرشدون اور واعظون سے بسبب مصاحبت کفار اور منافقین اور مبتدعین کے اور سماعت
اُنکے شک اور شبہون کی اور صحابہ اور اہل بیت کی محبت اور تعظیم کے ساتھ مامور ہین ہم بلکہ تمام عزت

کی محبت کے ساتھ حکم ہے اور صلحائے مومنین داخل ہین اُنہین کے حکم مین جیسے فرمایا ہے لاتسبوا
اصحابی- متفق علیہ یعنی میرے اصحاب کو برا نہ کہو اور اصحابی امنۃ لامتی اور نسائی مین ہے
اکرموا اصحابی فانھم خیارکم یعنی تعظیم اور توقیر کرو میرے اصحاب کی زندگی مین اور بعد موت کے
کہ وہ برگزیدہ امت ہین- اور ترمذی مین ہے کہ جسنے دوست رکھا اُنکو پس میری محبت سے دوست رکھا
اور جسنے بغض کیا اُسنے مجھ سے بغض کیا اور جسنے اذیت دی اُنکو مجھے اذیت دی اور جسنے مجھے اذیت
دی خدا کو ایذا دی اور جسنے خدا کو ایذا دی پکڑا جاویگا کہ فرمایا ہے حق تعالیٰ نے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ
اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا یعنی جو لوگ ایذا
دیتے ہین خدا اور رسول اُسکے کو لعنت کی ہے اللہ نے اُنپر دنیا اور آخرت مین اور تیار کیا ہے اُنکے
لئے عذاب ذلت کا اور صحیح بخاری اور مسلم مین ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لئے فرمایا ہے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ اور انت منی وانا منک اور من
کنت مولاہ فعلی مولاہ اور وھو ولی کل مؤمن اور انت اخی فی الدنیا والاخرۃ اور وانا دار
الحکمۃ وعلی بابھا اور لایحب علیا منافق ولا یبغضہ مؤمن اور من سب علیا فقد سبنی اور
امر بسد الابواب الا باب علی یعنی تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے اور تو مجھ سے ہے اور
مین تجھ سے- اور جسکا مین مولا ہون اُسکا علی مولا ہے- اور وہ ولی ہے ہر مسلمان کا اور تو بھائی ہے
میرا دنیا اور آخرت مین اور مین گھر ہون حکمت کا اور علی دروازہ اُسکا ہے- اور نہین دوست رکھنے کا
علی کو منافق اور نہین بغض رکھنے کا اُس سے مسلمان- اور جسنے برا کہا علی کو پس تحقیق برا کہا مجھکو اور
حکم کیا ساتھ بند کرنے دروازون کے مگر دروازہ علی مرتضیٰ رض کا- اور اسیطرح حجۃ الوداع مین فرمایا ہے
انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الاخر کتاب اللہ حبل
ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا
کیف تخلفونی فیھما- رواۃ الترمذی یعنی مین چھوڑتا ہون تم مین وہ چیز کہ اگر تمسک کروگے تم
ساتھ اُسکے ہرگز نہ گمراہ ہوگے- ایک اُن دونو نکا بڑا ہے دوسرے سے- کتاب اللہ کی رسی لٹکی
ہوئی ہے آسمان سے زمین تک اور قرابتی میرے اہل بیت میرے نہ جدا ہونگے یہ دونو یہانتک کہ
آوین دونو میرے پاس حوض پر پس دیکھو کسطرح معاملہ کرتے ہو بیچ ان دونو کے بعد میرے- عوز

کرین اس عظمت مین کہ تمسک کو ساتھ اہل بیت کے برابر قرآن کے فرمایا ہے اور حضرت علی مرتضی
اور حضرت فاطمہ زہرا اور امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم کی نسبت فرمایا ہے انا حرب لمن حاربہم
وسلم لمن سالمہم یعنی مین لڑنے والا ہون جو لڑا انسے اور صلح کرنیوالا ہون جو صلح کرے اُنسے اور
فرمایا ہے احب اللہ من احب حسینا وحسین سبط من الاسباط وحسین منی وانا من حسین
وان الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ وفاطمۃ سیدۃ نساء اہل الجنۃ یعنی دوست
رکھا خدا کو جسنے دوست رکھا امام حسین کو اور جناب امام حسین سبط ہین اسباط سے اور جناب امام حسین
مجھ سے ہین اور مین حسین سے اور تحقیق امام حسنؓ اور امام حسینؓ سردار ہین جوانون جنت کے اور حضرت
فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سردار ہین عورتون اہل جنت کی اور فرمایا ہے وان مثل اہل بیتی فیکم
مثل سفینۃ نوح من رکبہا نجا ومن تخلف عنہا ہلک یعنی اہل بیت میری مانند کشتی
نوح کے ہین کہ جو سوار ہوا اسمین نجات پائی اور جو پیچھے رہا ہلاک ہوا اور وجہ نجات کی اور تخصیص
اہل بیت کی ساتھ اس فضیلت کے تفسیر عزیزی مین دیکھنی چاہئے جو آیۂ حملناکم فی الجاریۃ مین لکھا
ہے کہ نجات ثقل گناہون سے ممکن نہین بدون توسل ایسے لوگون کے کہ اپنے دلکو ظرف لطف مثل
لکڑی کے کہ اسمین ہوا متخلخل ہے بنایا ہو پس اُنکے دل مین اپنی گنجایش پیدا کرے اور اُنکی متابعت
اور محبت مین دل وجان سے کوشش کرے اور اس امت کے لئے وہ ظروف لطیفہ اہل بیت رسول اللہ
صلعم ہین کہ اُنکی محبت اور متابعت سے صورت نجات ہے اور دور کرنے ثقل گناہون مین حکم تریاق کا
رکھتی ہے اور حضرت عباسؓ کے لئے فرمایا ہے من اذی عمی فقد اذانی لا یدخل قلب رجل
الایمان حتی یحبکم للہ ولرسولہ - رواہ الترمذی یعنی جسنے ایذا دی میرے چچا کو البتہ مجھے ایذا
دی نہین داخل ہوگا ایمان کسی کے دل مین جب تک نہ دوست رکھے تمکو واسطے اللہ اور رسول کے
اور فرمایا ہے اٰیۃ الایمان حب الانصار وآیۃ النفاق بغض الانصار اور فرمایا ہے لکل نبی
سبعۃ نجباء ورقباء واعطیت انا اربعۃ عشر - رواہ الترمذی اور فرمایا ہے بہ نسبت
اہل بیت کے من احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم الغرض ثابت ہے
قرآن اور حدیث سے کہ بغیر محبت خدا اور رسول کے ایمان نہین حاصل ہوتا ہے اور مامور ہین ہم ساتھ
محبت اور تعظیم اہل بیت اور اصحاب رسول اللہ صلعم کے بلکہ تمامی قریش اور عرب کے چنانچہ روایت

کیا ہے بیہقی نے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے احبوا العرب لثلاث لانی عربی والقرآن عربی و
کلام اھل الجنۃ عربی یعنی دوست رکھو عرب کو تین سبب سے کہ مین عربی ہون اور قرآن عربی ہے
اور کلام اہل جنت عربی ہے - اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ منسوب ہے ساتھ جناب آنحضرت
صلعم کے اُس سے محبت رکھنی اور اُسکی توقیر اور تعظیم کرنی چاہیئے اور داخل ہین اصحاب اور آل
مین تمام اتباع صلحا کہ اُنکی توقیر اور تکریم بھی داخل ہے اسی مین اسلئے کہ پیغمبر خدا صلعم بنفس نفیس دعا
فرماتے تھے کہ الٰہی عطا کر مجھے محبت اپنی اور اپنے دوستون کی اور اُسچیز کی جو قریب کرے تیری محبت
سے اور احب الاعمال الی اللہ الحب فی اللہ یعنی بہت دوست کامونکا خدا کے نزدیک محبت کرنی
ہے واسطے اللہ کے - اور مولوی رفیع الدین صاحب نے اپنے رسالہ اسرار المحبۃ مین لکھا ہے المحبۃ
مع الاحیاء الحاضرین نافعۃ عاجلا واجلا واما مع الاموات فنافعۃ فی الاجل بشرط
الاھلیۃ والایمان واما فی العاجل فیشترط دوام التوجہ وتخلیۃ القلب معہ فی الخلوات
وملاومۃ ذکرہ وکثرۃ الدعاء لہ والبر معہ بارسال الثواب الیہ والاحسان الی اھلہ فلذلک
کثیرا ما یفتح باب الاویسیۃ ویعطی منفعۃ الصحبۃ اور ظاہر ہے کہ علما اور صلحا سے کچھ محبت
اُنکی صورت اور مالداری سے نہین ہوتی فقط للہ واسطے تعظیم اور محبت خدا کے ہوتی ہے اور جو کوئی کسیکو
دوست رکھتا ہے تو اُسکے گھروالون اور غلام اور اُسکے ملنے والون کو اور جس کسی سے اُسکو دوستی ہو سب
کو دوست رکھتا ہے اور سلوک کرتا ہے اور ہدیہ اور تحفہ بھیجتا ہے اور یہ سب دلیل اُسکی محبت کی ہوتی
ہے نہ اُنکی تعظیم اور توقیر اور سلوک باعث خفگی ہو بلکہ خوش ہوتا ہے چنانچہ جس کسی پر کہ عنایت بادشاہ
اور حاکم ہوتی ہے سب اُسکے پاس جاتے ہین اور سلام کرتے ہین اور تحفہ تحائف بھیجتے اور عظمت اور
توقیر کرتے ہین اور یہ امر موجب رضامندی بادشاہ ہوتا ہے اور اس بات کو بادشاہ اپنی عظمت اور
توقیر تصور کرتا ہے کبھی یہ نہین کہتا کہ اُسکو کیون سلام کیا اور کیون ہدیہ بھیجا اور کیون اُسکے پاس
گئے تھے اُسکو میرے برابر کردیا بلکہ جو چیز اُسکے ساتھ منسوب ہو اُسکی تعظیم داخل اُسکی تعظیم کے ہے
جیسا مشہور ہے کہ مجنون سگ کوچہ لیلی کی کیسی عظمت کرتا تھا بسبب لیلی کے کہ اُسکی گلی کا رہنے
والا ہے اسیطرح دیکھے آدمی کو اپنی اولاد اور بیویون سے کہ فقط محبت طبعی ہے کسقدر کھلانے پہنانے مین
ایثار کرتا ہے کہ اچھا کپڑا اور میوہ اور کھانا نے اُنکے کھلائے پہنائے نہین کھاتا پہنتا ہے اور اگر موجود

نہین ہوتے انتظار کرتا ہے یا رکھ چھوڑتا ہے یا بسبیل ڈاک بھجواتا ہے اسیطرح بعض دوستون
سے یہی حال ہوتا ہے اور اسیطرح بعض امراء سے کہ محبت دنیا فقط نوکری یا سعی کی ہوتی ہے
کسقدر حاضر باشی اور سلام اور بھیجنا تحائف کا اور اطاعت انکی کرتا ہے پس محبت اور اطاعت انبیا اور اولیا و ائمہ
اور اہل بیت کہ باعث دخول جنت اور سعادت ابدی اور موجب حشر کا ہے انکے ساتھ جیسا کہ بخاری
اور مسلم مین ہے المرء مع من احب اور جب کہا ایک آدمی نے کہ مین اللہ و رسول کو دوست رکھتا
ہون تو فرمایا آنحضرت صلعم نے انت مع من احببت اور مسلم مین ہے کہ این المتحابون بجلالی الیوم
اظلهم فی ظلی کہ کہان ہین دوستی رکھنے والے آپسمین بسبب میری بزرگی کے آجکے دن تو کہ جگہ
دون مین انکو اپنے سایہ مین کسطرح چھوڑنی چاہیئے آور بعض نادان کہتے ہین کہ محبت غیر خدا شرک
ہے پس اول تو محبت انبیا اور صلحا واسطے خدا ہی کے ہوتی ہے نہ واسطے مال اور رشتہ داری کے
اور یہ قول انکا رد ہے حدیث صحیح سے کہ فرمایا ہے آنحضرت صلعم نے لانی لارجو لامتی فی حبهم
لابی بکر و عمر ما ارجو لهم فی قول لا اله الا الله اور حدیث ہے کہ حب ابی بکر و عمر ایمان و
بغضهما کفر اور جب محبت اور تعظیم اور اتباع انبیا اور صلحا جزو ایمان اور باعث حشر کا ہے انکے ساتھ
تو لازم ہے ہر مسلمان کو کہ پیدا کرے محبت ان لوگون کی اور زیادہ بڑھاوے اسکو اور قطع نکرے
اور طریقہ ازدیاد محبت کا حدیث شریف مین ہے تهادوا تحابوا یعنی ہدیہ اور تحائف بھیجو اور محبت
پیدا کرو اور جب اموات سے ظاہر مین یہ عمل نہین ہو سکتا ہے کہ انکو مین تحائف اور اموال سے نفع پہونچے
جیسا تفسیر عزیزی مین لکھا ہے کہ چون مردہ بعد از مفارقت اینجہان قابل انتفاع بعین المال نماندہ
انطریق نفع رسانیدن بآنہا در شرع چنین قرار یافت کہ ثواب اموال را کہ بمستحقان میرسانند
بآنہا عائد سازند۔ پس ثواب اسکا البتہ دیگر انکو پہونچانا ممکن ہے۔ آور حدیثون مین پہونچنا ثواب ہر عمل
نیک کا ثابت ہے جسکی طرف سے کرے اسکو پہونچتا ہے اور اسی کو عرف ہندوستان مین نذر
اور نیاز بزرگون کی کہتے ہین اگرچہ اصطلاح شرع مین نذر بمعنی ایجاب غیر واجب لتقربا الی اللہ ہے
جیسے کہ مولوی رفیع الدین صاحب نے رسالۂ نذور مزارات مین لکھا ہے کہ جو کچھ بزرگون کے سامنے
لیجاتے ہین اسکو عرف مین نذر اور نیاز کہتے ہین اور نذر لغت مین بمعنی عہد اور پیمان کے ہے
پس نذر اولیا کے معنی اقرار اور پیمان کے اولیا سے ہوے کہ اسقدر ثواب یا اس چیز کا ثواب اسطرح انکو

پہونچائین گے اور کچھ کہنے اس لفظ مشترک سے حرمت وغیرہ لازم نہین آتی کہ صبا نا بجائے سلمنا
شاہد اسکا موجود ہے اور یہ طریقہ علما اور مشائخین سلف نے واسطے پیدا کرنے محبت صلحا اور بڑھانے
محبت کے ساتھ صلحا کے تاکہ حشر انکے ساتھ ہوا اور اگر وہ دعا کرین تو باعث مغفرت اور تسکین ہو
دونو جہان مین بحکم اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ اور پہونچانے نفع کے فقرا مسلمین کو طعام وغیرہ سے
اور حاصل کرنے شفقت کے اُنسے مقرر کیا ہے اور برکات اس عمل کی بہت ہوتی ہین کہ نفع ہے
سب طرح سے زندون کو اور مُردون کو ثواب اور طعام اور دعا سے اور زیادہ ہوتی ہے عظمت اور
محبت خدا کی بسبب محبت اور تکریم انبیا اور صلحا کے اور توقع مضبوط ہوتی ہے حشر کی انکے ساتھ
پس جب دیکھا شیطان نے اُسکو ایسا عمل خیر کہ سب طرح مفید ہے اور وہ دشمن قدیمی بنی آدم ہے
پس ڈالے اُسمین وسوسے طرح طرح سے - اول یہ کہ اس عمل کو شرک قرار دیا حالانکہ ایمان اور شرک
نام اعتقاد کا ہے کوئی فعل بے اعتقاد اور نیت کے شرک نہین ہوتا ہے اہل سنت کے ہان جیسے
کہ آگے بیان ہوگا - دوسرا لفظ نذر مین کہ مشترک ہے (معنی عرفی اور اصطلاحی مین) وسوسہ ڈالا کہ
نذر لغیر اللہ حرام ہے اور نہین دیکھتے قرآن مین کہ لفظ ضلالت کا شرع مین گمراہی کفر پر بولا گیا
ہے جیسے کہ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا اور مثل اسکے بہت جگہ ہے اور حضرت یعقوب
علیہ السلام کی نسبت کہا ہے اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ اور یہان گمراہی کفر مراد نہین ہے
اور ایسا ہی لفظ سید ہے کہ خدا تعالیٰ کو کہتے ہین حدیث ہے السید ھو اللہ اور سید القوم سردار کو
بھی کہتے ہین اور اسیطرح لفظ صلاۃ کے معنی صلاۃ الناس نماز اور نیاز کے ہین اور صلاۃ اللہ بمعنی
رحمت خدا ہے اسیطرح نذر کے شرعی معنی نذر اولیا مین مراد نہین ہین اور بعض کے دلمین اسطرح وسوسہ
آیا کہ نذر اور نیاز بزرگون کی لوگ یہ جانکر کرتے ہین کہ انکو ادراک اور شعور ہے اور قدرت و تصرف
رکھتے ہین مثل زندون کے نفع و نقصان پہونچانے مین اور یہ شرک ہے - اول تو ایصال ثواب
واسطے نفع رسانی کے ہے شرع مین اموات کو اور نفع بے ادراک و شعور ممکن نہین اور زندے
اور مردے غیر خدا ہونے مین برابر ہین جب زندون کو ہدیہ اور تحفہ نذر کرنا شرک نہین بامید نفع و
نقصان کے تو مردون کو شرک کہان سے ہوا اور مردہ بمعنی بے ادراک اور شعور کے جسم ہے روح کو
فنا نہین عذاب قبر کہ منکر اسکا ملحد ہے عین دلیل ادراک و شعور ہے واسطے مردون کے ورنہ

عذاب کسیپر ہو اور روح مثل فرشتون کے ہے جیسے حدیث ابن ماجہ مین فرمایا آنحضرت صلعم نے ۔ ان ارواح المؤمنین فی طیر اور حضرت جعفر کے لئے فرمایا ہے یطیر مع الملائکۃ اور حضرت جبرئیل کو روح القدس اور روح الامین کہتے ہین اور ملائکہ قدرت افعال پر رکھتے ہین زندہ آدمیون سے زیادہ ویسے ہی روح کو قدرت افعال پر ہے چنانچہ بیان اسکا مع دلائل اور اقوال ائمہ سلف آویگا آیندہ اس رسالہ مین اور بعض کو یہ وسوسہ ہوا کہ فاتحہ اور نذر بزرگون مین اسقدر اہتمام ہوتا ہے کہ دن ناغہ نہو گویا اُسدن کو مثل اوقات نماز کے فرض سمجھتے ہین اس سبب سے یہ معذور ہے پس کچھ تعین وقت شرع مین حرام اور منع نہین ہے چنانچہ اکثر شادیون مین دن مقرر کرکے اطلاع دیتے ہین اور پھر اُسدن کا کمال اہتمام رہتا ہے کہ ناغہ نہو کوئی اس تعین کو منع نہین کرتا اور تعین یوم سوم سبب کتنے فائدون کے ہے ایک یہ بھی ہے کہ نیک آدمی بہت سے جمع ہون اور ثواب تلاوت اور ذکر زیادہ ہو اور بھی فائدے ہین اور اہتمام نہ ناغہ ہونے دن سے یہ بات لازم نہین آتی ہے کہ اُسکو رکن یا شرط اس کام کا سمجھتے ہین چنانچہ بہت نفل اور سنتین ہین کہ اکثر لوگ اُسکا کمال اہتمام رکھتے ہین اور فرض نہین سمجھتے نہ کوئی فرض کا اہتمام سمجھ کر منع کرتا ہے کہ انکو ناغہ کرو فرض کے ساتھ نہ پڑھو اور وظیفہ شبانہ روز کے لیئے حدیثون مین بہت تاکید ہے کہ اپنے وقت پر ادا کرے اگر شب کا وظیفہ ناغہ ہو دن کو پورا کرے چنانچہ اسکا بیان بھی مشرح آگے آویگا اور بعض کو یہ وسوسہ دل مین آیا کہ زائرین بوسہ لیتے ہین اور طواف وغیرہ کرتے ہین اور یہ فعل حرام اور شرک ہین پس کہتے ہین ہم کہ کوئی فعل بے اعتقادِ الوہیت شرک نہین ہے یہ غلطی فہم ہے ہان علمائے سلف کو ان کامون مین اختلاف ہے بعض مباح کہتے ہین اور بعض مکروہ نہایت کار یہ ہے کہ ان افعال سے منع کیا جاوے نہ یہ کہ ہدایت ترک فاتحہ کی کیجاوے اگر کوئی شخص نماز اسطرح پڑھے کہ تعدیل ارکان نہ ہوتی ہو یا کوئی عمل کثیر نماز مین کرتا ہو اُسکو ہدایت کرنا چاہئے کہ تعدیل ارکان کرے اور عمل کثیر سے باز رہے کہ اس سے نماز نہین ہوتی نہ یہ کہ اُسے ہدایت کیجاوے کہ تو ایسی نماز پڑھنے سے نماز پڑھنا ہی موقوف کر یہ کام اہل ہدایت اور ارشاد کا نہین ہے اور بیان بوسہ اور طواف کا آگے آویگا غرض شیطان بہرحال دشمن انسان ہے بعضون کو یہانتک تعظیم انبیا اور اولیا مین گرفتار کیا کہ قائل الوہیت کے ہو کر گمراہ ہوے اور بعضون کو اسقدر

منکر انکی بزرگی اور قرب الٰہی سے کیا کہ درپے اہانت اور تحقیر انکے ہو کر ضلالت مین پڑے -
پس جب آگاہ کرنا امر نیک و بد پر فرض کفایہ تھا لہذا تحقیق معنی شرک و بدعت اور بعض مسائل
متعلقہ اُسکے کہ جنمین فی زماننا ان لوگون کو التباس اور اشتباہ پڑا ہے قرآن و حدیث سے
موافق اقوال علمائے اہل سنت کے واسطے ہدایت عوام کے لکھے ہین - واللہ یہدی من یشاء الی
صراط مستقیم آول عقائد باطلہ نجدیہ سے یہ ہے کہ افعال اور اعمال کو داخل حقیقت ایمان مثل
تصدیق کے سمجھتے ہین جیسے کہ معتزلہ اور خوارج افعال کو رکن ایمان جانتے ہین اور مذہب جمہور
اہل سنت جماعت یہ ہے کہ رکن ایمان کا تصدیق قلبی ہے اور اقرار شرط اجرائے احکام ہے
دنیا مین آور بعض کہتے ہین کہ ایمان عبارت ہے تصدیق اور اقرار سے مگر اقرار محتمل سقوط ہے
جیسے گونگے اور مکرہ مین چنانچہ شرح عقائد نسفی مین ہے ھذا الذی ذکر من ان الایمان
ھو التصدیق والاقرار مذھب بعض العلماء وجمھور المحققین الی انہ التصدیق
بالقلب وانما الاقرار شرط لاجراء الاحکام فی الدنیا لان التصدیق بالقلب امر
باطن ولابد لہ من علامۃ فمن صدق بقلبہ ولم یقر بلسانہ فھو مؤمن عند اللہ
وان لم یکن مومنا فی احکام الدنیا ومن اقر بلسانہ ولم یصدق بقلبہ کالمنافق
فھو بالعکس فقط اور ایسا ہی ثابت ہوتا ہے قرآن سے کہ ایمان نام تصدیق قلبی کا ہے نہ اقرار
زبانی کا جیسے فرمایا ہے اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ
يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ یعنی منافق اقرار جھوٹا
کرتے ہین تصدیق قلبی نہین کہ ایمان ثابت ہو پس عمل رکن حقیقت ایمان کا نہین ہے مگر مجازاً
اطلاق ہوتا ہے جیسے بال اور ناخن کہ جزو بدن کہتے ہین اور انکے معدوم ہونے سے بدن معدوم
نہین ہوتا ہے پس مرتکب کبیرہ مذہب اہل سنت مین مؤمن ہے اور خوارج کافر جانتے ہین اور
معتزلہ نہ مومن نہ کافر جیسا شرح عقائد نسفی مین ہے والکبیرۃ لا تخرج المؤمن من الایمان
خلافا للمعتزلۃ حیث زعموا ان مرتکب الکبیرۃ لیس بمؤمن ولا کافر وھذا ھو المنزلۃ
بین المنزلتین بناء علی ان الاعمال عندھم جزء من حقیقۃ الایمان ولا یدخلہ فی
الکفر خلافا للخوارج فانھم ذھبوا الی ان مرتکب الکبیرۃ بل الصغیرۃ ایضا کافر وانہ

لا واسطة بين الايمان والكفر اور معتزلہ ابطال مذہب اہل سنت پر اشعار و دلیلین آیات
اور حدیث سے ذکر کرتے ہین اور اہل سنت اُسکا جواب دیتے ہین چنانچہ یہ تمام سوال اور
جواب شرح مواقف مین موجود ہین اُسی مین سے یہ آیت ہے وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ
بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ اور جواب یہ ہے کہ یہان ایمان بمعنی لغوی مراد ہے نہ ایمان مصطلح
وعن ابن عباس فی تفسیر هذه الآية ان سألتهم من خلق السموات والارض ليقولن
الله فذلك ايمانهم وهم يعبدون غيره فذلك شركهم اخرجه البخاري وغيره
اور یہ بیان ہے حال مشرکین عرب کا نہ وعدہ آئندہ کے لئے اور تمام آیۃ یہ ہے وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ
وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ وَمَا تَسْأَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ وَكَأَيِّنْ
مِنْ آيَةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ
بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ ۝ اور دوسری آیت یہ ہے وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولَٰئِكَ
هُمُ الْكَافِرُونَ اور جواب یہ ہے کہ نہ حکم کرے تمام حکم الٰہی کے موافق یعنی جو کچھ خدا نے نازل کیا ہے
کسی پر حکم نکرے یا مراد ما انزل اللہ سے توریت ہے بقرینہ ماقبل پس یہ آیت مخصوص ہے ساتھ یہود کے غرض
اکابر اہل سنت نے جواب معتزلہ اور خوارج انواع طرح سے دیا ہے اور کہین استدلال بمعارض قوی
کیا ہے پس جو آیتین خوارج اور معتزلہ سند پکڑتے ہین وہی یہ نجدیہ بیان کرتے ہین اسی سبب سے ہر فعل کو
حرام ہو یا مکروہ شرک اور کفر کہتے ہین اور اکثر افعال پر حکم شرک اور کفر کا کرتے ہین بے شرط تصدیق مثل
خوارج کے کہ ہر مکروہ اور حرام کو کفر کہتے ہین جیسا کہ شرح مواقف مین ہے فقالت الخوارج كل معصية
كفر وقد ابطلناه اور حکم تکفیر اہل قبلہ ہرگز جائز نہین اور نسبت بہ کفر کرنے مین کمال احتیاط لازم
ہے جیسا کہ بحر الرائق مین لکھا ہے روی الطحاوی عن اصحابنا لا يخرج الرجل من الايمان
الا بجحود ما ادخله فيه ثم ما تيقن انه ردة يحكم بها وما يشك انه ردة لا يحكم بها
اذ الاسلام الثابت لا يزول بالشك مع ان الاسلام يعلو ولا يعلى اور خلاصہ وغیرہ مین
ہے جب ایک مسئلہ مین کئی وجہ تکفیر ہون اور ایک وجہ مانع تکفیر پس لازم ہے مفتی کو کہ اختیار
کرے وجہ منع تکفیر کو بسبب حسن ظن کے ساتھ مسلم کے اور تاتارخانیہ مین ہے کہ نہ تکفیر کیا جاے
کلام محتمل سے اور قابل پرہیز کے ہے کہ فتوی دیا جاے مسلمان ساتھ کفر کے اور ممکن ہو کہ حمل

کیا جائے کلام اُسکا محمل نیک پر پایا ہو اُسکی کفر مین اختلاف اگرچہ کوئی روایت ضعیف ہی ہو
اسی سبب سے اکثر الفاظ تکفیر کے ہین کہ نہین فتوا دیا جاتا ساتھ تکفیر کے اُنکے اور فتح القدیر مین ہے
کہ مجتہدین مسلم الثبوت مین حکم کرتے ساتھ تکفیر خوارج کے جو کہ اہل مذاہب تکفیر اکثر کی کرتے ہین
وہ نہین ہے کلام فقہا مجتہدین کا اور نہین اعتبار غیر فقہا کے کلام پر اور ایسا ہی کچھ شرح
مواقف اور در مختار اور اشباہ وغیرہ مین ہے اور ایسا ہی لکھا ہے ملا علی قاری نے شرح فقہ
اکبر مین کہ خوارج کافر کہتے ہین مرتکب ہر گناہ کو اور خاص لوگ اہل کلام اور فقہ اور حدیث
سے نہین تکفیر کرتے ساتھ اعمال کے مگر بیچ عقائد بدعیہ کے نہ بیچ فعل کے پس جو لوگ تکفیر
کرتے ہین ہر مبتدع کے پس یہ مذہب قریب ہے مذہب خوارج اور معتزلہ سے اور بڑا عیب
اہل بدعت کا یہ ہے کہ تکفیر کرتا ہے بعض بعض کی اور کمال خوبی اہل سنت جماعت کی ہے
کہ تکفیر نہین کرتے خطا وار کہتے ہین فقط اب ظاہر ہے کہ قول وہابیون کا مثل قول خوارج
اور معتزلہ کے ہے کہ ہر فعل مکروہ اور حرام کو بدعت سے کفر اور شرک کہتے ہین اور کچھ شرط اعتقاد
حلیۂ بدعت سیئہ اُسمین نہین کرتے اور وہی آیۂ وما یؤمن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون
جو خوارج دلیل پکڑتے ہین یہ بھی سند لاتے ہین غرضکہ فقط افعال اور اعمال معصیت پر
حکم شرک کرنا مذہب خوارج اور معتزلہ ہے بے شرط اعتقاد اور تصدیق کے - اب جاننا چاہیے
کہ ایمان نام ہے تصدیق اُس چیز کا کہ لائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی طرف سے توحید
اور رسالت اور معاد اور احکام عبادات وغیرہ سے اور توحید جاننا اس امر کا ہے کہ اللہ
تعالی اپنی ذات اور صفات سے ایک ہے کوئی شریک اُسکا نہین ہے نہ الوہیت مین نہ کمال
صفات مین کہ مختص بالوہیت ہین اور وہ کمال ذاتی ہونا ہے صفات کا کہ اُسکو مستقل
بھی کہتے ہین اور عموم ہے کہ اُسکو اطلاق بھی کہتے ہین یعنی جمیع صفات کمال مثل سمع اور بصر
اور کلام اور قدرت اور علم اور حیات اور ارادہ اور حکمت وغیرہ اُسکو ثابت ہین بالذات یعنی
کسیکی دی ہوئی نہین اپنی ذات سے حاصل ہین اور تمام ممکنات مین اُسکی دی ہوئی ہین
جب چاہے لے لے بالاستقلال نہین اور سب صفات اُسکی کامل ہین اس درجہ مین
کہ اُس کمال کو نہایت نہین اور اسی کو عموم اور اطلاق کہتے ہین مثلاً مطلق علم اور عموم علم

یہ ہے کہ علم ماضی اور حال اور استقبال اُسکو برابر ہر وقت ازل سے ابد تک عموماً اور مطلقاً حاصل
ہے کہ ازل مین کیا ہوا اور اب کیا ہو رہا ہے اور آیندہ کو کیا ہوگا اور بعد قیامت کیا ہوگا غرض کہ
اُسکے علم کو نہایت نہین کہ کوئی بیان کر سکے اور جو کچھ بیان مین آتا ہے وہ متناہی ہو جاتا ہے
اور اُسکا علم غیر متناہی ہے جو کچھ مشکل سے مشکل معلومات تصور کیجیے اُس سے اُسکا علم بالاتر
ہے یعنی عام اور مطلق ہے اور اسیطرح قدرت کا حال ہے کہ ہر چیز پر اور ہر شخص پر اور ہر کام پر کیسا ہی
مشکل ہو قدرت رکھتا ہے کوئی مرتبہ ایسا نہین کہ وہان اُسکی قدرت کو مقید اور محصور کرین بلکہ
مطلق اور عام ہے جو کام مشکل سے مشکل ذہن مین تصور کیا جائے قدرت اُسکی اُس سے بالا ہے
اگر چاہے مثل ان آسمانون کے اور زمین کے لاکھ غیر النہایۃ پیدا کر سکتا ہے غرض کسی مرتبہ مین نہایت
اُسکی قدرت کو نہین کہ اُس سے زیادہ نہو اور ایسا ہی حال ہے سمع اور بصر کا کہ کوئی چیز کہین
کسیقدر پوشیدہ ہو دیکھتا ہے کوئی مرتبہ پوشیدگی ایسا نہین کہ وہ اُسے نہ دیکھ سکتا ہو اور کوئی
کلام اور آواز کیسی ہی باریک اور خفیہ ہو سبکو سنتا ہے اگر تمام مخلوقات ایک آن واحد مین عرض
کرین سب کی عرض جدا جدا سنتا ہے غرض کوئی مرتبہ سماعت اور بصارت مین ایسا نہین کہ
اُس سے آگے اُسکی سمع اور بصر نہو بلکہ جو مرتبہ مشکل سے مشکل سمع اور بصر مین تصور کیجیے اُسکی
سمع اور بصر اُس سے زیادہ ہے غرض تمام صفات ثبوتیہ اللہ تعالی کی غیر متناہی ہین کمالات
مین کسی مرتبہ مین محصور نہین کہ اُس سے آگے نہ بڑھ سکین اور یہی مراد ہے اطلاق اور عموم صفات
سے کہ کسی مرتبہ مین مقید اور محصور نہین اور یہ کمال مختص بالوہیت ہے کسی مخلوق کی کسی صفت
کو حاصل نہین اور ایسی کوئی صفت عام اور مطلق کسی مخلوق مین جاننی شرک ہے علم ہو یا قدرت
وغیرہ اور پرتو ان صفات خدا کا انسان اور دیگر مخلوقات مین بھی ہے کہ آدمی بھی سنتا اور دیکھتا
اور کلام کرتا ہے اور علم اور قدرت اور ارادہ اور حیاۃ وغیرہ رکھتا ہے جیسا کہ تمام آدمیون مین
مشاہد اور محسوس ہے ایسا کہ کچھ خفا نہین اور شرع سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ صفات حق تعالی
نے انسان کو بھی عطا فرمائین جیسے فرمایا ہے فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا - عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ
الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ - وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا ۝ اور ارادہ مین فرمایا ہے وَمَا تَشَاءُونَ
إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ط وَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ - وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ تَبُوءَ

باتمی اور زندگی مین فرمایا ہے اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا۔ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا اور قدرت کسب فعال جوارح اور انواع افعال پر ثابت ہے قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْا اَوْلَادَهُمْ اور تَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَتَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔ لِلَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ پس یہ صفات انسان مین اور دیگر مخلوقات مین بھی مثل جنات اور ملائکہ اور ارواح مجردہ کہ مثل فرشتون کے ہین اور اسی سبب سے فرشتون کو بھی روح کہتے ہین جیسے کہ جبرئیل علیہ السلام کو روح القدس اور روح الامین کہتے ہین پائی جاتی ہین مثلاً کہتے ہین فلان شخص اندھا بہرا نہین سب کچھ سنتا دیکھتا ہے یا فلان ہرکارہ بیس کوس چلنے کی قدرت رکھتا ہے یا فلان پہلوان اگر ارادہ کرے پانچ من بوجھ اُٹھا سکتا ہے اور یہ قدرت افعال فرشتون مین بنی آدم سے زیادہ معلوم ہوتی ہے شریعت سے۔ جیسے چیخ حضرت جبرئیل ع سے ہلاک ہونا بعض بستی کفار کا حدیث مین اور آئے اور اشد قتال کرنا جبرئیل اور میکائیل ع کا بدر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور بعض حدیثون مین مع اسلحہ بھی وارد ہے یا جیسے قرآن مین ہے اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَی الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یعنی ثابت رکھو اے فرشتو مسلمانون کو مقابلہ کفار مین یا کہنا حضرت جبرئیل ع کا مریم ع سے لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِیًّا اور اسیطرح بولتے ہین فلان شخص اپنا نفع و ضرر خوب جانتا ہے اور امام اعظم فقہ مین بڑے عالم ہین اور کلام اور علم فرشتون کو بھی ثابت ہے جیسے حضرت آدم ع کے باب مین کہا قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ اور ہونا علم لوح محفوظ کا حضرت اسرافیل ع کو احادیث صحیحہ سے ثابت اور جبرئیل ع سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر باتین پوچھی ہین اور انہون نے بتائی ہین پس یہ صفات بنی آدم سب ایک دوسرے کو ثابت کرتی اور بولتے ہین اور آجتک باہم اسیطرح گفتگو کرنے کو کسی نے شرک نہین کہا اور نہ منع کیا اسی سبب سے کہ کوئی صفات انسان و غیر مخلوق کو بالذات اور عام مثل صفات حق تعالیٰ کے نہین جانتا اور اسیطرح بادشاہ کے حکم کو بھی حکم کہتے ہین اور اُسکے ماتحت لوگون کے فیصلہ کو بھی حکم کہتے ہین کہ فوجدار نے فلان مقدمہ مین یہ حکم دیا اور دیوان نے یہ حکم لکھا اور تحصیلدار نے یہ حکم کیا اور کمشنر نے یہ حکم جڑھایا اور ہرچند بادشاہ

مثال زندگانی دنیا کی ۱۲ منہ
۵۳ یعنی خسارہ میں ہین وہ لوگ جنہوں نے قتل کیا اولاد اپنی کو ۱۲ منہ
۵۴ اور تراشتے تھے تم پہاڑون کو گھر ۱۲
۵۵ زمین نرم مین بناتے ہو محل ۱۲ منہ
۵۶ جو لوگ ایمان لائے اور کام کئے نیک ۱۲ منہ

جانتا ہے مگر کبھی مخالفت نہین کرتا کہ انکے حکم کو حکم نہ کہو میرے حکم کی طرح بلکہ اُسکو اپنا ہی حکم
سمجھتا ہے کہ وہ سب حکومتین پرتو اُسی حکومت کا ہے انکی رونق اور عزت اُسی حکومت کی
رونق ہے اور سب لوگ یہی سمجھتے ہین کوئی حکم تحصیلدار وغیرہ کو برابر مرتبہ مین حکم بادشاہ کے
نہین جانتا اسلئے کہ حکومت بادشاہ اُنکی دی ہوئی نہین ہے بالذات ہے اور حکومت تھانہ اور
تحصیل ناقص ہے کماً و کیفاً اسیطرح صفات ممکنات سب عارضی ہین خدا کے دیے ہوے جب چاہے سلب
کر لے اور صفات الٰہی سب بالذات اور مستقل ہین کسی کی دی ہوئی نہین دوسری صفات ممکنات
سب ناقص متناہی ہین مثلاً سمع اور بصر انسان کی کیسی ہی کامل ہو مگر چیونٹی کے پانو کی آواز
نہین سُن سکتا اور ساتوین زمین کے نیچے جو کچھ ہے نہین دیکھ سکتا ہے۔ یہی حال قدرت کا
ہے کہ کیسا ہی پہلوان زبردست ہو پہاڑ نہین اُٹھا سکتا نہ زمین کو چیر ڈالنے کی قدرت رکھتا
ہے اور ایسا ہی حال علم کا ہے کہ جو چیز حواس ظاہری اور باطنی سے نہین معلوم ہو سکتی ہرگز نہین
جان سکتا اور اہل علم کامل جانتے ہین کہ کیسا ہی کمال ہو مگر مجہولات اُس علم کے بہ نسبت معلومات
زیادہ ہونگے مثلاً کیسا ہی طبیب ہو ہزارہا چیزون کے خواص مجہول ہونگے اور ہزار اسباب اور
علامات امراض غیر معلوم اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بہت جگہ لا ادری فرمایا ہے غرض صفات انسان
سب محدود ہین ایک حد تک کہ اُس سے زیادہ نہین ہو سکتی ہین اور ایسا ہی حال ملائکہ وغیرہ ممکنات
کا ہے جیسے بھوک پیاس کی کیفیت فرشتون کو نہین معلوم نہ قیام قیامت کا علم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ
کی سب صفات کامل ہین بکمال غیر متناہی یعنی کسی مرتبہ اور کسی حد پر محصور نہین پس ناقص کو برابر
کامل اکمل اور عرضی کو برابر ذاتی مستقل کے کون سمجھتا ہے اگرچہ بولنے مین ایک لفظ دونو جگہ بولا
جاوے پس حق تعالیٰ کو صاحب علم اور صاحب قدرت کہنا یہ معنی ہین کہ اُسکی قدرت اور علم ذاتی
ہین اور کامل حد سے زیادہ اور انسان اور جنات اور ملائکہ اور ارواح کو ذی علم اور قدرت کہنا
یہ معنی ہین کہ انکا علم اور قدرت عرض ہین غیر مستقل اور ناقص بقدر استعداد محصور اور محدود
پس ظاہر ہوا کہ بولنے الفاظ مشترکہ سے بلحاظ تفاوت معنی خدا اور مخلوق مین شرک لازم نہین
آتا جیسے مولوی اسمٰعیل صاحب مرحوم نے بھی تقویۃ الایمان مین لکھا ہے کہ السید ھو اللہ
حدیث ہے سید خدا کو بھی کہتے ہین اور سردار قوم کو بھی بتفاوت معنی پس جیسے صفات الٰہی

تمام انسان باہم ایک دوسرے پر بولتے ہین کوئی شرک نہین کہتا ایسے ہی اطلاق اِن صفات کا ملائکہ اور ارواح اموات پر اُسی معنون مین شرک نہین ہوسکتا کہ باقی رہنا ارواح کا بعد مفارقت شرع سے ثابت ہے اور تمام علما اور صلحا اِسکے قائل ہین چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبدالعزیز صاحب اور شیخ عبدالحق صاحب محدث اور ملا علی قاری وغیرہ متقدمین علمانے بخوبی شرح لکھا ہے کہ روح بعد مفارقت بدن بجمیع اوصافہ باقی رہتی ہے بلکہ روح صلحا کو ترقی ہوتی ہے اور شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی مین لکھتے ہین کہ روح کو بُعد مانعِ ادراک نہین جیسے قوۃ بصر زندون مین ساتوین آسمان کے ستارے دیکھتی ہے چنانچہ یہ سب اقوال علما کے اور محدثین جو اس باب مین وارد ہوئی ہین آگے مذکور ہونگی مگر جو کہ زندون مین عارضی اور ناقص ہونا اِن صفات کا محسوس ہر خاص و عام ہے اور ارواح اموات مین عوام کو کچھ معلوم نہین ہوتا تو وہم ہوتا ہے کہ شاید اموات مین ان صفات کو ذاتی اور مستقل اور غیر متناہی مانند صفات الٰہی کے سمجھین اور گرفتار ضلالت ہون لہذا بنظر حفظ ایمان عوام اور دفع توہم کے اطلاق اِن صفات کا روح اموات پر مصلحتاً بہتر نہین ہے واسطے عوام کے نہ کہ اطلاق اِن صفات کا روح پر عموماً شرک ہے بلکہ جیسے زندون مین یہ صفات ہین روح اموات مین بھی ہین اگر شرک ہو تو دونو جگہ برابر ہے اور نہین تو دونون جگہ نہین ہے جیسے زندون مین غیر ذاتی اور ناقص ہین ویسے ہی روح اموات مین اگر کوئی کسی غیر خدا مین یہ صفات ذاتی اور کامل اور غیر متناہی سمجھے شرک ہے زندہ ہو یا مردہ فرشتہ ہو یا جن وغیرہ جو اکثر اس مقام مین دھوکہ تھا لہذا تشریح کی گئی ہے اور ارواح انسانی کو یہ صفات اس دنیا مین بھی بوساطت حواس جسمانی حاصل ہین مثلاً سوتے مین کہ حواس خمسہ معطل ہوتے ہین خواب مین آدمی دیکھتا ہے کسی زندہ یا مردہ کو اور اُسکو پہچانتا ہے کہ فلان شخص ہے اور سبز یا سفید کپڑے ہین اور کچھ کہتا ہے اُسنے یا جو کچھ وہ کہتے ہین سنتا ہے اور سمجھتا ہے۔ اور شاہ ولی اللہ صاحب اور اُنکے والد نے اپنے خواب لکھے ہین اُسمین بیعت کرنا خواب مین اور دریافت کرنا بعض مسائل کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اور دیگر اولیا سے ذکر کیا ہے اور افعال بھی روح اموات سے مثل زندون کے ہوتے ہین کہ اولیا سے بتواتر منقول ہین اسلئے کہ مردہ جسم ہے بسبب مفارقت روح کے اور روح باقی ہے شرعاً اور عقلاً جیسے قرآن

مجید مین ہے قَالَ یَالَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَلِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ ہ اور
حدیث مین ہے کہ جب اٹھاتے ہین جنازہ لوگ پس اگر ہوتا ہے نیک کہتا ہے آگے لیچلو مجھکو اور اگر
ہوتا ہے بدکار کہتا ہے افسوس کہان لیچلے مجھکو سنتی ہے صوتہا کل شئ الا الانسان ولو سمع
الانسان لصعق اور ابن ماجہ مین ہے کہ کہا محمد بن منکدر نے جابر ابن عبد اللہ سے وقت موت انکی کہ کہ
اقرأ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السلام اور ابن ماجہ مین ہے کہ کہا ام بشر نے کعب سے
وقت موت انکی کہ کہ اگر ملاقات ہو فلان سے میرا سلام کہنا اور جب کہا کعب نے کہ ہم حال مین مشغول
ہونگے تو کہا ام بشر نے کہ اے کعب کیا نہین سنا تو نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے
تھے ان ارواح المؤمنین فی طیر خضر تعلق بشجرۃ الجنۃ قال بلی قالت فہو ذاک اور والنا
زعات
غرقا کی تفسیر مین صاحب کشاف نے لکھا ہے کہ ارواح دوستان خدا بعد موت کے مدبرات امر مین داخل
ہوتی ہین یہ انہین کی قسم ہے غرض بہت آیتین اور حدیثین بقائے ارواح پر دلالت کرتی ہین
اور بڑی دلیل ثبوت عذاب قبر ہے کہ منکر اسکا ملحد ہے مگر اہانت کرنے والے دوستان خدا کے
کہ درپردہ اہانت الٰہی کرتے ہین انکا بیچہا نہین دیکھتے ہین نہ اقوال علمائے سلف سنتے ہین اب
بعض نادان کہتے ہین کہ خدا دور و نزدیک سے برابر سنتا ہے اور دیکھتا ہے ایسا کسیکو سمجھنا شرک
ہے وہ لوگ غافل ہین معرفت الٰہی سے اور جاہل آیات قرآن سے اسلئے کہ خدا تعالیٰ جسم نہین کہ
بظاہر دور و نزدیک کسی سے ہو دور اور نزدیک ہونا اشیا سے اسطرح پر خاصہ جسم کا ہے حق تعالیٰ سے
قرب اور بعد باعتبار مرتبہ کے ہے نہ بحسب ظاہر اور آیۃ قرآن شریف کہ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ
حَبْلِ الْوَرِیْدِ اور اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ سے حق تعالیٰ کو ہر شئ کے ساتھ کمال قرب ہے اور
ہر چیز کے ساتھ احاطہ بعد کسی شئ اور کسی شئے سے نہین ہے پھر دور خدا کو کہنا اور نزدیک کہنا جسم ثابت
کرنا ہے یا انکار کرنا ہے آیہ نحن اقرب الیہ سے اور یہ دونو باتین کفر ہین قائل اس کلام کا پہلے اپنی
جہالت کفر سے توبہ کرے پھر اورون کو ہدایت کا مضائقہ نہین۔ اور جاننا چاہئے کہ بعض آدمی
ایسے تیز سماعت اور بصارت ہوتے ہین کہ سو دو سو قدم کے فاصلہ سے بات سن لیتے ہین اور کتنی
دور سے کسیکو آتے دیکھین پہچان لیتے ہین کہ فلانا شخص ہے اور بعض کی سماعت اور بصارت ایسی
نہین ہوتی کہ دور کی بات سنین یا دور کے آدمی کو پہچانین پس پہلے آدمی کو کہتے ہین کہ یہ دور اور

نزدیک سے برابر سنتا دیکھتا ہے اور دوسرے کو کہتے ہین کہ یہ پاس سے سنتا دیکھتا ہے دور سے نہین سنتا دیکھتا اور قائل اس کلام کا مشرک نہین اور اگر کہین کہ یہ کچھ بُعد نہین مراد بُعد آسمان و زمین ہے تو بہت حدیثون مین آیا ہے کہ بنی آدم کے حال سے فرشتے مطلع ہوتے ہین جیسے حدیث بخاری اور مسلم مین ہے کہ جب طلب کرتا ہے شوہر اپنی بیوی کو بستر پر اور وہ انکار کرتی ہے پس وہ ہوتا ہے غصہ مین پس لعنت کرتے ہین اُس عورت پر فرشتے صبح تک اور ترمذی اور ابن ماجہ مین ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ نہین تکلیف دیتی کوئی عورت اپنے خاوند کو دُنیا مین مگر کہتی ہے بیوی اُسکی حورون سے کہ نہ اذیت دے اُسکو لعنت کرے تجھکو خدا یہ مہمان ہے تیرے پاس عنقریب آویگا ہماری طرف - پس یہان سے صاف ظاہر ہے کہ فرشتے مطلع ہوتے ہین احوال بنی آدم پر جیسا کہ علما نے استدلال کیا ہے ان حدیثون سے اور مثل اسکے بہت حدیثین ہین کہ اُنسے اطلاع فرشتون کی احوال بنی آدم پر معلوم ہوتی ہے - اب چاہیئے کہ اور کوئی حد بُعد مقرر کرین کہ حق تعالی اسقدر دور سے سنتا دیکھتا اور مطلع ہوتا ہے اور سوا اسکے کوئی اسقدر دور سے مطلع نہین ہوتا اور ثابت کرین اُس بُعد کو شرع سے جیسے ثابت ہے قرب نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ سے اور اسیطرح بعض جُہلا کہتے ہین کہ زندہ کرنا موتی کا اور اچھا کرنا مریض کا اور خبر غیب کی دینا خاصہ خدا کا ہے دوسرے کسی مین یہ صفتین سمجھنی شرک ہے - اور نہین دیکھتے حال حضرت عیسی علیہ السلام کا کہ کہا ہے وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۭ[له] اور نہین دیکھتے حال جناب خاتم المرسلین کا کہ واقعۂ بدر مین ہاتھ رکھ رکھ زمین پر فرمایا کہ فلان شخص اس جگہ مریگا اور فلان اس جگہ اور ایسا ہی وقوع مین آیا اور جنکو شہید فرمایا وہ شہید ہوکر مرے اور در باب خلافت کے جو مدت فرمائی تھی وہی ظہور مین آئی اور علامات قیامت مین کیسی خبرین آئندہ کی دی ہین اور جو خبرین دی ہین ویسی ہی واقع ہوئین اور باقی ہونگی اور جنگ خیبر مین جناب ولایت مآب حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو واسطے عَلَم دینے کے بُلایا تو اُنکی آنکھین دُکھتی تھین پھر فوراً اچھی ہوگئین آپکی برکت سے اور اسیطرح خبر دی یہود کو نام بنام اُنکے سے خیبر مین اور سلمۃ ابن اکوع کی پنڈلی مین جب ضرب آئی ایسی کہ لوگون نے جانا کہ مر گیا پھر کچھ نکلا

[له] اور اچھا کرتا ہون اندھے مادرزاد کو اور کوڑھی کو اور جلاتا ہون مردے کو اللہ کے حکم سے اور بتا دیتا ہون تمکو جو کچھ تم کھا کر آؤ اور جو کچھ دھر رکھو اپنے گھر مین ۱۲ منہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ اُسیوقت اچھا ہوگیا جیسا کہ بخاری مین ہے آور غزوہ
مؤتہ مین خبر دی آپنے موت زید اور جعفر اور ابن رواحہ کی پہلے آنے خبر شہادت اُنکی سے اور
خندق کھودتے مین عمار سے فرمایا تقتلک الفئۃ الباغیۃ اور جب عبد اللہ بن عتیک نے
ابو رافع یہودی کو قتل کر کے اور ٹوٹ گئی ٹانگ اُنکی اور عمامہ سے باندھکر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آئے اور بیان کیا پس آپنے ہاتھ پھیرا فوراً اچھے ہوگئے بخاری مین موجود
ہے اور اسیطرح سُننا اور معلوم کرنا عذاب قبر کا آنحضرت صلعم سے مروی ہے غرض صدہا باتین
اِس قسم کی احادیث مین ہونگی مگر جنکے دلون مین اہانت انبیاء و اولیاء اللہ ہے وہ ایسی
حدیثین نہین سُنتے دیکھتے اور ناحق لوگون کو مشرک بناتے ہین اور اس بہانہ سے عوام کے دلون
مین سے محبت اور عظمت اُنکی جو دلیل ایمان ہے کھوتے ہین اگر یہ کہین کہ یہ مخصوص انبیا سے
ہے تو دیکھین کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل حدیث موجود ہے اور کرامات صلحاے مومنین
برحق ہے منکر اُسکا کافر جیسا کہ کتب عقائد مین لکھا ہے اور حدیث سے ثابت ہے بلکہ استدراجاً
کفار سے بھی ہوتا ہے جیسے دجال سے زندہ کرنا مردونکا اور مثل اسکے بہت باتین حدیثون مین
مذکور ہین پس قدرت اِن کامون کی مخلوق کو بھی ثابت ہے اور ورا اسکے اور طرح طرح کی
قدرت مخلوق کو ثابت ہے جیسے اُٹھانا گائے کا تمام زمین کو سینگ پر یا ایک فرشتہ کا ہاتھون
پر حدیث مین وارد ہے اور قبض ارواح کرنا عزرائیل علیہ السلام کا ہزارہا بنی آدم سے ہر روز
اور رزق پہونچانا میکائیل علیہ السلام کا اور پڑھنا علم لوح محفوظ کا اسرافیل علیہ السلام کو
احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور ہلاک کرنا جیخ سے بعض فرشتونکا بعض شہر کفار کو اور
اسیطرح انواع تاثیرات اشیا کی جیسے جلانا آگ کا اور تبرید پانی کی اور تاثیر اشیاء بھی اور
فادزہر کی شبانہ روز محسوس اور مشاہد ہین اگر کہین کہ یہ باتین تمام مخلوق اور ممکنات کو
حق تعالی کی دی ہوئی ہین اُنکو اپنی ذات سے حاصل نہین جب چاہے لیلے تو بیشک
یہ بات درست ہے مگر یہ سمجھنا تمہارا مسلمانون کی نسبت کہ یہ اِن صفات کو مخلوق مین
بالذات سمجھتے ہین بن کہے اُنکے کیونکر معلوم ہوا اگر وحی ہے تو جھوٹ ہے کہ نبوت ختم ہوچکی
اور اگر گمان ہے تو ظن المؤمنین خیرا چاہیئے اور اگر قیاس ہے تو غلط ہے اسلئے کہ مسلمان

سب کو مخلوق اور محتاج حق تعالی سمجھتے ہین اور جب خود ہر شئے کو بنفسہ مخلوق سمجھا تو اُسکی
صفات کوکسطرح غیر مخلوق اور بالذات سمجھین گے بلکہ اگر کوئی کسی ملازم بادشاہ مثل تھانہ دار
یا تحصیلدار یا فوجدار وغیرہ کے انتظام اور حکومت کی تعریف کرے کہ اُسکا حکم مثل نادر کے
ہے اور عدل مثل نوشیروان کے اور انتظام اور سیاست اس درجہ مین کہ اُس سے زیادہ
کوئی نہین کرسکتا ہے پس وہ بادشاہ اُسکی تعریف سنکر خوش ہوتا ہے کہ فی الحقیقت تعریف
اُس بادشاہ کی ہے اِسلیئے کہ وہ حکومت اُسیکی دی ہوئی ہے ایک شعبہ ہے اُسکی حکومت
سے اِس تعریف کو کوئی شرکت نہین کہتا ہے نہ تعریف کرنیوالا شرکت سمجھتا ہے بلکہ اُسکی
حکومت کی تعریف کو تعریف حکومت بادشاہ سمجھتے ہین اسلئے کہ حکومت تھانہ دار وغیرہ
اُسکی دی ہوئی ہے اور قلیل ہے برابر حکومت بادشاہ کے کیونکر ہوسکتی ہے کبھو کسیکے خیال
اور وہم مین بھی شرکت نہین آتی ہرچند کہ جو سیاست وغیرہ حکومت سر بادشاہ مین ہے وہ
حکومت تھانہ دار وغیرہ مین بھی ہوتی ہے مگر کوئی تھانہ دار کو برابر بادشاہ کے نہین جانتا
اور اگر کوئی یہ سمجھے کہ اسنے حکومت تھانہ اور تحصیل کو برابر حکومت بادشاہ کے کردیا تو وہ شخص
نادان ہے اپنی بیوقوفی کا علاج کرے کہ غلط سمجھا نہ کہ اسطرح تعریف کرنیکو منع کرے بلکہ وہ
حکومت سلطانی کو نہین سمجھا کہ کیا چیز ہے اور کس عظمت کے ساتھ ہے اور حکومت تھانہ کیا
ہے اگرچہ حکومت دونون کو برابر کہتے ہین جیسے حرارت آفتاب اور حرارت چراغ دونو کو حرارت
کہتے ہین مگر حرارت چراغ کو کیا نسبت عظمت حرارت آفتاب سے پس جو لوگ کہ اس قسم کی
ہر ایک بات کو شرک کہتے ہین وہ عظمت اور قدرت صفات آلہی کو نہین جانتے کہ کس مرتبہ
مین ہے اور کیا چیز ہے اگر جانتے تو کبھی صفات محدودہ اور محصورہ غیر مستقلہ مین شرکت نہ کہتے
ان لوگون کو چاہیئے کہ معرفت صفات آلہی پیدا کرین جب خود بھی صاحب ایمان ہونگے اور
دوسرونکو بھی شرک سے بچائینگے اور جب تک کہ خود ہی عظمت اور مرتبہ صفات آلہی نہین
جانتے تو اورونکو کیا ہدایت کرینگے اب اکثر صفات آلہی سوائے الوہیت کے اُسکی مخلوق
مین بھی اُسی کی دی ہوئی پائی جاتی ہین مگر وہ فقط مشارکت اسمی ہے جیسے حکومت تھانہ
اور حکومت شاہی حکومت تھانہ کیسی ہی عالی مرتبہ دار و گیر مین ہو حکومت شاہی سے

کیا نسبت اور مبالغہ سیاست حکومت تھانہ مین مین تعریف حکومت شاہی ہے نہ شرکت بلکہ
سب تابعین حکومت سلطانی کی حکومت مین مبالغہ کرنا اور اطاعت کرنی اور عظمت بیان
کرنی ظاہر کرنا عظمت حکومت شاہی ہے نہ شرکت اور تحقیر اور اہانت کرنی انکی اور عدم اطاعت
دلیل صریح ہے توہین حکومت شاہی کی اسی سببسے جو کوئی تعظیم اور تکریم گورنر کی اور اسکی اطاعت
نہین کرتا باغی تصور کیا جاتا ہے اور جو کوئی تعظیم گورنر کی کرتاہے بسلام اور نذرانہ اور تعمیل
حکم وہ مقربین اور مخلصین اُس دولت سے ہوتا ہے پس سمع و بصر و علم اور کلام اور حیاۃ اور
ارادہ وغیرہ انسان اور فرشتون اور ارواحون مین کہ وہ بھی مثل فرشتون کے مجردات سے
ہین موجود ہین اگرچہ ذاتی اور عام نہین پس اگر کسی کی نسبت اموات سے ان صفات کو مثل
زندون کے جانے تو شرک نہین ہوسکتا اسلئے کہ روح کو شرع مین فنا اور موت نہین - فانی
اور مردہ جسم ہے بسبب جدا ہونے تعلق روح کے اس جسم سے اور روح باقی ہے -

**اب چند افعال** کہ نجدیہ انکو شرک کہتے ہین بلا شرط کے انکا حال لکھا جاتا ہے کہ مجتہدین
اور معتمدین علمائے سنت کے نزدیک انکا کیا حکم ہے **اوّل** سجدہ ہے کہ جسکو غیر خدا کے
واسطے عموماً شرک کہتے ہین اور یہ بھی کہتے ہین کہ شرک سے ممانعت اور توحید کا حکم سب شریعتون
مین حضرت آدم کے وقت سے برابر ہے اور آیۂ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ
اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝ سے بخوبی ثابت ہے کہ ہمیشہ توحید سب نبی بیان
کرتے رہے ہین اور فرشتون نے حضرت آدم کو اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف
کو سجدہ کیا اگر مطلقاً سجدہ شرک ہوتا تو فرشتے اور نبی مشرک ہوتے جو معصوم ہین شرعاً پس مطلقاً
شرک ہونا سجدہ کا یہ دعویٰ انکا غلط ہے جیسا کہ تفسیر عزیزی مین لکھا ہے کہ پیشانی بر زمین نہادن
بدہ طور واقع می شود یکے برائے اداے حق عبودیت باشد و این قسم در جمیع ادیان و ملل برائے
غیر خدا حرام و ممنوع است و ہیچگاہ جائز نشدہ زیراکہ از محرمات عقلیہ است و محرمات
عقلیہ بہ تبدل ادیان و ملل متبدل نمی شوند و لیاقت آنکہ این تعظیم مشعر بغایت تذلل است
و غایت تذلل برائے کسے سزاوار کہ در غایت عظمت باشد و غایت عظمت آنست کہ ذاتی
باشد و عظمت ذاتی خاص بحضرت حق است و در ہیچ مخلوق یافتہ نمی شود دوم آنکہ برائے تکریم

وتحیه باشد مانند سلام وسر خم کردن وآنچنی باختلاف رسوم وعادات وتبدل ازمنه متبدل می شود
گاہے جائز وگاہے حرام در امتہائے سابقہ جائز بود چنانچہ در قصۂ یوسف علیہ السلام وخرّوا له سُجّدا واقع
ودر شریعت ما انہم ما بین مخلوقات حرام وممنوع وسجود فرشتگان برائے حضرت آدم ہمین
طریق بود فقط- اور فتاوائے منیہ مین لکھا ہے کہ سجدہ بوجہ تکریم پانچ جگہ جائز ہے رعیت بادشاہ
کو بیٹیا باپ کو مرید شیخ کو قوم نبی کو اور فتاوی سراجی اور فتاوی خانی مین لکھا ہے اذا سجد
الانسان سجدۃ التحیۃ لایکفر واذا سجد الرجل لسلطان وکان قصدہ التعظیم و
التحیۃ دون الصلوۃ لایکفر اور فتاوا کافی مین ہے کہ کہا صدر شہید نے من سجد لغیر الله
وینوی به التحیۃ دون العبادۃ لایکفر پس سجدہ کہ بہ نیت عبادت نہو تحیہ ہو کسی غیر کے
واسطے کفر نہین باتفاق علما کے اور حرمت اور جواز مین بھی علما مختلف ہین پس ورافعال
بیے نیت اور عقیدہ کے کیونکر شرک ہو سکتے ہین یہ غلط فہمی اور غلط بیانی وہابی مشرکونکی ہے کہ
مثل خوارج فعل پر حکم کرتے ہین اور وہ بھی برخلاف تمام علمائے سلف کے- اور ایسا ہی مطلقا طواف
غیر کعبہ کو کوئی شرک کہتا ہے کوئی حرام کہتا ہے حالانکہ خصوصیت اعمال مین جائز لکھا ہے جیسا
کہ انتباہ فی سلاسل اولیا مین لکھا ہے شاہ ولی اللہ صاحب نے کہ چون بمقبرہ درآید دوگانہ بروح
آن بزرگوار ادا کند اگر سورۂ فتح یاد باشد در اول رکعت بخواند ودر دوم اخلاص والا در ہر رکعت سورۂ
اخلاص ہفت بار بخواند بعدہ قبلہ را پشت دادہ بنشیند ویکبار آیۃ الکرسی بعض سور تہا بخواند وختم کند و
تکبیر گوید بعدہ ہفت کرت طواف کند ودران تکبیر بخواند وآغاز از راست کند بعدہ طرف پایان رخسارہ
نہد و بیاید نزدیک روئے میت بنشیند وبگوید یارب بست ویکبار بعدہ اول طرف شمال بگوید یا
سبوح ودر دل ضرب کند یا روح الروح تا وقتیکہ انشراح یابد این بکند کشف قبور وارواح حاصل آید اور
اسیطرح اگر کوئی بطور ریاضت کے کسی چیز کے گرد گھومے جیسے پہلوان کرتے ہین تو سب مباح
کہتے ہین اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ فعل بدون شرک بے اعتقاد الوہیت نہین ہے- اور اسیطرح
کہتے ہین کہ وقت تکلیف کے غیر خدا کسیکو یاد کرنا شرک ہے اور نہین دیکھتے اس حدیث کو کہ حصن
حصین مین موجود ہے اذا خدرت رجلہ فلیذکر احب الناس الیہ اسی جگہ سے لوگ نام
لیتے ہین امیر المومنین علی مرتضیٰ ۱۲ کا یا جناب سید الشہدا امام حسین کا جسوقت پانو پھیلے یا گرنے

جو وقت انسان سجدہ تحیہ کرے وہ کافر نہین ہوتا ۱۲ منہ

جو وقت انسان بادشاہ کو سجدہ کرے اور نیت اسکی اسکے تعظیم اور تحیہ ہو نماز کی نیت نہو تو کافر نہین ہوتا ۱۲ منہ

لکین اور جو کوئی بسبب نادان کرنے لگتا ہے تو سنو کہ اُسکے اسی طرح کہتے ہین اس سبب سے کہ دوستی اہل بیت
کا حکم ہے قرآن مین قُل لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى اور حدیثون مین کمال
تاکید محبت اہل بیت کی ہے اور مثل کشتی نوح فرمایا ہے اور خصوصاً محبت امیر المومنین علی مرتضی کرم
اللہ وجہہ اور جناب حسنین رضی اللہ عنہما مین زیادہ تاکید ہے جیسے کہ آغاز کتاب مین مذکور ہو چکا پس جب
ہر مسلمان کو لازم اور شعار ایمان اُنکی محبت تھی اور حکم ہوا کہ کرتے وقت نام لے احب الناس کا اور
مسلمانون کو اہل بیت نبوی سے زیادہ کوئی دوست نہین اس سبب سے بموجب حدیث لوگ نام
ان حضرات کا لیتے تھے مگر وہابیہ کہ دشمن صلحا اور اہل بیت ہین اور اہانت ان حضرات کی
مذہب انکا ہے اس کام نیک کو بہانۂ شرک منع کیا اور نہ دیکھا کہ جب پیغمبر خدا نے حکم فرمایا ذکر
احب الناس کا پھر شرک کیونکر رہا اسلئے کہ نبی شرک سے مانع ہین نہ یہ کہ حکم کرین واسطے شرک
کے مگر جب کسی کو خدا گمراہ کرتا ہے تو عقل سلب کر لیتا ہے عیاذاً باللہ من ذالک یا یہ کہ وہابیت
ایک شریعت جدیدہ ہے اس شریعت وہابیہ مین شرک ہے نہ شریعت محمدیہ علی صاحبہا السلام مین
اور اسیطرح بوسہ غیر حجر اسود کو کوئی چیز ہو قبر ہو یا آستانہ کسی بزرگ کا یا ہاتھ یا پانو وغیرہ کوئی
شرک کہتا ہے اور کوئی مکروہ بیان کرتا ہے اور تفسیر آیہ کُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ مین شاہ عبد العزیز
صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس نے کھڑے ہو کر عکرمہ کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور بغل مین
لیا اور برابر اپنے بٹھایا جب اُنہون نے ناجی ہونا ساکنین کا اصحاب سبت سے بحسب قاعدۂ
شرع بیان کیا اور تفسیر آیہ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ اَبْنَاءَهُمْ مین لکھا ہے کہ حضرت عمر رضنے
عبد اللہ بن سلام کو آفرین کی اور پیشانی پر بوسہ دیا جب اُنہون نے کہا کہ مین رسالت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کو اپنے فرزند سے زیادہ جانتا ہون کہ اُسکی فرزندی کا مجھے اقرار ہے مگر احتمال ہے کہ اُسکی
مان نے کسی اور کا نطفہ لیکر یا کسی اور کا ولد لیکر میرے ساتھ منسوب کیا ہو اور اُنکی رسالت مین کچھ
شک نہین ہے۔ اور ابو داؤد مین روایت ہے زارع سے کہ جب آئے ہم مدینہ مین پس جلدی
کی سواری سے اُترنے مین فنقبّل ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و رجلہ اور روایت ہے
عائشہ رض سے کہ نہین دیکھا مین نے کسیکو اشبہ وقار اور خلق مین ساتھ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے فاطمہ
زہرا رضی اللہ عنہا سے کانت اذا دخل علیہا قامت الیہ فاخذت بیدہ فقبلہ واجلستہ فی مجلسہا

اور ترمذی میں حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ زید ابن حارث جب آئے مدینہ میں تو آئے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پاس اور دروازہ کھڑکھڑایا فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عریانا یجر
ثوبه فاعتنقه وقبله اور ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے حضرت عائشہ رضہ سے ان ابا بکر قبل
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهو میت اور روایت ہے ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ میں حضرت
عائشہ رضہ سے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل عثمان ابن مظعون وهو میت و
هو یبکی حتی سال دموع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی وجه عثمان اور بوسہ لینا صبیان کا
آنحضرت صلعم سے مروی ہے صحاح میں - اور شاہ عبدالعزیز صاحب اپنے باپ کی قبر اور حضرت خواجہ
باقی باللہ صاحب قدس سرہ کی قبر اور مزار حضرت محبوب الٰہی سلطان نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہ
العزیز کو بوسہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جو کوئی حالت زندگی میں قابل قدمبوسی کے ہے بعد مرنے کے
اسکی قبر کو بوسہ دیا ہوں ہیں - اور اسیطرح چادر چڑھانی اور شامیانہ اور قبہ کھڑا کرنے کو شرک کہتے
ہیں اور بخاری میں ہے رأی ابن عمر فسطاطا علی قبر عبد الرحمن فقال انزعه یا غلام فانما
یظله عمله عینی میں لکھا ہے کہ عبد اللہ ابن عمر رضہ اور سعید ابن مسیب مکروہ جانتے تھے اسکو اور عمر رضہ نے
کھڑا کیا تھی خیمہ اوپر قبر زینب بنت جحش کے اور حضرت عائشہ رضہ نے اوپر قبر اپنے بھائی کے اور محمد ابن
حنفیہ نے اوپر قبر ابن عباس رضہ کے اور فاطمہ بنت امام حسین بن علی کرم اللہ وجہہ نے اوپر قبر خاوند
اپنے حسن ابن امام حسن رضی اللہ عنہ کے اور سنن ابی داود میں روایت ہے قاسم ابن محمد سے کہ
اکابر تابعین اور فقہائے سبعہ مدینہ سے ہیں قال دخلت علی عائشة رضی اللہ عنها فقلت یا
اماه اکشفی لی عن قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصاحبیه فکشفت لی عن ثلثة
قبور لا مشرفة ولا لاطیة مبطوحة ببطحاء العرصة الحمراء اس حدیث سے پوشیدہ رکھنا قبور
متبرکہ کا ظاہر ہے - اور اسیطرح الٹے پانو چلنا بوقت رخصت جسکو شرک کہتے ہیں یہ مقتضائے ادب
صلحا کے ساتھ جیسے روایت کیا احمد نے حضرت عائشہ رضہ سے کہ میں بعد دفن ہونے عمر رضہ کے حجرہ
میں بے کپڑا اوڑھے لپیٹے نہیں جاتی تھی حیاء من عمر رضہ اور فقہانے الٹے پانو چلنے کو لکھا ہے کہ
استحسنها المشائخ - اور اسیطرح اس حدیث من سره ان یتمثل له الناس قیاما فلیتبوأ
مقعده من النار سے ہاتھ باندھکر کھڑے ہونے کو غیر خدا کے سامنے شرک اور حرام کہتے ہیں اور

یہ حدیث مخالف ہے اُنکے دعوے کی کہ شیخ عبدالحق محدث رح نے ترجمۂ مشکوٰۃ مین لکھا ہے کہ
اِس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مکروہ اور ممنوع دوست رکھنا ہے اسبات کا کہ آدمی خدمت
مین بطریق تعظیم کھڑے رہین اور اگر اسطرح پر نہو کچھ مکروہ نہین چنانچہ فتاوی عالمگیری مین بیچ
زیارت قبر نبی صلعم کے لکھا ہے کہ یقف کما یقف فی الصلوٰۃ اور ایسا ہی شیخ عبدالحق رح نے
جذب القلوب مین لکھا ہے اور مطلق قیام واسطے تعظیم علما اور صلحا اور سردارون اور ماباپ کے
ثابت ہے ابو سعید خدری کی حدیث سے کہ صحیح بخاری اور مسلم مین ہے کہ جب نازل ہوئے
بنو قریظہ حکم سعد ابن معاذ پر پس بلایا آنحضرت صلعم نے سعد ابن معاذ کو اور جب آئے سعد کہ سوار تھے
گدھے پر فرمایا صحابہؓ سے قوموا الی سیدکم اور کہا نووی نے کہ اس سے معلوم ہوا کہ اہل فضل کی
تعظیم اور توقیر کرے اور کھڑا ہو جاوے وقت آنے اُسکے کے اور محبت پکڑی ہے ساتھ اسکے
جمہور علما نے - اور روایت ہے حضرت عائشہ رضہ سے اِسیطرح کھڑا ہو جانا حضرت فاطمہ زہرا
کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اور بوسہ دینا اُنکے ہاتھ کا - اور بعض جگہ صحابہؓ کو قیام سے
منع کیا ہے مثل عجمیون کے پس حکم اور منع دونون حدیث سے ثابت ہین جیسے پانی پینا
کھڑے ہو کر کہ ممانعت ہے اور پینا دونون ثابت ہین اور رفع یدین اور عدم رفع نماز مین اور
آمین جہر اور خفیہ بھی اور ممانعت چلنے کی ایک جوتی پہنکر اور چلنا بھی اور مانند اسکے بہت کام
مختلف ثابت ہوئے ہین اور یہ وسعت ہے دین مین ایک دوسرے کو طعن کرنا نہین چاہئے
جیسا کہ حجۃ اللہ البالغہ مین ہے نہ یہ کہ بدعت اور کفر ہین - اور اسیطرح مجاور بن بیٹھنے کو کسی ولی یا
نبی کے آستانہ پر اور گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنیکو شرک کہتے ہین پس مجاورت مکہ معظمہ
اگرچہ مختلف فیہ ہے کہ بعض شافعیہ مستحب کہتے ہین اور امام ابو حنیفہ اور مالک مکروہ - مگر خوبی
مجاورت مدینہ منورہ باحادیث صحیحہ ثابت ہے چنانچہ روایت ہے صحیح مسلم مین ابو ہریرہ رضہ سے
کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا یصبر علی لاواء المدینۃ وشدتہا احد من امتی
الا کنت لہ شفیعا یوم القیمۃ - اور ایسی ہی روایت ہے ابن عمر سے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے
من استطاع ان یموت بالمدینۃ فلیمت بہا فانی اشفع لمن یموت بہا رواہ احمد و
الترمذی اور ایسی ہی تعظیم حرم مدینہ ثابت ہے حدیثون سے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے -

ان ابراهیم حرم مکة واجعلها حراما وانی حرمت المدینة حراما ما بین مازمیہا ان لا یہراق
دم ولا یحمل فیها سلاح القتال ولا یخبط فیها شجر الا لعلف رواہ مسلم۔ اور جب مجاورۃ مدینہ
اور اُسکے آداب احادیث صحیح سے ثابت ہے تو صلحا اور علما کہ ورثۂ انبیا ہین اُنکا حکم بھی اُسی سے ثابت
ہے استحساناً۔ اور اسیطرح دور سے سفر کرنا زیارت قبور کو مطلقاً حرام اور شرک کہتے ہین اور سفر زیارت
نبی صلعم حدیث اور فقہ سے ثابت ہے فتح القدیر مین ہے قال مشائخنا هو من افضل المندوبات
(وفی مناسك الفارسی وشرح المختار) انه قریبة من الواجب لمن له سعة (واخرج
الدارقطنی) من حج وزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیوتی اور مواہب لدنیہ
مین لکھا ہے ومن هذا الزیارة وجبت علیه اور حدیث لا تشد الرحال نسبت بہ مساجد ہے
نہ بمشاہد بلکہ زیارتِ قبور سنت ہے اور زیارت قبر والدین اور استاد اور مرشد کہ حکم والدین مین ہین
موجب مزیدِ ثواب اور مغفرت ہے ہمیشہ جمعہ کو بموجب حدیث کے کہ روایت ہے محمد بن نعمان سے
کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے من زار قبر ابویه او احدهما فی کل جمعة غفر له وکتب برا رواہ
البیهقی فی شعب الایمان اور اس حدیث سے مردود قول اُنکا جو کہتے ہین کہ زیارت قبور محض
واسطے یاد کرنے موت کے ہے اور استغفار میت کے اور کچھ فائدہ زیارت کرنے والے کو نہین ہے
اور اسیطرح مراد مانگنے کو مزار صلحا پر مطلقاً شرک کہتے ہین پس دعا زیارت کرنیوالے کے واسطے
اپنی اور میت کی شرع مین ماثور ہے اور اگر کہے کہ الٰہی بحرمت اِس نبی اور ولی کے حاجت
میری روا کر یا اسطرح سے کہ یا رسول اللہ اور یا ولی اللہ جناب الٰہی مین دعا کرو کہ حاجت میری بر آئے
درست ہے باتفاق اور اقوال ائمۂ دین سے بخوبی ثابت ہے جیسا لکھا ہے شیخ عبد الحق محدث
اور مولوی رفیع الدین صاحب نے چنانچہ آگے وہ عبارتین نقل ہونگی اور خصوصیت دعا کی بمشاہد
متبرکہ یہ ہے کہ وہ محل نزول رحمت ہے وہان امید قبولیت دعا زیادہ ہے اور افادہ اور استفادہ
موجود ہے جیسا کہ تفسیر عزیزی مین بیچ بیان آیۃ ثم اماته فاقبره کے لکھا ہے کہ دفن کردن گویا
مسکنے برائے روح ساختن است بنا بر آنست کہ از اولیاء مدفونین انتفاع و استفادہ جاری است و
آنہا افادہ و اعانت نیز متصور اور جب ادراک اور شعور اموات بدلیلِ عذاب قبر ثابت ہے اور سماعت
بحدیث قتلائے بدر اور قدرت نفس ناطقہ کو بعد تجرد عقلاً و شرعاً زیادہ پس کہنا مردہ سے ایسا ہوا

کہ جیسے کچھ طلب کرنا زندہ سے اور سب آدمی اپنی حاجات ایک دوسرے سے طلب کرتے ہین
بے اعتقاد الوہیت شرک نہین ہوتا ہے اور تفسیر عزیزی مین بیچ آیۂ لَا تَجْعَلُوا لِلّٰہِ اَنْدَادًا اقسام
شرک مین لکھا ہے کہ بعضے واسطے دفع بلا اور حصول منفعت کے دوسرون کی طرف رجوع کرتے
ہین مستقل سمجھ کر نہ اسطرح کہ توسل دوسرون سے کرین یہ شرک نہین ہے اور منت ماننی اور
نذر نیاز کرنیکو صلحا کے جو حرام اور شرک کہتے ہین وہ آگے مسئلہ نذر مین بیان ہوگا - اور اسیطرح
کسیکو پکارنا اور مراد مانگنی مطلقًا شرک نہین ہے بے اعتقاد الوہیت کے کہ حصن حصین مین ہے
معجم طبرانی کبیر سے اذا اراد عونًا فلینادِ یا عباد اللہ اعینونی اور مسند بزار اور مصنف
ابن ابی شیبہ سے لکھا ہے اذا انفلتت دابتہ فلینادِ اعینونی یا عباد اللہ رحمکم اللہ
اور صلوۃ الضرورۃ لکھی ہے ترمذی اور ابن ماجہ اور نسائی اور مستدرک حاکم سے فلیتوضأ و
لیصل رکعتین ثم لیقل اللھم انی اسألک واتوجہ الیک بہ نبیک محمد نبی الرحمۃ
یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی اللھم فشفعہ فیّ اور تفسیر
عزیزی مین بیچ سورۂ انشقت کے ہے کہ بعض از خواص اولیاء اللہ را کہ جارحہ تکمیل و ارشاد بنی نوع
خود کردہ اند درینحالت تصرف در دنیا دادہ و استغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع
توجہ باین سمت نمی شود و اویسیان تحصیل کمالات باطن از انہا می نمایند و ارباب حاجات حل
مشکلات خود از انہا می طلبند و زبان حال آنہا در آنوقت مترنم باین مقالات ہست مصرعہ
من آیم بجان گر تو آئی بہ تن + اور نذر و نیاز بزرگون کی کرنی بمعنی ہدیہ پیش کرنے بزرگون کے
ہے نہ بمعنی نذر مصطلح شرع کہ وہ ایجاب غیر واجب تقربًا الی اللہ ہے پس نذر مشترک ہے دو معنون
مین ایک عرفی بمعنی پیش کرنے کے دوسرے شرعی جیسا مولوی رفیع الدین صاحب نے اپنے رسالہ
نذور مزارات مین لکھا ہے اور تین صورتین نذر اولیا درست لکھی ہے چنانچہ آخر کتاب مین بیان
اسکا آویگا اور لفظ نذر مشترک سے کچھ حرمت نہین پیدا ہوتی ہے اسلئے کہ صبا نا مسلمانون نے
بجاے اسلمنا کہا ہے - اور شاہ عبد العزیز صاحب نے تحفۂ اثنا عشریہ مین لکھا ہے از ین است کہ حضرت
امیر و ذریۂ اورا تمام امت بر مثال پیران و مرشدان می پرستند و امور تکوینیہ را وابستہ بایشان میدانند
و فاتحہ و درود و نذر و منت بنام ایشان رائج و معمول گردیدہ چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ مرسوم است

جاننا چاہیئے کہ ان لوگون کو اشتباہ معنی شرک مین ہوا ہے کہتے ہین کہ مشرکین عہد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین بھی بتون کو اللہ اعتقاد نہین کرتے تھے یہی افعال سجدہ اور طواف
اور بوسہ اور سفر زیارت اور نذر اور قربانی اور یاد کرنا وقت مصیبت کے اور پکارنا اور تعظیم مکان
انکے کی اور مانند اسکے کرتے تھے اب جو کوئی یہ فعل کسی نبی یا ولی یا اہل بیت یا شہید یا فرشتے
یا جنیات وغیرہ کے ساتھ کرے مشرک ہے گو اعتقاد الوہیت اسکا نرکھتا ہو اور یہ عقیدہ کا انکا
غلط ہے قرآن اور حدیث سے اور مخالف ہے تحقیق ائمہ دین کی اول ترجمہ مقدمہ ہدایہ کہ جو در نجد
مین علمائے مکہ نے لکھی ہے مختصرًا و ملتقطًا لکھا جاتا ہے بعدہ آیات اور اقوال دیگر علما ذکر کئے
جاوینگے ۔ پوشیدہ نرہے کہ ہر چیز کا ایک رکن ہے کہ مدار وجود و عدم اسکا موقوف اوسپر
ہوتا ہے اور دیگر فروعات اور عوارض ہین کہ وجود و عدم اس چیز کا اسکے وجود و عدم پر موقوف
نہین ہے ۔ پس رکن توحید کا اعتقاد حصر الوہیت ہے بیچ ایک کے اور اقرار شرط ہے نہ رکن اور اعمال
نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ فروع اور عوارض ہین کہ بغیر ان سب کے توحید حاصل اور بے توحید یعنی
بے اعتقاد حصر الوہیت کے بیچ ایک ذات کے) یہ سب افعال اور اعمال بے اعتبار ہین یعنی ادا
کرنیوالا ان افعال کا بے اعتقاد اور اقرار موحد نہین ہے جیسے یہود و نصاریٰ وغیرہ منافقین عہد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ نماز روزہ جہاد وغیرہ سب کامون مین شریک تھے اور مومن نہ تھے
اسیطرح رکن شرک اعتقاد شرکت ہے بیچ الوہیت کے اور اقرار شرط ہے اور سجدہ اور طواف اور نذر
اور قربانی وغیرہ فروع اور عوارض ہین کہ بے ان سب کے شرک موجود اور بے اعتقاد الوہیت ان اعمال
اور افعال کو کچھ اعتبار نہین یعنی مرتکب ان افعال کا بے اعتقاد اور اقرار مشرک نہین ہے اور مشرکین
عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتون کو اللہ اعتقاد کرتے تھے اور اقرار کرتے تھے یہی تھا شرک انکا اسی کے رد کے واسطے
قرآن مجید نازل ہوا اگرچہ بتون کو مالک علی الاطلاق اور موجد کل نہین جانتے تھے مگر صفت الوہیت
ثابت کرتے تھے اپنی غلط فہمی سے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر قیاس کرتے تھے کہ ایک بادشاہ خبرگیری
شہرون دور کی بے اعوان اور شرکا نہین کرسکتا ہے اسی سبب سے اللہ کے لئے شریک مقرر کرتے
تھے عزیٰ واسطے عزت دینے کے اور ود واسطے محبت کرانے کے اور یعوق واسطے محافظت کے
دشمنون سے اور مانند اسکے ۔ اور غلطی انکی یہ تھی کہ خاص کو عام کیا یعنی صفت الوہیت کہ خاص

واسطے اللہ کے بھی عام سمجھتے تھے اور تصرف اولیاء اور انبیاء کو کہ عام ہے اور مشابہ تصرف خدا تاثیر
قدسی مین کہ باسباب ظاہری کچھ تعلق نہین ہے اور اپنے نفس مین اور دیگر بادشاہون مین نہین پاتے
شک مین پڑے کہ اس قسم کا تصرف خاص ہے واسطے خدا کے جو کوئی ایسا تصرف کسی غیر کے
واسطے بزرگون سے اعتقاد کرے مشرک ہوجاتا ہے پس دونو فرقے مشرکین سابقین اور لاحقین
غلط فہمی مین برابر ہین اور سبب غلطی دونو فرقون کا قیاس غائب کا ہے حاضر پر اور جیسا کہ شرک
واجب ہے پرہیز اُس سے اسیطرح حکم شرک بھی برخلاف شرع واجب الاجتناب ہے انہون نے برخلاف
کتاب وسنت اور جمہور علما بعض آیات مین مثل وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ کے
لفظ من دون اللہ کا پایا اُسکے معنی برابر خدا سمجھے اور کہنے لگے کہ مشرکین عہد رسالت بتون کو برابر
خدا کے نہین جانتے تھے کمتر سمجھتے تھے فقط یہی افعال سجدہ اور طواف اور نذر وغیرہ کرتے تھے جو
کوئی یہ افعال کسیکے ساتھ کرے مشرک ہے اور معنی لفظ من دون کے غیر اور سوا کے ہین جیسے جمہور مفسرین
نے لکھا ہے اور قطع نظر مفسرین کے یہ مطلب کہ مشرک اپنے معبود بتون وغیرہ کو برابر خدا کے
جانتے تھے بہت آیات قرآنی سے بے لفظ دون بھی ثابت ہے اور ابطال قول اس فرقہ مین
کچھ شک نہین قُلْ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا لَابْتَغَوْا إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ
سَبِيلًا اور لَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَتَكُونَ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ اور وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ
اور وَلَا تَتَّخِذُوا إِلَٰهَيْنِ اثْنَيْنِ اور أَمْ لَهُمْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ اور
أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ تَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ اور أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ ط قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ
إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ اور أَمِ اتَّخَذُوا آلِهَةً مِنَ الْأَرْضِ هُمْ يُنْشِرُونَ اور لَوْ
كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا ط فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ اور
أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا ط إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ط وَانْطَلَقَ الْمَلَأُ مِنْهُمْ
أَنِ امْشُوا وَاصْبِرُوا عَلَىٰ آلِهَتِكُمْ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ يُرَادُ ط ۔ غرض جو کچھ ذکر کیا ہمنے
اُس سے بخوبی ثابت ہے کہ شرعاً معتبر توحید اور شرک مین وہی صفت الوہیت ہے اور بسبکہ وہ صفت
سواے ذات خدا کے کسی طرح کسی مین نہین پائی جاتی نہ بالذات نہ بعطاے حق تعالی نہ بوجہ کمال
نہ نقصان۔ اور اسی سبب سے شرک اخبث الخبائث ہے کہ مستلزم تعمیم صفت خاص ہے بخلاف

تمام صفات اور افعال کے کہ انہیں مخلوقات کو بھی حسب المراتب شرکت عطا فرمائی ہے فجعلناہ
سمیعًا بصیرًا ۰ وجعلنا من الماء کل شیءٍ حیٍّ ط وھو الذی احیاکم - وعلّم آدم
الاسماء کلھا ط تکلّم الناس - تریدون عرض الدنیا - وما تشاءون الا ان
یشاء اللہ ط لا یکلف اللہ نفسًا الا وسعھا ان آیات محکمات سے شرکت صفات ذاتیہ
ثبوتیہ میں کہ عبارت حیات اور علم اور سمع اور بصر اور کلام اور مشیت اور قدرت اور ارادہ سے
بخوبی واضح ہے اور شرکت شریعت میں باعتبار ان صفات کے غیر ممکن اور اسی طرح اضافیہ اور
افعال میں کہ ان صفات ذاتیہ سے پیدا ہوتے ہیں اور متعلق ہیں انہی صفات ذاتیہ سے جیسے
تصرف بقدرت اور غیب دانی بعلم اور مانند اسکے اسلئے کہ یہ چیزیں مخلوق کو بھی عطا فرمائی ہیں اور جو صفت
کہ منشاء شرک ہے یعنی الوہیت وہ اصلًا اور مطلقًا قابل عطا نہیں ہے۔ اور یہ صفات اور افعال یعنی
قدرت اور علم اور حیات اور سمع اور بصر کہ خدا تعالی کے واسطے ہیں غیر کے واسطے ثابت کرنی
مدار شرک شرعًا نہیں ہیں اسلئے کہ بنص قرآن وسنت ثابت ہے کہ مشرکین اپنے بتوں کو مانند
حق تعالی کے صفات میں نہیں جانتے تھے اور مشرک تھے ولئن سألتھم من خلق السموات
والارض لیقولنّ اللہ ط وإذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین لہ الدین
اور مثل اسکے بہت آیتیں ہیں پس ثابت ہوا کہ شرع میں شرک باعتبار صفات اور افعال کے نہیں
ہے بلکہ مدار اسکا صفت الوہیت ہی پر کہ اعتقاد الوہیت سے بیچ مخلوق کے صفات ذاتیہ میں
بھی شرک ہو جاتا ہے اور بے اعتقاد الوہیت اثبات جمیع صفات ذاتیہ سے شریعت میں شرک لازم
نہیں آتا مگر نجدیہ کہ امت شیطان نے اصل مطلب فروگذاشت کر کے مدار شرک چار چیز پیدا کیا
علم اور تصرف اور افعال عبادت اور افعال عادت اور یہ احکام توقیفی ہیں چاہئے کہ اپنے
دعوے کو کلام شارع سے ثابت کریں اور وہ حاصل نہیں پس ایجاد نئی شریعت کا کیا ہے
حالانکہ کلام شارع سے بخوبی ظاہر ہے اور کتب عقائد میں موجود اور سب اہل اسلام پر ہویدا ہے
کہ شرک نہیں ہے مگر صفت الوہیت میں اور تمام صفات ثبوتیہ ذاتیہ اور اضافیہ کو شرک میں دخل نہیں
ہے اس قرن شیطان نے تمام صفات سے صفت علم کو اختیار کیا نہ اور صفات کو اور یہ خلاف
معقول اور منقول ہے خلاف معقول واسطے لزوم ترجیح بلا مرجح کے اور تخصیص بلا مخصص کے ہے

کہ تمام صفات احکام ثبوت مین واسطے ذات کے یکسان اور برابر ہین اور خلاف منقول یہ کہ
مخالف ہے اسکے جو شارع سے منقول ہے جیسا کہ گذرا اور آویگا اور جو فصل کہ اس مقدمہ مین منعقد
کی ہے اسمین آیتین اور حدیثین ذکر کی ہین کہ دلالت کرتی ہین اوپر خصوصیت علم غیب کے ساتھ
خداتعالی کے نہ دلالت کرتے ہین اسپر کہ یہ صفت غیر مین سمجھنی شرک ہے نہایت یہ کہ غیب خاصہ
خدا کو اگر کوئی کسی مخلوق کے لئے ثابت کرے یہ اعتقاد باطل اور مخالف شرع ہے نہ یہ کہ شرک ہو
اسلئے کہ ہر باطل اور مخالف شرع شرک نہین ہے اور عادت اس قرن شیطان کی یہ ہے کہ ایک لفظ
ایک جگہ سے لیتے ہین اور اطراف پر کچھ خیال نہین کرتے اور نہ اصول دین پر نظر رکھتے ہین بلکہ اپنی
سمجھ کے موافق بیہودہ گوئی کرتے ہین چنانچہ اسی بحث مین کہ علم غیب کو بغیر خدا شرک کہتے ہین اور دلالت
ہی آیۂ کریمہ وَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ مین استثنا بھی موجود
ہے اگر غیب دانی شرک ہوتا اظہار دوسرے کا غیب پر ممکن نہ تھا اور جمہور مفسرین اور اکابرون نے
تطبیق کی ہے ساتھ جدا کرنے غیب کے دو قسم پر کہ غیب خاصۂ خدا غیب مطلق ہے اور جو غیب کہ عطا
کیا جاتا ہے غیب اضافی ہے۔ غیب مطلق کہ خاصۂ خدا ہے وہ ہے کہ بہ نسبت سب مخلوق کے
غائب ہو اور غیب اضافی یہ کہ غائب ہے فرشتون سے اور حاضر ہے نزدیک انسان کے مانند کیفیات
جسمانی کے یا عکس اسکے جیسے عالم برزخ اور بہشت اور دوزخ اور جو کچھ کہ متعلق ہے ساتھ ملکوت
کے حاضر ہے نزدیک فرشتون کے اور غائب ہے انسان سے پس اطلاع فرد بشر کی اوپر تمام ملکوت
کے اور اطلاع روح کسی کامل کی برزخ مین اوپر تمام احوال زندون کے یا کل افراد نوع اپنی پر بلکہ
تمام عالم ترابی پر غیب مطلق نہین ہے۔ طحاوی نے بیچ تفسیر کے اور دوسرون نے بھی تشریح کی ہے کہ اطلاع
تامی لوح محفوظ پر بھی غیب مطلق نہین ہے جو خاص بخدا ہے کہ احادیث صحیحہ مین واسطے حضرت
اسرافیل کے ثابت ہے اور واسطے بعض اولیاء اللہ کے متواتر منقول۔ نظر قرآن مین نہین کرتے
وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا پس جو کہتے ہین کہ من زعم ان ارواح الانبیاء والاولیاء حاضرة وناظرة
صار مشرکا کمال جہالت ہے اسلئے کہ اسماء الٰہی توقیفی ہین اور کہین اسمائے حسنی مین حاضر اور ناظر
نہین ہے اور نہ تمام فصل مین کہین ذکر کیا ہے مگر ظاہرا اہل عجم بجائے شہید کے یہ لفظ بولتے ہین اور
قرآن شریف مین موجود فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ

شہید گا ۱۵ اور فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عرضت علی اعمال امتی فوجدت فی محاسن اعمالہا الاذی یماط عن الطریق ووجدت فی مساوی اعمالہا النخامۃ تکون فی المسجد لا تدفن رواہ مسلم اور صلوا علی فان صلوتکم تبلغنی حیث کنتم سیطرح تصرف کو افعال الٓہی سے مدار شرک کہتے ہین اور تمام آیات اور احادیث مذکورۂ فصل مین ایک جگہہ بھی یہ لفظ نہین ہے، اور ایسا ہی دو قسمون باقیون مین کہ افعال عبادت اور افعالِ عادت پر مدار شرک رکھا ہے بے اصل ہے - اصل مسئلہ افعال کو یاد رکھنا چاہئے کہ بہت جگہ لکہا آمد ہے اور وہ یہ ہے کہ بہ نسبت جن افعال کے خصوصیت مع الطلب وارد ہوئی ہے یعنی جن افعال کو بندون سے خاص واسطے اپنے طلب فرمایا ہے وہ افعال بھی دوسرے کے لئے کرنے شرک نہین ہین جب تک کہ اعتقادِ الوہیت نہو اگرچہ ممنوع ہون اور قید طلب باختصاص کی اسلئے ہے کہ بعض صفات وافعال خاص ہین واسطے خدا کے مگر طلب نہین ہے جیسے اِنِ الۡحُكۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ ط کہ اختصاص حکم بخدا ہے مگر یہ بات نہین کہ خاص مجھی کو حاکم کہو اور کو نہین اسلئے کہ خصوصیت طلب کی بے منع طلب کے غیر سے نہین ہوتی ہے اور مثل اِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ کہ خصوصیت استعانت بخدا ہے مگر طلب نہین یعنی خاص مجھ ہی سے طلب کرو دوسرے سے نہین اسلئے کہ خصوصیت طلب بے منع طلب غیر سے نہین ہوتی - تمام ہوا ترجمہ مقدمہ بدایہ مکیہ کا - اور شاہ ولی اللہ صاحب نے فوز الکبیر مین لکھا ہے مشرک آنست کہ غیر خدا را صفات مختصہ بخدا اثبات نماید مثل تصرف بارادہ کہ تعبیر ازان بکن فیکون می شود یا علم ذاتی غیر از اکتساب بحواس ودلیل و منام والہام و مانند آن یا ایجاد یا شفاء مریض یا لعنت کردن شخصے و ناخوش بودن از و تا بسبب آن کراہیت تنگدست یا بیمار یا شقی گردد یا رحمت فرستادن بر شخصے تا بسبب آن رحمت فراخ نعمت و صحیح بدن وسعید باشد و این مشرکان در خلق جواہر و تدبیر امور عظام ہیچ یکے را شریک نمی دانستند وچون خدا تعالی برائے کارے ارادہ فرماید ہیچ یک قدرت مخالفت اثبات نمی کردند بلکہ شرک ایشان در امور خاصہ بعضے بندگان بود گمان میبردند مانند آنکہ بادشاہ عظیم بندگان خاص خود را باطراف ملک می فرستد وایشان را در امور جزئیہ تا وقتیکہ صریح حکم بادشاہ نرسد مختار و متصرف میدارد و خود بامور جزئیہ بندگان نمی پردازد و حوالہ سائر بندگان بایشان میکند و شفاعت ایشان در باب خادمان و متوسلان ایشان قبول می نماید ہمچنین حق تعالی بعضے بندگان را

خلعت الوہیت دادہ و رضا و سخط ایشان در سائر بندگان اثر می کند پس واجب می دانستند تقرب
بآن بندگانِ خاص تا شائستگی قبول ملک مطلق حاصل شود و شفاعت برائے ایشان در مجاری
امور درجۂ پذیرائی یابد و بملاحظۂ این امور سجدہ و ذبح برائے ایشان و استعانت در امورِ ضروریہ بقدرت کلی
فیکونِ ایشان می نمودند و صورتہا از سنگ و صفر و روئین برائے ایشان تراشیدہ قبلہ توجہ بآن ارواح
ساختند و جاہلان رفتہ رفتہ آن سنگہا را بذاتہ خود خدا انگاشتند فقط اور مانند اسیکے ہے حجۃ اللہ البالغہ مین
بیچ حال مشرکون کے ذہبوا ان الصالحین من قبلہم عبدوا اللہ و تقربوا الیہ فاعطاہم اللہ
الالوھیۃ فاستحقوا العبادۃ من سائر خلق اللہ الخ فنصبوا علی اسمائہم احجارا و جعلوھا
قبلۃ عند توجہہم الی ہؤلاء فخلف من بعدہم خلف فلم یفطنوا الفرق بین الاصنام
و بین من ھی علی صورتہ فظنوھا معبودات بعینہا ولذلک رد اللہ تعالی علیہم تارۃ
بالتنبیہ علی ان الحکم والملک للہ خاصۃ و تارۃ ببیان انہا جمادات اَلَھُمْ اَرْجُلٌ یَّمْشُوْنَ
بِھَا اَمْ لَھُمْ اَیْدٍ یَّبْطِشُوْنَ بِھَا اَمْ لَھُمْ اَعْیُنٌ یُّبْصِرُوْنَ بِھَا اَمْ لَھُمْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ
بِھَا الخ اور اسیطرح شاہ عبد العزیز صاحب نے بیچ فتح العزیز کے لکھا ہے کہ استعانت بغیر یکہ توہم استقلال
انگیز در وہم و فہم ہیچکس از مشرکین و موحدین نباشد بلا کراہت جائز است الخ اور بیچ افراط استعانت
کے لکھا ہے کہ ملائکہ و ارواح انبیاء را در پردہ صور و تماثیل و قبور و تعزیہ ہا معبود سازد و زن و فرزند و خدمت
و منصب از ایشان باستقلال درخواست و شفاعت و عرض ایشان در جناب او تعالی واجب القبول
داند گو مکروہ انتخاب باشد فقط و قیہ از انجملہ کسانیکہ در دفع بلا دیگر از امیخواہند و ہمچنین در تحصیل منافع
بدیگران رجوع نمایند بالاستقلال نہ اینکہ توسل بآن دیگران نمایند و قیہ بخشیدن فرزند و توسیع رزق و
شفاء امراض و مانند آن را مشرکان نسبت بارواح خبیثہ و اصنام می نمایند و کافر می شوند و موحدان
از تاثیر اسماء الٰہی یا خواص مخلوقات او میدانند از ادویہ و عقاقیر و یا دعاے صلحاے بندگان او کہ ہم
از جناب او در خواستہ انجاح مطالب می کنانند می فہمند و در ایمانِ شان خلل نمی افتد اور تفسیر آیۃ
وَمَا كَفَرَ سُلَیْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّیٰطِیْنَ كَفَرُوْا یُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ مین لکھا ہے کہ علماے امت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک اور کفر کو سحر سے دور کر کے استعمال کیا ہے۔ اصلاح پہلی قسم کی دعوت علوی
ہے کہ ملائکہ علویہ کو باستعانت اسماء الٰہی اور آیات قرآنی مسخر کرتے ہین اور اصلاح قسم دوم عزیمت

اور دعوت سفلی ہے کہ موکلان زمین اور جنات کو باستعانت اسما اور آیات بے شائبہ کفر و شرک اور
تعظیم غیر خدا بحکومت اور غلبہ مسخر کرتے ہین اور اصلاح تیسری قسم کی حاصل کرنا ربط کا ہے ساتھ
ارواح پاک صلحا اور اولیا کے کہ اکثر اوسی مذہب کے عمل مین لاتے ہین اور حاجتون مین اپنی اور دیگر
خلق اللہ کے منتفع ہوتے ہین اور طریقہ اوسکی تحصیل کا طہارت اور تلاوت اور پہونچانا ثواب عبادت
واسطے ارواح کے منظور رکھتے ہین اور اصلاح پانچوین قسم کی عقد ہمت ہے کہ مشائخ عظام سے
واسطے حل مشکلات کے واقع ہوا ہے اور وہ بسبب استغراق کے بیچ ملاحظہ کسی نام کے اسمائے
الٰہی سے حاصل ہوتا ہے کہ سراسر مبنی اوپر پاکیزگی روح اور ترقی روح کے ناپاکیون دنیا سے ہے
اور اصلاح چھٹی قسم کی عمدہ ہے بیچ خواص آیات اور اسماء الٰہی کے اور نقشون اور عددون اوسکی اور
ترکیب دینے بعض کو ساتھ بعض کے اور پر کرتے اوقات مبارک کو کا غذون مختلف اور تختیون متفق
الخواص کے تا کوئی مطلب نیک حاصل کرین جیسا کہ کتب تعویذات اور خواص اسما اور سور قرآن
مین ساتھ قید اور شرطون کے ہے اور کتب تکسیر مین شرح اور بہ نسبت اِس علم کے بیچ خواص اور
چیزون کے عنصریات سے اور خواص بروج اور درجات شرف و بال سے بھی نظر کرتے ہین اور
ذکر اللہ بھی اوسکے ساتھ ملاتے ہین۔ خلاصہ یہ کہ وجہ حرام ہونے سحر کی یہ ہے کہ منجر بکفر اور شرک
ہوتا ہے اعتقاد تاثیر کواکب اور ارواح مدبرہ اور خبیثہ شیاطین سے اور بسبب التجا کے طرف
غیر خدا کے اور منہمک ہونے اسباب مین اسطرح پر کہ خدا سے غافل ہو جاوین جب یہ برائی جاتی
رہے پس مدار حلت اور حرمت عرض پر ہے اور اسی تفسیر مین ہے وَمَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ یعنی مقرر کرتے ہین سوا خدا کے کہ منعم حقیقی اور محبوب بالذات سواے اوسکے دونو جہان مین
کوئی نہین اَنْدَادًا شریک حالانکہ اسقدر دلائل روشن مانع اِسکے ہین کہ کوئی برابر اوسکے نہین ہو سکتا
اگرچہ ایک کوئی ہو نہ کہ اسقدر انبوہ معبودون کا پھر فقط اعتقاد ہونے پر اکتفا نہین کرتے بلکہ ہر
چیز مین برابر خدا کے کرتے ہین یہانتک کہ يُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ دوست رکھتے ہین اونکو مانند
دوستی خدا کے اور حق تعالی کو بالذات اور بالاصالت دوست رکھنا چاہیئے اور جو کچھ سوا اوسکے
ہے یا اوسکے حکم سے محبوب ہے مانند انبیا اور صلحا کے یا یہ کہ اوسنے وسیلہ حاجت ادا سے اوسکے کا کیا ہے
الخ اور بعضے لوگ ارواح مدبرہ اور ملائکہ موکلہ کو مخلوقات پر یا ارواح انبیا اور اولیا اور عباد اور علما کو

نفی ہے دوسرے کی نفی لازم نہین آتی اسیلئے اظہار غیب اولیا پر جائز ہے اور واقع جیسے حضرت موسیٰ
کی ماں کے حق مین فرمایا ہے اِنَّا رَادُّوْہُ اِلَیْكِ وَجَاعِلُوْہُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اور بعض قدمائے مفسرین
اہل سنت کہتے ہین کہ مراد غیب سے لوح محفوظ ہے اور اطلاع لوح محفوظ سوائے پیغمبر کے کسیکو حاصل نہین
ہوتی اور یہ کلام درست نہین ہے۔ اول اسلئے کہ باخبار صحیح روایت ہے کہ خصوصیت اس امر کی ساتھ حضرت
اسرافیل کے ہے اور وہ رسول نہین ہین دوسرے یہ کہ اطلاع مضامین لوح محفوظ پر بلکہ مطالعہ نقوش
اسکے کا بعض اولیا سے بتواتر منقول ہے انتہی خلاصہ تفسیر عزیزی آور مرقاۃ مین ملا علی قاری نے
لکھا ہے للغیب مبادی ولواحق ولا یطلع علیه ملك مقرب ولا نبی مرسل واما اللواحق
فهو ما اظهره الله تعالى على بعض احبائه وخرج ذلك عن الغيب وصار غيبا اضافيا
وذلك اذا تنور الروح القدسية وازداد نورها واشراقها بالاعراض عن ظلمات
عالم الحس وتجلية القلب عن صداء الطبيعة والمواظبة على العمل والعلم وفيضان
الانوار الالهية حتى يقوى النور وينبسط فى فضاء قلبه فتنعكس فيه النقوش
المرتسمة فى اللوح المحفوظ ويطلع على المغيبات ويتصرف فى الاجسام السفلية بل يتجلى
حينئذ الفياض الاقدس بمعرفته التى هى اشرف العطايا فكيف بغيرها انتهى اب ترک
نہونے اس مضمون پر کہ جو امر کل ہوگا فلان شخص جانتا ہے ایک حدیث بیان کیجاتی ہے کہ کچھ عورتین
گاتی بجاتی تھین اور پیغمبر خدا کے سامنے ایک عورت نے یہ گایا وفینا نبی یعلم ما فی الغد فقال
دعی هذه وقولی بالذی کنت تقولین پس اس حدیث مین کچھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
اسکو شرک نہین فرمایا نہ اسکو حکم توبہ اور تجدید ایمان کا کیا پھر شرک ہونا کیونکر ثابت ہوا سوائے
اسکے کہ اپنی عقل سے جو چاہتے ہین کہتے ہین آور منع فرمانا رسول خدا صلعم کا اس وجہ سے تھا کہ وہ
حالت لہو ولعب مین مدح رسول اللہ صلعم کہ قسم عبادت سے ہے کرنے لگین اس سبب سے منع فرمایا اور
اگر شرک ہوتا تو توبہ اور تجدید ایمان کا حکم فرماتے بلکہ خود حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے عُلِّمْتُ علم الاولین والآخرین اور خفاجی نے شرح شفا مین لکھا ہے فلعله كان
اٰخر احواله بعد انقطاع عرض جبرئيل له پس جب علم اولین اور آخرین حاصل تھا تو علم غد کی کیا
اصل ہے پس ممانعت صرف واسطے ملانے مدح وثنائے رسول ثقلین ہے ساتھ لہو ولعب کے اور

شرک نہین ہوتا تا بیا تحقہ ثابت کرنے علم ذاتی کے واسطے غیر خدا کے اور غیب اضافی مخصوص بخدا ہی نہین ہے بلکہ غیب مطلق پر بھی اظہار رسول مرتضیٰ ثابت ہے اور حدیث اذا سألت فاسئل الله واذا استعنت فاستعن بالله مشکوۃ کے باب توکل مین ہے اسکو شرک سے کچھ علاقہ نہین جو ذکر کرتے ہین اور اگر یہ معنی ہون کہ کسی سے سوال کرنا کسی بات کا یا مدد چاہنی شرک ہے تو کوئی مسلمان شرک سے نہین بچتا ہے نہ صحابہ رض نہ اہل بیت اسلئے کہ سب استعانت طباخ اور موچی اور طبیب اور درزی وغیرہ سے کرتے ہین اور اسیطرح سوال نوکری کا یا اُجرت پر لگانے یا اور شیا کا اپنے بھائی بیٹے خدمتگار وغیرہ سے کرتے ہین چاہیئے سب شرک ہوجائین یہ فہم انکا غلط ہے استعانت اور سوال کسی سے بے اعتقاد الوہیت شرک نہین ہے اور ایسے ہی حدیث لیسأل الله احدکم حاجته کلها حتی یسأله ملحا وحتی یسأل شسع نعاله اذا انقطع اس حدیث سے بھی یہ ثابت نہین ہوتا کہ کسی سے حاجت طلب کرنی شرک ہے ورنہ جوتی طلب کرنی موچی وغیرہ سے اور نمک طلب کرنا بقال وغیرہ سے شرک ہوتا اور یہ سب وہابی مشرک ہوتے اسلئے کہ یہ سب چیزین اکثر لوگ باہم طلب کرتے ہین کوئی اقتصار طلب خدا تعالیٰ پر نہین کرتا بڑے وعظون کو دیکھا ہے کہ جب جوتی کھو لی گئی ہے تو بطلب نعلین ننگے پانو دوڑے ہین یہ نہین دیکھا کہ بیٹھے خدا سے طلب کرین اور ایسی ہی حدیث لما نزلت وانذر عشیرتک الاقربین دعی النبی صلی الله علیه وسلم قرابته فخص فقال یا بنی کعب انقذوا انفسکم من النار فانی لا املک لکم من الله شیئا الخ وقال یا فاطمة انقذی نفسک من النار سلینی ما شئت من مالی فانی لا اغنی عنک من الله شیئا کا ترجمہ کرتے ہین کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم نے ”ن نہین کام آونگا الله کے ہان تمہارے کچھ اور یہ سراسر غلط ہے لا املک اور لا اغنی کے معنی یہ نہین ہین کہ پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم اپنے ذوی القربیٰ اور امت کے کچھ کام نہ آوینگے خدا کے روبرو چنانچہ تفسیر عزیزی مین یہ روایت موجود ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے اول من اشفع من امتی اہل بیتی ثم بنو ہاشم ثم الاقرب فالاقرب من قریش اور صحیح بخاری اور مسلم مین موجود ہے روایت حضرت عباس رض سے قال قلت یا رسول الله هل اغنیت عن عمک فانه یحوطک و یغضب لک قال نعم هو فی ضحضاح من نار ولولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار پس کام

آنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ذوی القربیٰ کافر کے واسطے بھی ثابت ہے مگر یہ قرن شیطان کا مذہب
اور طریقہ انکا تحقیر اور توہین انبیا اور صلحائے مومنین ہے اپنی عقل سے خلاف آیات اور حدیث
کے کہتے ہین بلکہ اصل یہ ہے کہ ہر ایک علاقہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بکار آمد ہے جیسا کہ
شفا قاضی اور دیگر کتب حدیث مین حضرت ابو بکر صدیق رضہ سے روایت ہے کہ معرفۃ آل محمد
براءۃ من النار وحب آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم جواز علی الصراط والولایۃ لآل محمد
امان من العذاب اور معنی لا املک من اللہ اور لا اغنی من اللہ کے یہ ہین کہ جیسے کوئی وزیر عاقل
اور بکمال معتمد بادشاہ اور مقبول القول کسی مجرم سے یہ کہے کہ مین مالک حکم بادشاہ پر نہین ہون کہ
اُسکے حکم کے برخلاف کر سکون اور تمکو برخلاف حکم بادشاہ بری کر دون مین مطیع حکم ہون مالک حکم
بادشاہ ہے مجھے نہین معلوم کہ وقت حکومت کیا حکم کرے اُسکو اختیار ہے جو چاہے حکم دے قابل
رہائی کو چاہے قید کرے اور قابل قید کو چاہے چھوڑ دے وہ حاکم ہے پس یہ کہنا وزیر کا اُسکی عالی
حوصلگی اور بکمال عقلمندی پر دلیل ہے کہ باوجود قبولیت اور اعتماد بادشاہ ہماہمی کا کلمہ نہ بولا نہ یہ کہ
وزیر کو اپنے منصب وزارت اور عرض و معروض مقدمات مین کچھ دخل نہین ہے اور اعتماد مین کچھ خلل
ہے ایسا کوئی بیوقوف سے بیوقوف بھی نہین سمجھتا ہے چنانچہ اکثر مختار لوگ رئیسون کے جو عالی
حوصلہ ہین اسیطرح کہتے ہین مگر لوگ یہ نہین سمجھتے کہ یہ بیدخل ہین اور انکی سعی سے کچھ نہین ہو سکتا
اور انکو بار اسے عرض و معروض نہین ہے بلکہ یہی کہتے ہین کہ اگر یہ سعی اور عرض کرین تو یہ کام ممکن
ہے اور دیکھین کہ بعد نزول اس آیت کے اور اسطرح فرمانے جناب رسالت مآب کے کونسی صحابہ نے
تعظیم کم کی اور طلب دعا و مغفرت اور حاجات مین کب آپ کی طرف رجوع نہ کی اسلئے کہ یہ معاملہ
ابتدائے نبوت کا ہے - اور ایسے معنی ہی حدیث واللہ لا ادری وانا رسول اللہ ما یفعل
بی ولا بکم ہین اسلئے کہ بہت آیتون اور حدیثون سے مغفرت جناب رسالت مآب اور علو مقامات
ثابت ہے پھر کہنا کہ نہین معلوم مجھے کہ کیا کیا جاوے ساتھ میرے مطلع کرنا ہے اس بات پر کہ حق
تعالی احکم الحاکمین ہے جو چاہے کرے کوئی اُسپر حاکم نہین اگر جنتیون کو دوزخ مین اور دوزخیون کو
جنت مین داخل کرے کوئی اُسکو مانع نہین ہو سکتا ہے اگرچہ بسبب وعدہ یہ نہین ہو سکتا مگر بحسب
قدرت و اختیار ممکن ہے ابعد یہ حدیث مشکل اور مجہول المحمل ہے علما کے نزدیک ایسی حدیث سے استدلال

درست نہین ہے اور اسیطرح آیت وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَاۗءَ مَا نَعْبُدُھُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَآ
اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ط کا ترجمہ غلط کرتے ہین اور کہتے ہین جو کوئی کسیکو اپنا حمایتی سمجھے گو کہ یہ جانے کہ اسکے سبب
سے خدا کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے وہ مشرک ہے اور ظاہر ہے کہ انکار ولی پکڑنے پر اور عبادت کرنے پر
واسطے حصول نزدیکی خدا ہے اور لیقربونا متعلق ہے ساتھ نعبد کے اب لیقربونا کو متعلق کرتے ہین ساتھ
اتخذوا کے اور نعبد کو درمیان سے گم کرتے ہین اور مطلب یہ ہے کہ مشرک عبادت اپنے معبودون کی
کرتے تھے اور اسکو سبب قرب الٰہی کہتے تھے انکار عبادت پر ہے اور لفظ من دون اللہ کا ترجمہ کمتر خدا
سے کرتے ہین اور کہتے ہین کہ مشرک بھی بتون کو کمتر خدا سے سمجھتے تھے برابر خدا کے نہین جانتے تھے
فقط یہ افعال ہی سجدہ اور طواف اور نذر وغیرہ کرتے تھے اور آیۃ وَمَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا
سے ابطال قول انکا ظاہر ہے کہ لفظ من دون اللہ اور انداداً دونو موجود ہین اگر مراد کمتر سمجھنا ہوتا تو
انداداً کیونکر ہو سکتا تھا اور محبوبیت اور شفاعت خواص مومنین اور تفویض امور اور تصرف کو ساتھ
انکے شرک کہتے ہین اور نہین سمجھتے کہ یہ باتین بے اعتقاد الوہیت کسی مین سمجھنی شرک نہین ہین
مشرکین بتون سے اعتقاد الوہیت رکھتے تھے جیسا کہ آیۃ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ ھُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ
اور قَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ ھُوَ اور مثل اسکے بہت سی آتین ہین کہ مشرک بتون کو اِلٰہ سمجھکر انکی
عبادت کرتے تھے جسکے رد کے واسطے قرآن نازل ہوا چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ مین لکھا ہے
ثُمَّ خَلَفَ مِنْۢ بَعْدِھِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فحملوا الالفاظ المستعملۃ
المتشبۃ علی غیر محلہا کما حملوا المحبوبیۃ والشفاعۃ التی تثبتہما اللہ تعالی فی قاطبۃ الشرائع
لخواص البشر علی غیر محلہما کما حملوا صدور خرق العوائد والاشراقات علی انتقال العلم
والتصرف لاقتضیان الی ھذا الذی یری فیہ والحق ان ذلک کلہ یرجع الی قوی ناشیۃ
او روحانیۃ تعد لنزول التدبیر الالٰہی علی وجہ ولیس من الایجاد والامور المختصۃ
بالواجب فی شیٔ فقط اور اسیطرح کہتے ہین دور و نزدیک برابر سننا خاصہ خدا کا ہے حالانکہ حق تعالی کو
کسی سے قرب و بُعد مکانی ممکن نہین اسلئے کہ وہ جسم نہین البتہ قرب و بعد باعتبار رضامندی ہے یہ کلام
ہی بیمعنی اور لغو ہے اور مطلع ہونا ارواحون کا برزخ مین بخوبی ثابت ہے تفسیر عزیزی مین لکھا ہے کہ روح
را قرب و بعد مکانی مانع این دریافت نمی شود اور حدیث صحیح موجود ہے صلوا علیّ فان صلوٰتکم

تبلغنی حیث کنتم سے ثابت ہے کہ ہر جگہ سے کہ درود پڑھا جاے آپکے پاس پہونچتا ہے اور بعض
حدیثون مین ہے کہ جب عورت انکار کرتی ہے اپنے خاوند سے تو فرشتے لعنت کرتے ہین اسپر صبح تک
پس ظاہر ہے کہ فرشتے مطلع ہوتے ہین جب لعنت کرتے ہین اور ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح
مشکوۃ مین لکھا ہے کہ قال القاضی وذلك ان النفوس الزکیة القدسیة اذا تجردت
عن العلائق البدنیة عرجت واتصلت بالملاء الاعلیٰ ولم یبق لها حجاب فتری
الکل کالمشاهد بنفسها او باخبار الملك وفیه سر یطلع علیه من تیسر له ذلك اور
حدیث السید ہو اللہ مین صاف ظاہر ہے کہ کسیکو سید کہنا گویا اللہ کہنا ہے شرک ہوتا ہے اسم ذات
کے ساتھ اور خود مولوی اسمٰعیل صاحب نے لکھا ہے کہ سید کے دو معنی ہین ایک یہ کہ مالک اور مختار
ہو محکوم کسیکا نہو جو چاہے کرے ان معنون کر سوائے خدا کے کسیکو سید کہنا درست نہین ہے
اور دوسرے یہ کہ اور لوگون سے ممتاز ہو پس ان معنی کر پیغمبر خدا صلعم کو سید عالم کہنا اور جاننا
ضرور ہے پس جب یہ قاعدہ درست ہوا کہ الفاظ مشترکہ مین ارادہ شرط ہے وہ معنی کہ سوائے خدا کے
مخلوق مین ممکن ہون بولنا درست ہے پس لفظ عبد مین عموما کیونکر شرک رہا کہ عبد الرسول اور
عبد النبی جو کوئی نام رکھے مشرک ہے اسلئے کہ عبد الدرہم اور عبد الدینار اور عبد العصا زبان عرب
مین مستعمل ہے اور شیخ محمد عابد سندی انصاری رحمہ اللہ نے کہ علماے محققین سے ہین اسباب مین رسالہ
لکھا ہے اور مستحسن رکھا ہے اس نام کو اسلئے کہ الفاظ مشترکہ بے اعتقاد اور نیت اور اقرار کے باعث
شرک نہین ہو سکتے ہین کہ شریعت مین مجاز اور کنایہ اور استعارہ معتبر ہے اور اسی جگہ سے ہے کہ
اسمائے پیغمبر خدا صلعم کے مثل رؤف اور رحیم اور مومن اور عزیز اور حق اور عظیم اور خبیر اور شکور اور
شہید اور سوا اسکے کہ احادیث صحیحہ مین وارد ہین بہت ہین اور شرک نہین ہین - اور اب معنی الٰہ کہ مدار
شرک اسپر ہے معلوم کرنے چاہئین پس لفظ الٰہ شرع مین بمعنی معبود برحق اور واجب لذاتہ ہے کہ
متصف بجمیع صفات کمال اور منزہ سب نقصان سے ہو جیسا کہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے الالٰه هو
المعبود سواء عبد بحق او باطل ثم غلب استعماله علی المعبود بحق اور تفسیر حقانی مین ہے
الالٰه اسم لذات المعبود فهو ان لوحظ فیه المعنی لم یقصد فلذلك لا یوصف به ثم
غلب علی المعبود بالحق اور اسی تفسیر حقانی مین امام غزالی رح سے نقل کیا ہے الالٰه هو الموجود

الازلی لابدی الواجب لذاته المنزہ عما لا یلیق به الموحد لغیرہ پس شرک شریعت مین
نہین ہے مگر شریک کرنا غیر خدا کا ساتھ خدا کے الوہیت مین خواہ الوہیت بمعنی استحقاق العبادۃ ہو خواہ
بمعنی وجوب وجود جیسا کہ شرح عقائد نسفی مین ہے الاشراك هو اثبات الشريك في الالوهية
بمعنى وجوب الوجود كما للمجوس او بمعنى استحقاق العبادة كما لعبدة الاصنام اور یہی شرک
کفر ہے اور غیر مغفور برخلاف عقیدہ وہابیہ کہ ایک شرک اعلی اور ایک ادنی کہتے ہین اور شرک اعلی کی
چار قسمین کہتے ہین اور شرک ادنی کی کوئی قسم نہین بیان کرتے نہ کچھ حال کہتے ہین بجز اسکے کہ
سوائے ان چار قسمون کے اور شرک ادنی ہین یہ ایک شریعت جدیدہ ہے برخلاف دین اسلام عیاذاً
باللہ منہا۔ اور اسیطرح باب شرک مین نقل کرتے ہین حدیث لا تقولن احد کم ما شاء الله و
شاء فلان اور اس حدیث مین یہ نہین فرمایا کہ یہ شرک ہے بلکہ کہا ہے خفاجی نے شرح شفا مین هذا
النهي تنزيهي لرعاية الادب بالواو الموهمة للتساوي اور شرح حدیث بئس خطيب القوم
انت مین لکھا ہے امر النبی صلعم الخطيب بالافراد لئلا يوهم كلامه التسوية والمخاطب
الوفد الذي قرب عهده بالاسلام ومثله قوله لا تقولوا ما شاء الله وشئت اولانه
يفهم منه التساوي فيختص بمن كان حاله كذلك ويقويه هذا الاحتمال حديث
ابی داود الذی علم فیه النبی صلعم امته کیف خطبة الحاجة انتہی خلاصة اور حجۃ البالغہ مین
ہے کہ نفی عدوی کچھ نفی اسکی اصلیت کی نہین ہے بلکہ اسکو سبب مستقل جانتے تھے اور توکل بھولگئے تھے
اور ہامہ فتح باب شرک تھا اور ایسا ہی غول پس منع کیا اشتغال ہے ساتھ ان کامون کے نہ یہ کہ انکی
کچھ اصل نہین اور ایسی ہی کہانت ہے کہ ممانعت اس سے بسبب فساد مظنہ شرک ہے اور ایسی ہی
انواء و نجوم ہے اشتغال اسکے ساتھ منع ہے بسبب مظنہ کفر کے نہ یہ کہ انکی کچھ اصل نہین ہے۔ اور اسیطرح
منع فرمایا ہے آنحضرت صلعم نے دیکھنے توریت اور انجیل سے کہ وہ محرفہ ہین اور مظنہ عدم تکمیل و تعظیم قرآن
ہے اور ایسی ہی ممانعت رقیہ اور تمائم سے جس حدیث مین ہے مراد اس سے وہ رقیہ و تمائم ہین کہ
جن مین شرک ہے نہ وہ جنمین کچھ شرک نہین خصوصاً جب آیات قرآنی اور عجز سے آگے خدا کے ہو اور
ایسی ہی طیرہ ہے کہ اصلیت اسکی بے اصل نہین ہے مگر بسبب پیدا ہونے وسواس اور مظنہ کفر کے منع
فرمایا ہے اسمین مشغول رہنے کو اور اسکے عمل مین لانے کو اور ایسے ہی ثابت ہے حدیث شومی عورت

اور ظفر اور گھوڑے مین آور ایسے ہی عین انسان اور نظر جن اور وجہ ممانعت اشتغال ایسے کامون پر بسبب پیدا ہونے وسواس اور مظنہ شرک و فساد ہے نہ عدم اصلیت ان چیزون کی انتہی ترجمۃ حجۃ اللہ البالغہ ملتقطاً اور وجہ ثبوت اصلیت ان چیزون کی بھی اُسمین لکھی ہے جسکو منظور ہو دیکھے پس بعض چیزونپر انمین سے جو لفظ شرک وارد ہوا ہے جیسے تولیہ اور رقیہ اور تمائم کو شرک کہا ہے حدیث ابوداود مین سو شرک سے مراد افعال مشرکین ہین جیسے کہا ہے شیخ محدث نے معنی حدیث مین کہ آن عملہا شدین سودے بردا ہو شرک سے اور محتاج اسکے نہین کہ دفع امراض مین تمسک کر دساتھ افعال مشرکین کی کہ اکثر منتر اُس زمانہ کے متضمن شرک تھے بسبب مشتمل ہونے کے اسماء شیاطین پر اور ملا علی قاری کہتے ہین کہ مراد شرک سے اعتقاد اسکا ہے کہ یہ سبب قوی ہے اور اسیکے لئے تاثیر ہے پس یہ شرک خفی ہے اور اگر اعتقاد کرے کہ فقط وہی مؤثر ہے تو شرک جلی ہے اور ابوداؤد مین ہے الطیرۃ شرك لکن یذھبہ اللہ بالتوکل پس اگر حقیقۃً شرک ہوتا تو توکل سے کیونکر دفع ہوتا۔ پس اطلاق شرک اس جگہ مجازاً ہے کہ افعال مشرکین اور اُن افعال کو کہ جنین بسبب اعتقاد بد مظنہ شرک تھا شرک فرمایا ہے نہ یہ کہ یہ افعال حقیقۃً شرک ہین جیسے اکثر افعال مثل نماز اور صبر اور حیا وغیرہ کو ایمان یا شعبہ ایمان فرمایا ہے مجازاً اگر بے اعتقاد توحید اور رسالت اور معاد کے کہین کوئی علمائے سلف سے قائل مومن ہونیکا فقط ان افعال سے نہین ہوا اسلئے کہ منافقین عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز روزہ اور جہاد ہمراہ رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کرتے تھے مگر مسلمان نہ تھے اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ فرمایا ہے اور اسیطرح فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یعنی عطف کیا ہے عمل صالح کو ایمان پر اور معطوف اور معطوف علیہ متغائر ہوتے مین ایک نہین ہوتے پس معلوم ہوا کہ عمل صالح غیر ایمان ہین اور اسیطرح اکثر ناسمجھ شریون کو معنی بدعت مین اشتباس واقع ہوا ہے اول یہ کہ ہر بدعت کو ضلالت کہتے ہین اور یہ غلط ہے اسلئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کو نعمت البدعۃ ہذہ کہا ہے پس معلوم ہوا کہ ہر بدعت قبیح اور ضلالت نہین ہے بلکہ حسن بھی ہے جیسے تراویح اور اسیطرح حدیث ترمذی اور ابن ماجہ مین ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے من ابتدع بدعۃ ضلالۃ لایرضاھا اللہ ورسولہ کان علیہ من الاثم مثل اثام من عمل بھا یعنی جسنے نکالی بدعت ضلالت کہ نہین پسند کرتا اُسکو خدا اور رسول اُسکا ہوگا اوپر اُسکے گناہ مثل گناہون عمل کرنیوالون

حاشیہ: فال بد و شگون ... ہے ... اللہ ... ۱۲ منہ

حاشیہ: تحقیق ... بر تر ... ۱۲ منہ

حاشیہ: جو اکثر ... ایمان ... اور ... ۱۲ منہ

بیان بدعت

کے اسپر پس بدعت ضلالت کہنے سے ثابت ہوتا ہے کہ غیر ضلالت بھی ہین کہ خدا ورسول اُنسے راضی
ہین جیسے تراویح وغیرہ مثل ترتیب اور کتابت قرآن اور تصحیح وتدوین حدیث ﷲ الحمد دوسرے یہ کہ جو امر قرون ثلثہ
مشہود لہا بالخیر مین مروج ہوا ہو وہ قطع نظر حسن وقبح امر سے بدعت نہین ہے اور جو بعد قرون ثلثہ
نکلا وہ بدعت ہے اور یہ سراسر غلط ہے اسواسطے کہ تراویح کو حضرت عمرؓ نے بدعت کہا اور وہ زمانہ
صحابہ تھا پس قرون ثلثہ مین بدعت ثابت ہے اور قید رواج بھی مخالف حدیث ہے کہ فرمایا ہے
اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم یعنی اصحاب میرے مثل ستارون کے ہین جسکی پیروی
کروگے راہ یاب ہوگے اور اگر یہ بات صحیح ہو کہ جو کچھ قرون ثلثہ مین نیا نکلا وہ بدعت نہین تو چاہئے
کہ مذہب نواصب وخوارج اور روافض اور مرجئہ اور قدریہ اور معتزلہ اور مذہب مخلوق ہونے کلام اللہ
کا یہ سب ضلالت اور بدعت سیئہ نہون باوجودیکہ اتفاق ہے اہل سنت کا کہ یہ سب مذاہب ضلالت
ہین پس قرون ثلثہ مین بدعت حسنہ مثل تراویح اور بدعت ضلالت مثل مذہب شیعہ اور نواصب
دونو موجود ہین اور یہ بات کہ جو کام بعد قرون ثلثہ نکلا وہ بدعت ضلالت ہے مردود ہے حدیث
مثل امتی کمثل غیث لا یدری اولہا خیر ام وسطہا ام اٰخرہا سے یعنی اُمت میری مثل مینہ کے
ہے نہ معلوم کہ اول بہتر ہے یا اوسط یا آخر پس توقع خیر وسط و آخر مین بھی ہے یہ بات نہین کہ بعد
قرون ثلثہ خیر نہین ہی سب ضلالت ہے اور ایسی ہی رد کرتی ہے یہ حدیث من سنّ فی الاسلام
سُنّۃ حسنۃ فلہ اجرہا واجر من عمل بہا ومن سنّ سُنّۃ سیئۃ فلہ وزرہا ووزر
من عمل بہا یعنی جسنے نکالا دین اسلام مین طریقہ نیک واسطے اُسکے ہے ثواب اُسکا اور جو کوئی
عمل کرے اسپر اور جسنے نکالا طریقہ بد پس واسطے اُسکے ہے گناہ اُسکا اور گناہ عمل کرنیوالون کا
اُسپر پس تعمیم من سنّ فی الاسلام سنتہ شامل ہے ہر زمانہ کو اور ایسی ہی دلالت ہے اسپر کہ جو
طریقہ نکلا ہر زمانہ مین نیک یا بد ہوگا بے خصوصیت قرون ثلثہ کے اور دلالت ہے اسپر کہ بدعت
نیک وبد دو تو ہوتی ہین اور قرون ثلثہ کی نسبت جو خیر ہونا فرمایا ہے اُس سے یہ بات ثابت
نہین ہوتی کہ جو کچھہ نئی بات اِس زمانہ مین نکلی وہ بدعت ضلالت نہین ورنہ مذہب نواصب
اور روافض ضلالت نہوتا اور ہونا خیر کا اور نکلنا طریقۂ نیک کا بعد قرون ثلثہ بھی بموجب
احادیث مذکورہ ثابت البتہ پیروی خلفاے راشدین اور صحابۂ کرام کی ہدایت ہے بموجب حدیث

کے اور تابعین اور تبع تابعین کے واسطے یہ بات ثابت نہین ہوتی کہ انکی کل پیروی ہدایت ہو اور بہتری زمانہ سے یہ بات کچھ ضرور نہین ہے کہ اُس زمانہ کے مخترعات بھی سب نیک ہون پس یہ عقیدہ سراسر غلط ہے اب معنی بدعت ضلالت کے کلامِ شارع سے سمجھنے چاہئیں موافق اقوال علمائے اہلِ حق کے تیس صحیح بخاری اور مسلم مین ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد یعنی جسنے نئی نکالی بیچ کام ہمارے اِس کام دین کے وہ چیز کہ نہین ہے اُسمین سے پس وہ مردود ہے اور احداث کے لئے کوئی زمانہ مقرر نہین فرمایا قرونِ ثلثہ ہون یا بعد قرون ثلثہ چنانچہ جملہ اسمیہ دلالت اسی دوام اور استمرار پر کرتا ہے اور اسی وجہ سے عمر رضہ نے تراویح کو بدعتِ نیک کہا اور ایسی ہی تعمیم مُحدث کی ہے لفظِ مَن کے ساتھ کہ کوئی کسی زمانہ مین ہو اور امرِنا ہذا سے مراد امرِ رسالت اور دین ہے بدلیلِ حدیث تابیر النخل کے چنانچہ فرمایا ہے انتم اعلم بامور دنیاکم واذا امرتکم من دینکم فخذوه اور ایسے ہی قصۂ بریرہ مین فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنے خاوند کو اختیار کرے اور جب اُسنے پوچھا کہ یہ حکم رسالت ہے یا سفارش اور صلاح تب فرمایا کہ حکم رسالت نہین ہے مشورت اور مصلحت ہے خواہ قبول کر خواہ نہین۔ اور دین کے معنی جزا کے ہین اور جب پیغمبر کا کام حکم کرنا ایک کام کا ہے اور اُسپر بشارت دینی یا منع کرنا ایک کام کا ہے اور اُسپر ڈرانا جیسے قرآن مین ہے اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ٥ اسلئے احکامِ رسالتِ پیغمبر خدا صلعم کو احکام دین کہتے ہین پس مراد امرنا ہذا سے وہی کام دین کے ہین جو منصبِ رسالت سے فرماتے ہین انہین نئی بات مخالف اُن کامون کے نکالنی بدعتِ سیئہ اور ضلالت ہے اور موافق اور موید انکی بدعت حسنہ ہے اور نئی بات نکالنی کامون رسم اور عادات مباحہ غیرِ دین مین داخلِ بدعت نہین خواہ وہ رسم و رواج کسی قوم کا ہو خواہ کسی شہر کا اسلئے کہ ہر قوم اور ہر ملک مین جُدا جُدا رسوم اور عادات ہین جیسے کھانا شب دیگ کا یا پینا ہر وقت چاء کا عادت اہل کشمیر ہے اور کھانا ارہر کی دال اور خشکہ کا عادت اہلِ بنارس اور مچھلی خشکہ کھانا عادت بنگالیون کی ہے یا پکانا بڑی خشکہ کا شادی مین واسطے مہمانون کے رسم اہلِ خطہ ہے اسیطرح ہر ملک مین کھانے پینے اور لباس اور شادی اور غمی مین ہر ایک قوم کی جدا جدا ایک عادت اور رسم ہے چنانچہ سوات مین اکثر عورتین تنگ پایجامہ

پہنتی ہین اور پورب مین غرارہ دار اور کابل مین اکثر لوگ چھنے اور بمبئی مین اکثر صدریان اور بنگالہ
مین ساڑھیان پہنتی ہین اور کشمیر مین عورتین کرتہ پہنتی ہین اور دہلی اور لکھنؤ مین انگیا کرتی پہننے
کی رسم ہے اس رسم مین کوئی نئی بات نکالنی مخالف رسم قوم بدعت نہین جب تک مخالفِ دین
نہو یعنی لباس متکبرانہ نہو اور اسراف بھی نہو اور سترِ عورت بھی رہے اگر اسکے خلاف ہوگا جو حکم دینہ
ہے تو بدعت سیئہ ہو جاویگا اسیطرح طعام شادی مین رسمین مختلف مین میوات مین شکرانہ ہوتا ہے
اور دہلی مین پلاؤ وغیرہ کی رسم ہے اور مارواڑ مین شیرہ پوری اسمین کوئی امر نکالنا خلاف رسم وعادت
قوم بدعت نہین البتہ جو احکام کھانے سے متعلق ہین از روئے حرمت اور کراہت اگر وہ پائے
جائینگے کسی ترکیب مین مثل غرا ور سمعہ اور تکبر کے تو بدعت سیئہ ہے جیسے تاڑی پورب مین
اور ربڑی جو مثل دلیہ کے میوات مین کھاتے پکاتے ہین بدعت نہین۔ اسقدر یاد رکھنا چاہیے
کہ رسم اور رواج مباحہ مین کوئی بات نئی نکالنی مخالف رسم کے بدعت نہین جب تک مخالف حکم
دین نہو۔ اور احداث یعنی نیا نکالنا ہر امر مین دو طرح ہوتا ہے ایک یہ کہ جو اصل مراد اُس کام سے
ہے فوت ہو جاوے مثلاً قینچی کہ مطلب اُس سے کترنا کپڑہ و کاغذ وغیرہ کا ہے اگر کوئی ایسی ترکیب
نکالے کہ اُس سے کچھ کترا نہ جائے اور مطلب اصلی اُس سے جو تھا مفقود ہو تو اُسکو قینچی نہین کہینگے
گو صورت قینچی کے کچھ باقی رہے۔ دوسرے یہ کہ جو مراد اُس سے ہے وہ بوجہ احسن ظہور مین آئے مثلاً
قینچی ایسی ترکیب کی نکالے کہ دونو حلقے باہم ملکر مختصر ہو جائین اور کترنے کپڑے وغیرہ مین بہت
چاق ہو تو بہت تحفہ قینچی کہینگے جیسے معالجہ اصول یونانی مین پہلے مسہل سقمونیا اور ایلوے وغیرہ
کا تھا بعدہ نقوع املتاس مع سنا وغیرہ نکالا مگر اسکو مخالف اصول یونانی نہین کہتے اسلئے کہ تنقیہ
اخلاط جو اُس سے مقصود تھا اس سے بخوبی حاصل ہے پس جب احداث دو طرح کا تھا اسلئے
جناب رسالت مآب قائل اوتیتُ جوامع الکلم نے اُس احداث کو مشرح کیا اور فرمایا ما لیس منہ
اگر یہ نفرماتے تو کل محدثات مثل تراویح وغیرہ بدعت سیئہ ہوتی اب ما لیس منہ کہنے سے معلوم ہوا
کہ جو کچھ مخالف امرِ دین نہین ہے بلکہ موافق اور موئد ہے جیسے تراویح اور فقہ اور نحو اور طرق ذکر اور
شغل اور مراقبہ اور محاسبہ کے وہ مقبول اور نیک ہین اور جو کام مخالفِ امر دین ہے جیسے مذہب
روافض اور خوارج اور دیگر اہل بدع اور اہوا کا وہ نامقبول اور مردود ہے اور غلط ہوئی یہ بات کہ

ہر نیا امر موافق امر دین ہو یا مخالف وہ بدعت سیئہ ہے اسلئے کہ اگر یہ مطلب ہوتا تو ماليس نفرماتے
من احدث فی امرنا ھذا الخ ردکا فی تھا لیس مراد لیس منہ سے وہ ہے کہ موید اور موافق اصول
مسلمہ دین کے نہو بلکہ مخالف ہو ورنہ جب ایک امر نیا نکلا تو بعینہ وہ پہلا امر نہین رہتا بلکہ کوئی
خصوصیت زمانی اور مکانی اور تخصیص وضع وغیرہ اسکے ساتھ ادہبی ملحق ہوگی وہ اگر موافق اور موید
امور دین نہو بلکہ مخالف ہو تو مردود ہین اور بدعت سیئہ ہے اور محدثات امور سے حدیث ایاکم و
محدثات الامور مین وہی امور مراد ہین کہ مخالف احکام رسالت ہون ورنہ تراویح بدعت حسنہ اور
سنت نہوتی اور حضرت بلال رض نے جو دو رکعت نماز بعد وضو نئی پڑھنی شروع کی تھین بے تعلیم آنحضرت
صلعم کے سنت تقریری نہوتین پس جب نماز جنس عبادت سے تھی اور عبادت ایک امور دین سے
ہے کچھ تعین زمان اور تعداد رکعات اور تخصیص وضع جلسات سے بدعت ضلالت نہوئی اسلئے کہ
یہ مخصصات محدثہ اسکو عبادت ہونے سے خارج نہین کرتے نہ کچھ مخالفت امر دین ہین ان محدثات
سے پیدا ہوتی ہے کہ مالیس منہ مین داخل ہون اور بدعت ضلالت تصور کئے جاوین اور اسی جگہ سے
مولوی رفیع الدین صاحب نے اپنے فتوے مین لکھا ہے کہ طعام فاتحہ بزرگون مین بے شبہ امر حسن
ہے اور تخصیص ماکولات کی جیسے فاتحہ شیخ عبدالحق اور اصحاب کہف اور فاتحہ امام حسین رض مین فعل
مخصص ہے باعث منع نہین ہوسکتا ہے یہ تخصیصات قسم عرف اور عادت سے ہین چنانچہ تخصیص
کھچڑہ کی فاتحہ جناب امام حسین رضی اللہ عنہ مین درمختار مین ہے اور تخصیص آنحضرت صلعم کی
بیچ ذبح جانور اور تقسیم گوشت کے ساتھ دوستان خدیجہ کبری رضی اللہ عنہا کے حدیث صحیح سے
ثابت ہے فقط اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے فتوائی جواز عرس مین لکھا ہے کہ بہیئت مجموعی جو بہت
سے آدمی جمع ہو کر ختم کلام اللہ کرتے ہین اور فاتحہ شیرینی یا کھانے پر دیکر تقسیم کرتے ہین یہ معمول
زمان پیغمبر خدا صلعم اور خلفائے راشدین مین نہ تھا اور اگر کوئی کرے تو کچھ ڈر نہین کہ اسمین کچھ قباحت
نہین بلکہ فائدہ زندون اور مردون کو حاصل ہے آور مولوی رفیع الدین صاحب نے لکھا کہ امداد بدعات
ختم وطعام بدعت مباح ہے کوئی وجہ قباحت کی نہین ہے آور اسی جگہ سے منع کرنا حضرت عمر رض
کا عورتون کو مسجد مین آنے سے واسطے نماز کے بدعت ضلالت نہوا بلکہ حضرت عائشہ رض نے فرمایا
کہ اگر عورتون کو اس صفت پر جناب رسول مقبول صلعم بھی دیکھتے تو منع فرماتے باوجودیکہ حضرت کے

وقت مین عورتین مسجد مین نماز کو آتی تھین اسلئے کہ پرہیزگاری ملاک امر دین ہے اور باہر نکلنے سے
عورتون کے اندیشہ فساد زنا وغیرہ ہوتا ہے خصوصًا جب شہوت غالب ہو اور تقوی کمتر اور حکم
الٰہی ہے یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ یعنی آنکھین بند رکھین غیر مردون کے دیکھنے سے اور باہر
نکلنے مین مخالفت اس امر کی لازم آتی تھی پس یہ ممانعت ما لیس منہ مین نہ داخل تھی اسواسطے
محمود ہوئی اور بری نہوئی پس احکام رسالت کو اسطرح سمجھنا چاہئے کہ جیسے طب یونانی مین قواعد
بو علی سینا کو مسطر اور قانون کلی سمجھتے ہین اگرچہ کسی وقت کسی امر جزئی مین کسیکو مخالفت معلوم
ہو ظاہر مین جیسے سہل الملتاس مگر جب تک اصول کلیہ مقررہ اُسکے سے خارج نہو خلاف طب
یونانی نہین اور جب جاننا علم عقائد اور مسائل نماز روزہ اور حلال حرام کا فرض تھا کہ حدیث
مین ہے طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة اور یہ سب علم قرآن حدیث مین ہین اور
وہ عربی زبان ہے بے صرف اور نحو کے کچھ نہین معلوم ہوتا اسلئے علمانے نحو کو بدعت واجب
لکھا ہے کہ ذریعہ علم قرآن اور فہم حدیث ہے اور وہ فرض ہے وقت پیش آنے معاملہ کے ہر شخص پر
ورنہ فرض کفایہ ہے پس جو امر مخالف مقصود دین ہے وہ البتہ بدعت ضلالت ہے جیسے مطلب لباس
سے دین مین تستر ہے اور دفع برد اور اظہار شکر خدا نہ تبختر اور افتخار پس غرض جس لباس سے
تبختر اور تکبر ہو نہ تستر وہ بدعت سیئہ ہے اور ایسا ہی نکاح کا حال ہے کہ مقصود اُس سے دین مین
حفظ نسل ہے اور حفظ اعمال اور احصان نہ استیفائے لذت شہوانی چنانچہ فرماتا ہے مُحْصِنِيْنَ
غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ پس جو کوئی نکاح فقط شہوت رانی کو کرے اور مقصود احصان وغیرہ نہو بلکہ ناز
وعشوہ اور جمال اور دلال ظاہری کو صفت عورت پر اختیار کرے اور جب وہ بات اُسمین سے زائل
ہو جائے طلاق دیکر دوسری عورت ایسی ہی تلاش کرے واسطے نکاح کے مثل متعہ کہ اسی نیت
سے کہ جب تک وہ جوان اور خوبصورت ہے ایسا نکاح بدعت سیئہ ہے اور جو امر موافق اور ممد
اصول دین ہے وہ بدعت نیک ہے جیسے علم نحو کہ علما اسکو بدعت مفروضہ کہتے ہین اور ایسے ہی
مسائل فقہ مجتہدین بدعت حسنہ ہین چنانچہ علم فقہ کو علم دین کہتے ہین اگرچہ یہ مسائل پیچھے مجتہدون
نے نکالے ہین مگر چونکہ مخرج انکا احکام رسالت ہین اسلئے انپر ما لیس منہ کہنا صادق نہین آتا بلکہ
محل استنباط اور مقیس علیہ ان مسائل کا احکام اور اصول دین ہین یہ بھی داخل علم دین ہین جیسے کہ

بعض صحابہ نے پیغمبر خدا صلعم سے عرض کیا کہ جب قرآن اور حدیث مین نہ پاؤنگا تو اجتہد برائی [۱]
اور آپنے فرمایا ہے کہ الحمد للہ الذی [۲] وفق رسول رسولہ اور ابوداؤد اور ابو حزم وغیرہ اصحاب ظواہر
جو منکر قیاس ہین اُنکا مذہب اہل سنت کے نزدیک مردود ہے چنانچہ اُنہون نے بھی بعد معتقد
ہونے کے توبہ کی ہے اور ایسے ہی بیع قرآن اور اجرت کتابت قرآن پر لینی بدعت حسنہ ہے
کہ بعد زمان خلفاے راشدین یہ امر پیدا نکلا اور صحابہ اور تابعین اسکو بُرا جانتے تھے اور امام اعظم
رحمۃ اللہ علیہ اور اُنکے استاد امام نخعی مکروہ فرماتے تھے چنانچہ فتح العزیز مین بیچ تفسیر آیۃ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ یَکْتُبُوْنَ
الْکِتَابَ بِاَیْدِیْهِمْ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِیَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا کے مین سب
حال مفصل لکھا ہے کہ زمانِ صحابہ مین قلم دوات منبر پاس رکھتے تھے ہر کاتب قدرے قرآن لکھدیتا
تھا اسطرح قرآن لکھا جاتا تھا اور اقوالِ صحابہ درباب منع بیع قرآن اور ممانعت اُجرت پر لکھنے قرآن
کے اسمین مذکور ہین اور آخر مین یہ بھی لکھا ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے اور ایسا ہی حال ہے اُجرت
تعلیم قرآن و حدیث اور فقہ اور اذان دینی اور نماز پڑھانے اور خطبہ نکاح پڑھانے کا اور اُجرت
قضا اور افتا اور احتساب اور تحصیل خراج اور عُشر اور زکوٰۃ کا کہ زمانِ سابق مین یہ کام حسبۃ
للہ لوگ کرتے تھے اور سلاطینِ عادل مال سلطنت سے کچھ دیتے تھے نہ بطور مزدوری کے بلکہ بطور اعانت
کے اور اُجرت لینے کو عبادت کے کام پر حرام کہتے تھے اور متاخرین علما جو اسکو جائز کہتے ہین وہ
اِس اُجرت کو بعوض حاضر رہنے مکانِ خاص اور زمانِ معین کے مباح کہتے ہین نہ مقابل عبادت
کے اسلئے کہ جب محض ثواب کی نظر سے کوئی قرآن پڑھانے والا نہ ملا کہ تمام دن پڑھاوے اور
اجرت دیکر سیکھا نہ جاوے تو قرآن پڑھنے سے لوگ محروم رہتے ہین کہ عمدہ عبادت اور جز دین کی
ہے اور جب قرآن پڑھانا فقط عبادت ہے اور ایک مکانِ خاص مین بیٹھنا اور وقت معین پر
حاضر رہنا عبادت نہین بلکہ امر مباح ہے اسلئے اجرت مقابل اس تعین زمان اور خصوصیت مکان
کے ہے نہ مقابل قرآن پڑھانے کے اور ایسا ہی حال اذان اور اقامت کا ہے پس یہ بدعت حسنہ
ہے اسلئے کہ مخالف امر دین کے نہین بلکہ مؤید دین ہے کہ بغیر اسکے بہت سارے کام دین کے مختل
اور خراب ہوتے ہین اور اس جگہ بعض لوگ کہتے ہین کہ نئی باتین نکالنی امر دین مین بدعت مردودہ
ہین اور لباس اور طعام اور صناعات مین مثل نقاشی و زرگری خیاطی وغیرہ اور علوم غیر دین مین مثل

[۱] تو اپنی عقل سے اجتہاد کرونگا ۱۲ منہ

[۲] سب تعریفین ثابت ہین واسطے اللہ کے جسنے توفیق دی رسول رسول اللہ صلعم کو ۱۲ منہ

موسیقی و نیرنجات و طلسمات وغیرہ مین کچھ بدعت نہین یہ نادانی اور غلط فہمی اِن لوگون کی ہے بلکہ حکم
رسالت اور دین ہر چیز سے خواہ قسم لباس و طعام سے ہو یا کسی علوم و صنائع سے ایکطرح کا علاقہ رکھتے
ہین وجوب اور امتناع اور اباحت سے مثلاً لباس مین بقدر ستر عورت فرض ہے اور درازی جامہ اسقدر
کہ ٹخنے ڈھک جائین بطریق تکبر منع ہے اور ٹخنے سے اونچا مباح ہے اسیطرح لباس ریشمی اور معصفر اور
زعفرانی مردون کو حرام ہے اور علی ہذا القیاس بہت سارے احکام لباس ہین کہ کتب فقہ اور حدیث
مین موجود ہین اب اگر کوئی ایسا لباس نکالے کہ اُسمین ستر کھلا رہتا ہو البتہ بدعت ضلالت ہے
جیسے بعض فقرا رسول شاہی وغیرہ رکھتے ہین یا ایسا لباس نکالے کہ اُسمین اسراف ہو یا تبختر اور تکبر کے
آثار بہمہ جہت موجود ہون خالی بدعت سیئہ سے نہو گا اور اسیطرح احکام طعام مین اگر کوئی ایسی ترکیب سے کھانا پکاوے کہ جسمین
تغیر پیدا ہو البتہ بدعت سیئہ ہے یا مثل ہنود کے برہنہ سر اور بدن ہو کر کھانا اختیار کرے یا ترکیب مجمع خوان میں بنا
انواع اطعمہ کثیر فخراً اپنے روبرو رکھکر کھانا ایجاد کرے یا ترک طعام یا تقلیل کسی ترکیب سے اسقدر کرے کہ عبادت مفروضہ ادا کرنے
مین قصور واقع ہو یہ بدعت سیئہ ہین اور کھانے مین لباس سے زیادہ بدعات نکلتی ہین مقدار طعام اور جنس طعام اور ترکیب
پخت و پز اور طریق اکل مین غور کرنے سے معلوم ہوتی ہین ۔ اور صناعات اور علوم کا حال یہ ہے کہ اگر
وہ ممنوع ہے شرعاً مثل نجوم اور موسیقی اور مصوری تو اُسمین نیا نکالنا اور باجو نکالنا اور قواعد نجوم اور تصویر
کا بطریق اولی بدعت ضلالت ہے اور اگر وہ علوم اور صناعات قسم لہو و لعب سے ہین مثل طلسم
اور نیرنج وغیرہ کے تو زیادتی ایسے کامون مین ساتھ نکالنے نئی باتون کے ظاہرا بدعت سیئہ ہے اور
اگر وہ صناعتین امور مباحہ سے ہین مگر کچھ منفعت نہین جیسے نقاشی زرگری گچکاری کہ انسے کچھ فائدہ
مرتب نہین بجز نزہت خاطر یا زینت اور افتخار کے پس ایسے کامون مین کمال پیدا کرنے اور ایجاد کرنے
نئی باتون کو بجز کھونے عمر کے لہو و لعب مین اور کیا کہہ سکتے ہین اور نکالنا لہو و لعب کا بدعت سیئہ
ہے اور اگر وہ کام امور مباحہ نافعہ سے ہے جیسے نجاری خیاطی وغیرہ تو اُسمین اگر کوئی بات
ایسی دغا کی نکالے کہ جسمین کام بنوانے والے کو نقصان پہونچے تو وہ بدعت ضلالت ہے مثلاً
اگر خیاط ایسی قطع کپڑون مین نکالے کہ اسراف ہو یا نقصان سلانے والیکا یا اطلس کی ٹوپی مردون
کے لئے سینی ایجاد کرے تو یہ بدعت سیئہ ہے اور غور کرنا چاہئے کہ اجارہ مین جو شرائط کہ دین
مین مقرر ہین کہ اجرت معلوم ہو مجہول نہو اور وہ اُجرت عمل مزدور سے نہ پیدا ہوئی ہو اور ایسے کام پر کہ

اُنمیں محنت بھی ہوا اور وہ کام مباح ہو غرض ہونؤ مثل نماز معقدہ کے پس اگر کوئی ایسے کام پر اجرت لے
کہ اُسمین یہ شرطین نہون بلکہ کوئی بات اپنی طرف سے ایجاد کرے مثلاً اپنی عزت اور وجاہت کے
سبب سے جو کام کرے اُسپر اجرت لے اور کہے کہ یہ ضروری مقابل نگہداشت مزاج حاکم ہے یا اجرت والی
کو درست سمجھکر اجرت مثل متقاضین کے لے پس یہ اُجرت بدعت سیئہ ہے اور اسیطرح بیع اور قرض
اور بیلا اور سلم اور شرکت وغیرہ معاملات کی شرائط اور مستحسنات دین مین مقرر ہین اگر کوئی شخص کوئی اور
بات نکالے کہ دین مین شارع سے مقرر نہین اُسکو بجائے اُس امر کے کہ شارع سے مقرر ہے شرط
یا رکن اس کام کا سمجھے یا کسی شرط اور رکن شرعی کو غیر معتبر سمجھے مثلاً سور کی یا غلام بھاگے ہوئے
کی بیع کرے اور یہ کہے کہ سور مین منفعت ہے اور بیع اُس چیز کی جسمین منفعت ہو درست ہے اور غلام
مفرور خارج ملک سے نہین ہوتا ہے اور بیع مملوک جائز ہے یا شئے غیر مقبوضہ کو بعد خرید کے بیچے اور کہے
کہ خریدنا بجائے قبضہ کے ہے یہ سب بدعات سیئہ ہین اور اسیطرح بیع سلم مین اگر وقت مشکوک
رکھے کہ مبیع رمضان مین یا ذی الحجہ مین لے لونگا یا یہ کہے کہ نماز بے رکوع ہو جاتی ہے کہ قیام سے
سجدہ مین جب آدمی جاتا ہے تو حالت رکوع از خود ادا ہو جاتی ہے پس جس کام مین کہ حکم شارع
سے مقرر ہے اسکی خلاف کوئی بات ایجاد کرلے بدعت سیئہ ہے اور اکثر صناعات اور معاملات
وغیرہ مین کچھ نہ کچھ حکم شارع سے لگا ہوا ہے پس اُسمین خلاف اُسکے نئی بات بدعت مردود ہے
مگر وہ لوگ جنکو آگاہ کرنا بدعات سیئہ پر کچھ مقصود نہین بلکہ مطلب اصلی گھٹانا محبت اور عظمت
انبیا اور صلحا کا ہے بحیلہ شرک و بدعت عوام الناس کے دلون مین سے وہ ایسی بدعات کو نہین
ظاہر کرتے بلکہ اکثر باتین جنکو علمائے اہل سنت مباح اور نیک کہتے ہین یا داخل رسم و عادات ہین
اُنکو بدعت کہکر لوگون کو انبیاء و اولیا سے متنفر کرتے ہین اور یہ نہین غور کرتے کہ محبت اور عظمت
مخلصان خدا کی دل مین سے کم ہونی باعث کم ہونے محبت خدا کا ہے پس بموجب حدیث ترمذی
اور حدیث من سن فی الاسلام اور اثر عمر رض سے کہ بدعت نیک اور بد دو طرح کی ہین اور بدعت بد اول
مردود وہ ہے کہ مخالف حکم شارع اور احکام رسالت ہو اور جو بدعت موید اور موافق احکام دین ہے
وہ سنت ہے مثل تراویح کے یا واجب مثل نحو اور فقہ وغیرہ کے ہے **اب بیان کئے جاتے ہین** اسپر
اقوال علمائے سلف کے سنداً جو مذکور ہین ہدایہ تکملہ مین مخضا اور ملتقطاً۔ کہا ہے ابو عمر عبد العزیز بن

عبد السلام نے کتاب قواعد میں کہ بدعت یا واجب ہے یا حرام یا مستحب یا مکروہ یا مباح اور طریقہ اسکے
معلوم کرنیکا یہ ہے کہ پیش کیجائے بدعت قواعد شریعت پر اگر داخل قواعد ایجاب ہے تو واجب ہے اور جو
داخل قواعد تحریم ہے تو حرام ہے اور جو داخل قواعد کراہت اور ندب ہے تو مکروہ اور مندوب ہے اور داخل
اصول مباح ہے تو مباح ہے پس شغل علم نحو کہ جس سے معنی قرآن اور حدیث سمجھے جاتے ہیں واجب
ہے اسلئے کہ حفظ شریعت واجب ہے اور وہ بغیر اسکے ممکن نہیں اور جو چیز کہ بغیر اسکے اتمام واجب
نہو سکے وہ بھی واجب ہوتی ہے اور اسیطرح واجب ہے علم اصول فقہ اور کلام کرنا جرح اور تعدیل میں
اور جدا کرنا صحیح اور سقیم کا اور یاد کرنا غریب الکتاب اور سنت کا لغت سے اسلئے کہ حفظ شریعت فرض
کفایہ ہے اور بغیر ان کاموں کے ممکن نہیں اور مذاہب قدریہ اور جبریہ اور مرجئہ اور مجسمہ سب بدعت
حرام ہیں اور رد کرنا ان بدعات کا واجب اور تعمیر سراؤں اور مدرسوں اور تراویح اور علم دقائق
تصوف اور کام نیک کہ زمانہ سابق میں نہ تھا اور محفل علما واسطے تحقیق مسائل دین کے سب بدعات
مندوبہ ہیں اور زخارف مساجد اور تزویق مصاحف بدعت مکروہ ہے اور مصافحہ بعد نماز فجر اور عصر
اور وسعت اکل حلال اور لباس اور مکان میں بدعت مباح ہے اور روایت کیا ہے بیہقی نے بسند
بیچ مناقب شافعی کے کہ کہا امام شافعی رح نے کہ محدثات امور دو طرح پر ہیں ایک وہ کہ نیا نکلا اور
نیک ہے بلا اختلاف یہ بدعت محدثہ غیر مذمومہ ہے کہ جیسے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے بیچ قیام رمضان کے کہ نعمت
البدعۃ ہذہ یعنی یہ محدث ہے کہ پہلے نہ تھی اور نیک ہے فقط پس کلام ابن عبد السلام اور امام شافعی
رح کا باطل کرتا ہے اسکو کہ ہر بدعت ضلالت ہو اب ذکر ہی سند معنی حدیث کا جو مذکور کئے گئے
کہا حافظ ابن حجر عسقلانی نے بیچ فتح المبین شرح اربعین امام نووی کی شرح حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا
میں قالت قال رسول اللہ صلعم من احدث ای انشا واخترع من قبل نفسہ فی امرنا
ای شأننا الذی نحن علیہ وھو ما شرعہ اللہ ورسولہ واستمر العمل بہ ومن ثم جاء فی
روایتہ دیننا والمراد الحکم ھذا ما لیس منہ مما ینافیہ او لا یشھد لہ شیٔ من قواعد
وادلتہ فھو رد ای مردود علی فاعلہ لبطلانہ وعدم الاعتداد بہ سواء کانت منافاتہ
لما ذکر لعدم مشروعیۃ بالکلیۃ او للاخلال بشرطہ او رکنہ عبادۃً کان او عقداً
او للزیادۃ علی المشروع او لا ذکار بہ منھا وفیہ الی آخرہ چنانچہ خلاصہ ترجمہ اسکا یہ ہے کہ

کہ جس شخص نے نکالی نئی بات اپنے دل سے احکام خدا اور رسول مین مخالف احکام شرع پس وہ مردود ہے
بلا ریب کہ ہو مخالف امر دین مین بسبب غیر مشروع ہونے اُسکے بالکل یا بسبب خلل کسی شرط یا رکن کے
عبادت ہو یا کوئی عقد معاملہ یا بسبب زیادتی کے کسی امر مشروع پر جیسے نماز بے وضو کے یا بسبب مرکب
ہونے اُسکے غیر مشروع سے یا واقع ہونے سے غیر مشروع مین جیسے نماز بیچ مغصوب کے یا حج ساتھ مال
حرام کے یا ذبح مغصوب کا یا اعتکاف ساتھ کبیرہ گناہ کے یا روزہ تھا ایک نحو کذب کے یا بیع تھا ایک نحو جنس کی اور سوا اُسکے
وہ امر کہ نہی نہین بسبب امر خارج کے ہے موافق رائے ضعیف کے بعض اہل سے بخلاف آنکے کہ نہی
جنہین بالذات ہے پس تحقیق وہ باطل کرتی ہے اُسکو جیسے ذبح کرنا احرام والے کا صید کو یا پہنا موزہ
کا بلا عذر پس نہ مسح کرے اُسپر اور جماع روزہ دار کا اور حاجی کا پہلے حلال ہونے سے اور وہ جو نہ مخالف
ہو کسی امر دین کے اسطرح پر کہ شاہد ہون اُسکے لئے ادلہ شرعی یا قواعد شرعی پس وہ مردود نہین ہے بلکہ
مقبول ہے جیسے بنا سراؤن کا اور انواع نیک کام کہ پہلے زمانہ مین نہ تھے پس یہ موافق امر شریعت
ہین اسلئے کہ صنع امر معروف اور معاونت بر او تقویٰ پر حکم ہے شریعت مین اور جیسے تصنیف علوم نافع
شرعی مین اور ثابت کرنا قواعد شرع کا اور نکالنا تفریعات کا اور بیان کرنا حکم اُنکا او تفسیر قرآن اور
حدیث اور گفتگو اسانید مین اور تدوین اور تتبع کلام عرب اور استخراج علوم مثل نحو اور معانی اور بیان
کے اور مانند اسکے سب نیک ہین کہ معین ہین معرفت معانی قرآن اور حدیث مین پس حکم ماموریہ مین ہین اور
ایسے ہی تفریع اصول و فروع اور ضروریات علم حساب وغیرہ نیک ہے اور ایسی ہی کتابت قرآن ہے
اور تعین اور تدوین مذاہب اور تصنیف انمین واسطے مزید ایضاح کے اسلئے کہ نہایت اُنکی دین ہے ایک
واسطہ یا کئی واسطے سے پس یہ کام مقبول اور مثاب اور ممدوح ہین اور مثال ان سب کی معاملہ ابوبکر
صدیق اور عمر فاروق اور زید بن ثابت ہے رضی اللہ عنہم بیچ جمع کرنے قرآن کے جب کہا حضرت عمر رض
نے جناب ابوبکر صدیق رض سے واسطے لکھنے قرآن شریف کے بسبب خوف مندرس ہو جانے قرآن کے
مرجانے صحابہ کرام سے جب بہت واقع ہوا قتال دن یمامہ کے پس توقف کیا حضرت ابوبکر رض نے
واسطے ہونے اسکے بصورت بدعت پھر کھولدیا اللہ تعالی نے سینہ اُسکا اور ظاہر ہوا کہ مرجع اسکا طرف
دین کے ہے اور یہ امر خارج دین نہین پھر بلایا زید بن ثابت کو اور حکم دیا ساتھ جمع کرنے قرآن کے پس
کہا زید بن ثابت نے کہ کیونکر کرتے ہین آپ وہ کام کہ نہین کیا رسول اللہ صلعم نے پس فرمایا کہ تحقیق یہ خیر

ہے اور دیر تک رہی رد و بدل انکی یہانتک کہ کھولدیا اللہ نے سینہ زید ابن ثابت کا جیسا کھولا تھا سینہ
ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا اور ایسے ہی معاملہ عمر رض کا ہے بیچ جمع کرنے لوگون کے واسطے تراویح کے مسجد
مین باوجود ترک فرمانے پیغمبر خدا صلعم کے چند شب کرکے آور کہا عمر رض نے نعمت البدعۃ ہذہ یعنی اگرچہ
یہ کام نیا حادث ہے مگر مردود نہین ہے بسبب مخالفت کے بلکہ موافق دین ہے کہ ترک پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کا خوف فرض ہوجانے سے تھا اب بسبب وفات آپکے وہ خوف جاتا رہا فقط آور کہا امام
شافعی رحمہ اللہ نے جو بات نئی نکلے اور مخالف کتاب یا سنت یا اجماع یا اثر کے پس وہ بدعت ضلالت
ہے اور جو بات نئی نکلے نیک اور نہین مخالف کتاب اور سنت اور اجماع اور اثر کے پس وہ بدعت نیک
ہے آور کہا علامہ ابوشامہ نے کہ نہایت حق کام یہ ہے کہ نکالا بیچ زمانہ ہمارے کے جو کیا جاتا ہے ہر
سال موافق یوم پیدائش صلے اللہ علیہ سلم کے صدقات اور نیکیون سے ساتھ اظہار خوشی اور زینت
کے پس تحقیق یہ کام بسبب پہونچنے احسان کے فقراکو مشعر محبت پیغمبر خدا صلعم ہے اور عظمت اور جلالت
آنحضرت بھی ہے بیچ دل کرنے والے اس کام کے آور ادائے شکر حق تعالی بھی ہے اوپر بھیجنے ایسے
رسول رحمۃ للعالمین کے۔ آور بدعت سیئہ وہ ہے جو مخالف اسکے ہو صریحاً یا التزاماً اور یہ بدعت کبھی حرام
ہوتی ہے اور کبھی مکروہ اور کبھی طاعت اور قرب آور کہا بیچ شرح روایت مسلم کے من عمل منکم عملا
لیس علیہ امرنا ای حکمنا واذننا بخلافہ الی آخرہ خلاصہ ترجمہ اُسکا یہ ہے یعنی جسنے کام کیا ایسا
کہ نہین ہے اُسپر حکم ہمارا اسے حکم اور اذن ہمارا خلاف اُسکے ہے اسی جگہ سے خوش ہوئے رسول خدا صلی
اللہ علیہ سلم بسبب سے لینے خالد کے علم کو غزوہ مؤتہ مین باوجود عدم حکم کے اور تعریف کی اُنکی اس
کام پر اسلیئے کہ یہ مصلحت عام تھی موقوف حکم خاص پر نہ تھی۔ آور ایسا ہی حکم ہے کل تخصیصات کا ساتھ
دلائل عام کے اسلئے کہ اُسپر حکم شارع ہے خلاف حکم نہین ہے جیسے کہ تعریف کی رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے بلال رض کی دو رکعت نماز پر بعد ہر وضو کے باوجودیکہ اُنھون نے نہین سیکھا تھا رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم سے بلکہ استنباط کیا تھا مطلق حکم نماز سے فقط آور لکھا ہے فتح المبین مین حافظ ابن حجر
نے بیچ شرح حدیث ایاکم ومحدثات الامور فان کل بدعۃ اور معنی بدعت کے لغت مین یہ ہین کہ
نئی نکالی جاوے ایک چیز بے مثال سابق جیسے فرمایا ہے بدیع السموات والارض یعنی موجد زمین اور
آسمان کا بے مثال سابق۔ اور شرع مین وہ چیز کہ نئی نکالی جاوے خلاف امر شارع کے اور مخالف دلیل

شرعی کے خاص ہو یا عام ضلالۃ اسلئے کہ حق امر شرعی ہین پس جو کام کہ نہ رجوع ہو اُسکی طرف امر شرعی وہ گمراہی ہے اسلئے کہ نہین بعد حق کے مگر گمراہی اور مراد محدث سے وہی بدعت ہے اور گمراہی یہین یہ ہے کہ اُسکی کچھ اصل شرع مین ثابت نہو باعث احداث فقط شہوت اور ارادہ ہو پس یہ باطل ہے قطعًا بخلاف اُس محدث کے کہ جسکے لئے شریعت سے اصل ہے یا قیاس ایک نظیر کا ہے دوسری نظیر پر یا بغیر اسکے پس یہ نیک ہے اسلئے کہ یہ طریقہ خلفائے راشدین اور ائمۂ دین کا ہے کہ عمرؓ نے تراویح کو نعمت البدعۃ کہا پس اطلاق لفظِ محدث اور بدعت سے یہ مذموم نہین ہوئی اور بدعت منقسم ہے طرف احکام خمسہ کے حسب پیش کیجاوے قواعد شرعیہ پر پس بدعت یا فرض بالکفایہ ہے جیسے سب علوم عربیہ کہ جنپر سمجھنا کتاب اور سنت کا موقوف ہے مانند نحو اور صرف اور معانی اور بیان اور لغت کے اور جیسے علم جرح اور تعدیل اور جدا کرنا حدیث صحیح کا غیر صحیح سے اور تدوین فقہ اور اصول الفقہ کرنا قدریہ اور جبریہ اور مرجئہ اور مجسمہ وغیرہ کا اسلئے کہ حفظ شریعت فرض کفایہ ہے چنانچہ قواعد شرع اسپر دال ہین اور نہین محفوظ رہتی شریعت سب ان کامون کے اور جو کام کہ بغیر اُسکے تمام نہو ایک واجب وہ بھی واجب ہوتا ہے اور یا بدعت حرام ہے جیسے تمام مذاہب باطلہ سواے مذہب اہل سنت و جماعت کے اور یا بدعت مندوبہ ہے جیسے احداث مدرسون اور سراؤن کا اور ہر نیک کام کا کہ پہلے نہ تھا اور یا بدعت مکروہہ ہے جیسے تزویق مصاحف یا تزخرف مساجد اور یا بدعتِ مباح ہے جیسے فراخی لذیذ کھانون مین جسطرح ذکر کیا ہے ابن عبد السلام نے اور اس تقریر سے معلوم ہوا کہ محدثات الامور عام ہین اور مرادِ خاص اسلیئے کہ سنت خلفائے راشدین بھی محدثات سے ہے اور ہمکو حکم ہے اُسکی پیروی کا اور ایسی ہی سنت الخلفاء عام ہے اور مراد خاص اسلئے کہ جب فرض کیا جاوے کہ خلیفہ راشد نے ایک طریقہ نکالا کہ دلیل شرعی مانع ہے اُسکے اتباع سے اور یہ منافی اُسکے رشد کو نہین ہے اسلئے کہ خطا مصیب سے بھی ہوتی ہے اور کبھی کبھی مستقیم مین بھی ہو جاتی ہے اور تحقیق یہ ہے کہ کلام یا عام ہے اور مراد بھی اُس سے عام جیسے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ یا خاص ہے اور مراد بھی اُس سے خاص جیسے فَلَمَّا قَضٰی زَیۡدٌ مِّنۡہَا وَطَرًا زَوَّجۡنٰکَہَا یا عام ہے مراد اُس سے خاص جیسے اُوۡتِیَتۡ مِنۡ کُلِّ شَیۡءٍ اور یا خاص ہے اور مراد عام جیسے وَلَا تَقُلۡ لَّہُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡہَرۡہُمَا اے نہ ایذا دے کچھ انتہٰی ترجمہ عبارت فتح المبین اور لکھا ہے سیرت شامی مین بیچ مقدمہ مولد رسول مقبول

---

اللہ ہر شے پر قادر ہے ۱۲ منہ

پس جو وقت پوری کی زید نے اُس سے اپنی حاجت نکاح کر دیا ہمنے تیرا اُس سے ۱۲ ۱۲ منہ

دی گئی ہر چیز سے ۱۲

[illegible]

صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ بیان کیا استحباب اور استحسان اسکا بہت علما اور ائمہ دین سے مثل ابوخیر
سخاوی اور ابن حجر کی اور ابن کثیر اور ابن دحیہ اور ابوشامہ شیخ نووی اور ابن جوزی اور ابن ظفر بلی
اور ابن قفل اور شیخ ابی عبداللہ بن محمد بن ابن نعمان اور جمال الدین عجمی اور یوسف حجار اور یوسف
ابن علی بن زریق اور ابوبکر حجازی اور ابا موسیٰ زرہولی اور ابن بطاح اور مخلص کتانی اور ظہیر الدین
ابن جعفر اور نصیر الدین اور شیخ عمر موصلی اور صدر الدین بن عمر وکہ ان سب علما نے ثابت کیا ہے
حسن اسکا دلائل سے اور ایسا ہی امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء العلوم مین لکھا ہے کہ موافقت کرے
قوم کی بیچ قیام کے جب کھڑا ہوا ایک انمین سے وجد سے یا باختیار اور کھڑے ہوے لوگ واسطے
اُسکے پس ضرور ہے موافقت سے یہ آداب ہین صحبت کے اور ایسے ہی دور کرنا عمامہ کا ہے واسطے
موافقت صاحب وجد کے جب گر پڑے عمامہ اُسکا اور اُتار ڈالنا کپڑا جب پھاڑ ڈالے وہ کپڑا یہ موافقت
حسن صحبت سے ہے اور مخالفت موحش جیسا حدیث مین ہے لکل قوم رسم ولا بد من مخالفۃ
الناس باخلاقہم او رخاصکر اُن اخلاق مین جب حسن معاشرت ہوا ور خوشی دل ور یہ کہنا کہ بدعت
ہے اور نتھا زمانہ صحابہ مین پس نہین ہین کل مباحات منقول صحابہ سے اور سوا سے اسکے نہین کہ
محذور وہ بدعت ہے جو مزاحم سنت ماثورہ ہوا ور نہین ہے کچھ منقول نہی سے اسمین پس قیام وقت
داخل ہونے کیلیے تھی عادت عرب کی بلکہ نہ تھے صحابہ کھڑے ہوتے پیغمبر خدا صلعم کے واسطے
بھی بعض حال مین جیسے روایت ہے انس سے لیکن جب ثابت نہین اسمین نہی عام تو نہین دیکھتے
ہم کچھ خوف اسمین بیچ اُن شہرون کے جہان عادت قیام ہے واسطے اکرام آنیوالے کے تحقیق قصد
اس سے حرمت اور اکرام اور خوش کرنا دل کا ہے اور ایسے ہی تمام اقسام مساعدات ہین جب قصد
اُنسے طیب القلب ہوا ور عادت ہو ایک جماعت کی پس نہین ہے گناہ بیچ موافقت کے بلکہ نیک
ہے موافقت مگر جہان وارد ہوئی ہو نہی یہ تمام مذکورات مع عبارات اور حوالہ کتاب لمعہ مکیہ مین
ہین اور لکھا ہے مولانا شاہ عبدالعزیز رح نے تفسیر عزیزی مین کہ مرتکب کبیرہ یا مصر بر صغیرہ کو
لعنت نکرے اور مقابر مسلمین مین دفن کرے اور امداد بفاتحہ اور درود اور صدقات وخیرات اور
استغفار لازم گنے اور فتوای جواز عرس مین لکھا ہے کہ جمع ہوکر ختم کلام اللہ کرنا اور فاتحہ شیرینی
یا طعام پر دیکر تقسیم کرنا اگرچہ زمانہ پیغمبر خدا صلعم اور خلفا مین نتھا مگر کچھ قباحت اسمین نہین بلکہ

فائدہ زندون اور مردون کو ہے۔ اور مولوی رفیع الدین صاحب نے لکھا کہ امداد مدعا اور ختم اور طعام مجت
مباح ہے کوئی وجہ قباحت نہین مگر ان وہابیون کے دل مین جو بجاے محبت اور عظمت کے توہین
اور دشمنی اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام ہے اس سبب سے جس بات مین عظمت ان لوگون کی پائی
جاتی ہے اسکو یہ بہانہ شرک اور بدعت منع کرتے ہین گو وہ کام نیک ہو تا لوگون کے ایمان مین نقصان
ہو اسلئے کہ محبت خدا اور رسول عین ایمان ہے اور دیگر امور مدعات کا لباس اور طعام اور معاملات
مین ذکر تک نہین کرتے بلکہ خود ہی نہین جانتے بموجب قاعدہ وہابیہ کے پائجامہ پہنا بدعت ہے
کہ کبھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین پہنا صحابہ نے بلکہ عمر رضہ نے نامون مین حکام اطراف کو
پہنے پاجامہ سے ممانعت فرمائی ہے جیسے بغوی نے ابو عثمان نہدی سے روایت لکھی کہ آیا ہمکو نامہ
عمر رضی اللہ عنہ کا اور ہم آذربیجان مین تھے کہ القوا السراویلات واتزروا والقوا الخفاف وانتعلوا
وایاکم والتنعم وزی العجم مگر جو کہ اسمین توہین اور حقارت کسی نبی یا ولی کی نہین اسلئے اسکا ذکر نہین
کرتے اگر ایسی بات کسی بزرگ کی نسبت ہوتی تو زبان زد ان لوگون کی ہوتی چنانچہ ہزارہا مدعات
لباس اور طعام اور عقود اور معاملات مین واقع ہین اور باتفاق علماے محققین بدعت سیئہ ہین اور
ہزارہا آدمی اُسمین مبتلا ہین اُنکو کوئی ذکر نہین کرتا بلکہ حال کے واعظون سے پوچھو تو جاننے کے
بھی نہین سوائے ان چند کامون کے کہ جنمین اہانت بزرگون کے ہے اُسی کو بطور وظیفہ کے سب
واعظ پڑھتے ہین اور اکثر خلاف دین کے کہتے ہین اسلئے کہ جس اصل پر اُنکو بدعت کہتے ہین وہ اصل
ہے خلاف اور بدعت ہے اور جب وہ اصل ہی بدعت ہوئی تو فروعات اُسکے بطریق اولی بدعت
ہوئی بلکہ جن امور کو بدعت سیئہ کہتے ہین اُنمین سے اکثر نزدیک علمائے متقدمین اور ائمہ دین کے نیک
کام یا مباح ہین اور بعض مختلف فیہ اب طالب حق کو چاہئے کہ جس کام کو یہ لوگ شرک یا بدعت
کہتے ہین اُسکو کتب علمائے متقدمین اور فقہ مین بھی دیکھے کہ پہلے ائمہ دین نے کیا لکھا ہے فقط انکے
قیاس کو تسلیم نکرے اور گمراہی مین نپڑے اسلئے کہ یہ لوگ بے سند پہلے ائمہ کے قرآن سے اپنے مسئلے
قیاس کرتے ہین مثل خوارج اور رفض اور مرجئہ وغیرہ کے ہین جیسے وہ گمراہ ہین ایسے ہی یہ بھی گمراہ ہین جب تک کہ موافق
اقوال علمائے اہل سنت کے نہون قابل تسلیم اور قبول نہین چنانچہ چند اصول اُن لوگون کے بیان
کئے جاتے ہین تاکہ اُسکی غلطی پر لوگ آگاہ ہون کہ کیسے مخالف دین کے قاعدے مقرر کئے ہین اور

ف پھینکدو پاجامون کو اور پہنو پاتابون (؟) اور پھینکدو موزون کو اور جوتے پہنو اور بچو تم نازو نعمت سے مثل اہل عجم کے ۱۲ منہ

ماتحت ہر ایک قاعدے کے صدہا فروعات ہین پس جب وہ قاعدہ غلط ہے تو سب فروعات بھی اُسکے
غلط۔ آب جو معنی بدعت کے بہ تحقیق ہوے کہ کوئی کام کسی زمانہ مین مخالف حکم دین کے کوئی نکالے وہ
بدعت سیئہ اور ضلالت ہے یعنی حرام ہے یا مکروہ اور جو موافق اور موید احکام دین ہے وہ بدعت حسنہ
ہے یعنی واجب یا مستحب یا مباح ہے چنانچہ معنی بدعت کے حدیث سے بیان کئے گئے اور گواہی لائی
گئی اُسپر قول امام شافعی اور دیگر علمائے دین سے جیسا کہ اوپر گذرا برخلاف وہابیہ کے کہ کہین دلیل
انکی اقوال پر علمائے سابق سے نہین اور سب قیدین اپنی طرف سے لگائی ہین بے سند اور وہ بھی مخالف
حدیث اور اقوال علمائے سنت کے جیسا کہ بیان ہوا معنی بدعت مین۔ آب ایک اصول وہابیہ سے
یہ ہے کہ ہر فعل مباح بلکہ حسن اور خیر بھی مداومت اور ملازمت سے اور اسیطرح تخصیص زمانی اور مکانی
سے بدعت ضلالت یعنی حرام یا کفر ہو جاتا ہے اسپر کوئی دلیل آجتک قرآن اور حدیث سے صریح نہین
لا سکتے نہ قول کسی مجتہد کا ایمۂ دین سے بلکہ قیاس ہے اُنکا اپنا فقط جیسے کہتے ہین کہ ایصال ثواب
بروح صلحا و دیگر اموات نیک ہے اور شرع سے ثابت مگر تخصیص یوم اور طعام وغیرہ سے بدعت ہو جاتا
ہے اور اسیطرح ہر عبادت نافلہ کو مداومت اور لزوم سے بدعت کہتے ہین اور یہ قاعدہ مخالف
حدیث ہے جیسا کہ صحیح مسلم مین عائشہ رض سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت نے احب الاعمال الی اللہ ادومہا
وان قل اور صحیح بخاری مین مسروق رض سے کہا ای الاعمال احب الی اللہ قالت الدائم اور صحیحین
مین روایت ہے عبداللہ ابن عمرو ابن عاص سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یا عبداللہ
لا تکن مثل فلان انہ کان یقوم من اللیل فترک قیام اللیل اور مسلم مین عمر رض سے روایت ہے
کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے من نام عن حزبہ او عن شیء منہ فقرءہ ما بین صلوۃ الفجر و الظہر کتب لہ
کانما قرء من اللیل اور حصن حصین مین لکھا ہے وینبغی من کان لہ ورد فی وقت من لیل او
نہار او عقب صلوۃ او غیر ذلک ففاتہ ان یتدارکہ و یاتی بہ اذا امکنہ ولا یہملہ لیعتاد
الملازمۃ ولا یتساہل فی قضائہ پس غور کرنا چاہئے کہ ایک امر خیر غیر فرض کے لئے کسقدر تاکید
مداومت کی حدیثون مین کہ ہمیشگی اور ملازمت ایک وقت پر رکھے اور اگر وقت پر ادا نہو قضا کرے دوسرے
وقت بالکل نہ چھوڑے کچھ اس مداومت سے ایک وقت پر شارع نے نظر تشابہ بفرض نہ کی اور کہین یہ
نہ فرمایا کہ غیر فرض کا اہتمام مثل فرض کے کرنے سے بمداومت و ملازمت تشابہ بفرض لازم آتا ہے

نچاہیئے کفر ہے یا بدعت ضلالت ہے جیسا کہ یہ لوگ مخالف دین کہتے ہیں کہ اہتمام امر مباح اور نیک کا
جیسے ایصال ثواب باموات یا ذکر اللہ یا نماز نفل وغیرہ بتعیین یوم و وقت کہ وہ دن فوت نہو یا
وقت سے غیر وقت نہو جو وقت دن یا رات سے مقرر کیا اُسمین ادا ہونا چاہیئے یہ تعیین اس امر مباح
اور نیک کو حرام کر دیتا ہے اسلئے کہ اہتمام مثل فرائض کے لازم آتا ہے اور یہ دعویٰ اُنکا مخالف
حدیث ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا بلکہ اصل یہ ہے کہ فرض سمجھنے سے فرض ہوتا ہے فقط اہتمام
اور ملازمت سے فرض نہین سمجھا جاتا جیسا کہ سنن وضو اور نماز مین کمال اہتمام اور ملازمت رہتی ہے
مگر جو فرض جانکر نہین کرتے تو کچھ قباحت نہین موجب ثواب ہے یہ کام دلکا ہے موقوف نیت پر نہ
اہتمام ظاہر پر بلکہ خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تخصیص یوم کو درست رکھا ہے چنانچہ صحیح مسلم
مین روایت ہے ابن عباس رض سے قال قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ فوجد الیھود
یصومون صوم عاشورا فسئلوا عن ذلک وقالوا ھذا الیوم الذی اظھر اللہ فیہ موسیٰ
وبنی اسرائیل علی فرعون فنحن نصومہ تعظیما فقال النبی صلعم نحن اولی بموسیٰ عنکم فامر
بصومہ اور روایت ہے ابو موسیٰ سے قال کان اھل خیبر یصومون صوم عاشورا و یتخذونہ عیدا
ویلبسون نساءھم فیہ حلیھم فقال رسول اللہ صلعم فصوموہ انتم یہان لکھا ہے لمعات مکیہ
مین کہ یہ حدیث مبطل ہے دعویٰ بخدیہ کو جیسا کہتے ہین ائمہ دین کہ یہود نے عاشورا کو مقرر کیا تھا دن عید
کا اور روزہ رکھتے تھے ہر سال واسطے تعظیم اس دن کے کہ غالب کیا تھا اللہ نے بنی اسرائیل کو فرعون
پر اور مقبول رکھا پیغمبر خدا صلعم نے یہ اُنکے اور مقرر فرمایا روزہ ہر سال پس معلوم ہوا کہ نفس تعیید کچھ بدعت نہین
ورنہ کیونکر قبول رکھتے جناب رسالت مآب صلعم تعیید یہود کی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ خوشی کرنی اور شکریہ
ادا کرنا دن ظاہر ہونے آثار رحمت الٰہی کے محمود ہے کہ حضرت صلعم نے روزہ عاشورا قبول رکھا جیسا کہ
یوم مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین روزہ رکھنا اور خوشی کرنی بسبب شکر پیدا ہونے نبی الرحمۃ کے
بہتر ہے اور ایسے ہی ثابت ہوتا ہے خاص کرنا وقت کا حدیث مسلم سے کہ تعریف کی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے بلال کی اور سنی آواز نعلین اُنکی جنت مین اپنے آگے چلنے کی بسبب دو رکعت نماز بعد ہر
وضو کے باوجودیکہ نہین سیکھا تھا اُسکو آنحضرت صلعم سے بنص بلکہ استنباط کیا تھا مطلق نماز کے حکم سے
اور ایسی حدیث مسلم کی قتادہ رض سے دلالت کرتی ہے تخصیص یوم پر جب پوچھا صحابہ نے کہ خاص

دوشنبہ کو بسبب شرف ولادت آپکے روزہ رکھیں تو اجازت دی خاتم المرسلین نے بسبب شرف ولادت
اپنی کے اور کہا نووی نے بیچ اس حدیث کے دلیل ہے اسپر کہ زمانہ کو بھی شرف ہوتا ہے بسبب واقع
ہونے امر خیر کے اُسمین مانند مکان کے پس یہ حدیث ظاہر کرتی ہے قول اُنکا جو تخصیص زمانی اور مکانی
سے ہر فعل نیک کو ضلالت کہتے ہین اور تعجب ہے اُن لوگون کی عقل سے جو ایسا کہتے ہین کہ فقط ملازمت
اور مداومت اور تخصیص زمانی وغیرہ سے ہر فعل مباح اور نیک بے اعتقاد فرضیت اُس تخصیص اور مداومت
کے ضلالت ہوجاتا ہے آیا نہین غور کرتے کہ سنن موکدہ نماز پر کیسی مداومت اور ملازمت ہمراہ فرضون
کے کیجاتی ہے اور اس اہتمام سے مثل فرض کے کوئی ممانعت نہین کرتا ہے بلکہ ترک پر ملامت ہے
ہان البتہ اگر کوئی عقیدہ فرض کا کرے اور یہ کہے کہ یہ رکعات بھی فرض ہین یا یہ تخصیصات شرط اس
فعل نیک کی ہین تو یہ امر بدعت ہے اُسکو اسطرح سمجھنے سے منع کرنا چاہئے اور یہ کہنا کہ یہ خصوصیت
شرط نہین ہے اُسکو شرط نہ سمجھنا چاہئے اور اُس کام نیک کو منع کرنا مناسب نہین اگر کسیکا یہ عقیدہ
ہوا اور وہ یہ کہے کہ دو رکعت بعد نماز مغرب کے جو پڑھتے ہین یہ منجملہ اُنہین تین رکعت مغرب کے داخل
فرائض ہین سنت نہین پس علماے دین کو لازم ہے کہ اس عقیدہ سے اُسے باز رکھین اور سمجھا ئین
کہ یہ فرض نہین ہین نہ یہ کہ ان دو رکعتون کے پڑھنے سے ممانعت کرین اور ایک فعل نیک سے باز
رکھین بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ ان دو رکعتون کو فرض مت کہو اور نہ عقیدہ فرض ہونیکا رکھو سنت جانکر
پڑھو اور ناغہ نکرو اور فقط اہتمام مداومت سے یہ گمان کرنا کہ فرض جانتا ہی نادانی ہے آیا دیکھین کہ
حدیثون مین کسقدر تاکید اور اہتمام مداومت کا امور غیر مفروضہ پر ہے اور ایسا ہی اگر کوئی کلی کرنے ناک
مین پانی دینے یا بسم اللہ کہنے کو مثل اسکے کسی امر سنت یا مستحب کو فرض کہتا ہو تو اُسکو یہ سمجھانا چاہئے
کہ یہ فرض نہین ہے اور اس فعل مسنون یا مستحب کو منع کرنا نچاہئے اور یہ سمجھکر کہ جیسے وضو مین مونھہ
دھونے کو کہ فرض ہے ناغہ نہین کرتے ہین ایسے ہی مضمضہ اور استنشاق کو بھی ناغہ نہین کرتے
لوگون نے اس سنت کو برابر فرض کے سمجھ لیا ہے یہ کہنے لگے کہ مضمضہ اور استنشاق اسطرح بدعت ہے
تو خود بھی گمراہ ہوا اور دوسرون کو بھی گمراہ کیا جیسا کہ وہابیہ امور مباح اور نیک کو فقط مباح اور تخصیص
سے یہ گمان کرکے کہ لوگ اسکو فرض جانتے ہین جو اہتمام اور مداومت کرتے ہین حرام اور بدعت کہنے
لگے اور نہ دیکھا کہ حدیثون مین کیسی تاکید مداومت کی امور خیر اور وظیفون مین ہے اور نہ سمجھے کہ اہتمام

اور مداومت سے کچھ فرض نہین جانا جاتا جب تک عقیدہ فرض کا نہو اور حال عقیدہ کا بے زبان
سے کہے دوسرے کو نہین کھلتا پس ایک گمان غلط پر حکم کفر اور حرام کا کرنا بے تامل کام علماے دیندار
کا نہین ہے یہان یاد رکھنا چاہیئے کہ فرض اور سنت سمجھنا کام دل کا ہے فقط مداومت اور اہتمام
سے سنت وغیرہ فرض نہین ہوجاتی ہین اور ایسی ہی ثابت ہوتی ہے تخصیص حدیث ابوداود
سے کہ نذر کی ایک شخص نے زمانۂ رسول خدا صلعم مین قربانی اونٹ کی بوانہ مین اور فرمایا پیغمبر خدا
صلعم نے اوف بنذرك اور اسیطرح نذر کی لبید صحابی نے ان لا تهب الصبا الا نحر واطعم جیسا
کہ تہذیب نووی مین تمام قصہ لکھا ہے اور اسیطرح ایک عورت نے کہا کہ یا رسول الله نذرت
ان اضرب على راسك الدف قال اوفي بنذرك رواه ابوداود اور اسیطرح کہا ایک عورت
نے نذرت ان اذبح بمكان كذا وكذا مكان يذبح اهل الجاهلية فقال هل كان
بذلك المكان وثن من اوثان الجاهلية يعبد قالت لا قال هل كان فيه عيد من
اعيادهم قالت لا قال اوفي بنذرك اور اسیطرح ابوداود اور دارمی مین ہے کہ کہا ایک رجل نے
دن فتح مکہ کے انی نذرت لله ان فتح الله عليك ان اصلي في بيت المقدس ركعتين قال
صل ههنا ثم عاد فقال شانك اذا اور ایسے ہی کتب فقہ مین لکھا ہے کہ اگر نذر کرے روزہ یوم
معین کا تو اُسی دن واجب ہے کچھ تعین یوم سے نذر حرام نہین ہوتی اور اگر نذر کرے کوئی طعام
خاص تو ویسا ہی کھلاوے کچھ تعین طعام بدعت نہین ہے پس یہ بیان اُن خصوصیات زمانی اور
مکانی کا تھا کہ زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین صحابہؓ سے ظہور مین آیا اور آنحضرت صلعم نے جائز فرمایا
اور جو تاکید اور اہتمام مداومت کا اور نیک غیر مفروضہ پر حدیثون مین وارد ہوا اب علاوہ اسکے جواور
ازمنہ مین اتفاق ہوا اور علماے دین نے اسے نیک کہا تحریر ہوتا ہے۔ چنانچہ لمعۂ مکیہ مین ہے
کہ اتفاق ہے علما کو بیچ حسن تخصیص دن پیدائش رسول الثقلین صلے اللہ علیہ وسلم کے ہر سال نیکی اور
احسان کرنے مین اور رد کیا گیا ہے قول اُنکا جنہنے کچھ کلام کیا اسمین اور وہ کوئی شاذ و نادر ہوا ہے
اور ایسے ہی حکم اباحت کا ہے قید لگانے مصافحہ مین بعد عصر اور صبح کے جو شامل نماز ہون اور
ایسی ہی بدعت حسنہ مین اتفاق ہے علما کو کہ جایز ہے کرنا اُسکا بلکہ مستحب اور امید ثواب ہے اگر نیک
ہو نیت کرنیوالیکی اُسمین۔ اور ایسے ہی تعین خرچ کا ہے ماہ رجب مین جسکو عتیرہ کہتے مین ایک فعل

مشرکین کا ساتھ بتون اپنے کے اور بعید دور ہونے قبح بتون کے اور داخل ہونے نیکی کے یعنی ذبح
واسطے اللہ کے مقرر رکھا اُسکو پیغمبر خدا صلعم نے جیسا کہ مذہب ایک جماعت کا ہے اور مستحسن کہا بعض
اماموں نے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین سے اور نہ حرام کیا گیا کچھ تقیید زمان سے باوجودیکہ تقیید مشرکین
تھی آور جو حکم کرتا ہے کراہت کا وہ بسبب تعارض دلیلون کے کرتا ہے نہ کچھ تقیید زمانی کے سبب سے
پس ظاہر ہوا بطلان مذہب مبتدعین نجد کا فقط اب جسوقت یہ قاعدہ حدیث سے غلط معلوم ہوا
تو واضح ہوا کہ جسقدر کامون کو اس قاعدہ پر بدعت کہتے ہین سب غلط اور جھوٹ ہین جیسے کہتے ہین
کہ ایصال ثواب بروح اموات امر نیک ہے مگر تعین یوم اور تخصیص پڑھنے سورۂ فاتحہ سے بدعت
ہوجاتا ہے اور اسی تعین کے سبب سے دسوین بیسوین چہلم اور ششماہی برسی وغیرہ سب کو بدعت کہتے
ہین اور یہ سب غلط اور افترا ہے کیونکہ جس قاعدہ پر اسکی تفریع ہے وہ قاعدہ ہی جھوٹ اور غلط
ہے اور طرفہ تر یہ ہے کہ اُنکو علم بھی اسکا نہین ہے ورنہ کبھو ایسا نہ کہتے اسلئے کہ چہلم وغیرہ سب مین
رسم ہے کہ پورے چالیس دن مقرر نہین رکھتے ہین کچھ دو تین دن غیر معین کم کردیتے ہین اور
اسیطرح دسوین وغیرہ مین پھر تعین یوم کہان رہا مگر یہ لوگ نادان اپنی طرف سے ایک بات افترا
کرکے اُسپر حکم بدعت کا کرتے ہین اور کچھ خوف خدا جھوٹ حکم کرنے سے یا معذب ہونے کسی مردہ
سے نہین کرتے اور نہین پڑھتے آیۃ وَيَفْتَرُونَ عَلَى اللهِ الْكَذِبَ کہ جھوٹ مسئلہ کہنے پر کیا وعید
ہے یعنی مخالف حکم شارع کو حکم شرع کہنا کیسا سخت گناہ ہے آور ایسا ہی حال ہے بہت سارے
خصوصیتون کا کہ اُنکو وہابیہ بدعت کہتے ہین اور علمائے سلف نے مستحب لکھا ہے جیسے عشرہ محرم
کو فاتحہ جناب سید الشہدا امام حسین رضی اللہ عنہ کی کھچڑہ پر خاصکر یا معصومون کی دودھ خشکہ پر
بدعت کہتے ہین آور مولوی رفیع الدین صاحب نے اس باب مین فتویٰ لکھا ہے کہ تخصیص ماکولات
در فاتحہ بزرگان مثل کھچڑہ در فاتحہ امام حسین رضی اللہ عنہ و توشہ در فاتحہ شیخ عبد الحق وغیرہ ذلک
وہمچنان تخصیص خورندگان چہ حکم ست (جواب) فاتحہ و طعام کہ بے شبہ از مستحسنات است و
تخصیص کہ فعل مخصص ست باختیار وست باعث منع نمی تواند شد و این تخصیصات از قسم عرف و
عادت اند کہ بمصالحہ خاصہ و مناشی خفیہ ابتدا بظہور آمدہ رفتہ رفتہ شیوع یافتہ در حق کھچڑہ صاحب
در مختار و صاحب قنیہ و دیگر فقہا تصریح نمودہ اند و تخصیص آنحضرت صلعم ذبح جانور بصدائق خدیجہ

رضی اللہ عنہا بطریق صحیح ثابت ہست اب دیکھو فقہا کیا لکھتے ہین اور دو مخطین وہابی مشرب
کیا کہتے ہین سہ بہ بین تفاوت رہ از کجا ہست تا بکجا + اور تفسیر عزیزی مین خواص مجربہ سورۂ
بقر سے لکھا ہے کہ زمانہ برآمد چیچک لڑکون مین وقت صبح نہار مونہہ اس سورت کو تجوید سے
روبرو لڑکے کے پڑھے اور دم کرے اور وہ لڑکا بھی نہار مونہہ ہو بفضل الٰہی اُس سال چیچک
نہ نکلیگی یا آسانی ہوگی مگر شرط یہ ہے کہ وقت قراءت سورہ ڈھائی پاؤ چانول ساتھ دہی
اور شکر کے کسی مستحق کو اُسی مجلس مین روبرو لڑکے اور قاری کے کھلاوین اور ایسی قیدین اور
تخصیص پیغمبر خدا صلعم اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور اکابر اولیا حقین سے ہر زمانہ مین
باعتبار تجربہ اور عادت اور نقل کے مروی ہین پس جو کام ممنوع شرعی ہین بے تخصیص اور
باتخصیص دونو طرح منع ہین اور جو کام کہ مباح اور نیک ہین ہر تخصیص قلب ماہیت اُنکا نہین
کرتی کہ حرام اور کفر کر دے مباح سے - دیکھو عمل دفع عین ہین کہ کیسی تقیدات اور تخصیصات
تمام صحاح مین مروی ہین اور سب معمول صحابہ اور تابعین علی الاستمرار چلی آتی ہین جیسا کہ ابن اثیر
نے نہایہ مین لکھا ہے کہ تھی عادت انکی کہ جب کسی آدمی کو کسیکی نظر لگتی تھی تو لاتے تھے نظر
لگانیوالے کے پاس ایک پیالہ پانی کا پس وہ ہاتھ ڈالکر ہلاتا تھا پھر تھوکتا تھا پیالہ مین پھر
داخل کرتا تھا ہاتھ بایان پھر ڈالتا تھا داہنے ہاتھ پر اور داخل کرتا تھا داہنا ہاتھ پھر ڈالتا
تھا بائین ہاتھ پر پھر ڈالتا تھا داہنی کوہنی پر پھر داخل کرتا تھا داہنا پھر ڈالتا تھا بائین قدم
پر پھر داخل کرتا تھا ہاتھ بایان پس ڈالتا تھا زانو داہنے پر پھر داخل کرتا تھا داہنا ہاتھ پس
ڈالتا تھا زانو بائین پر پھر دھوتا تھا داخل ازار اپنے کو نہ رکھتا تھا پیالہ زمین پر پھر ڈالتا تھا وہ
پانی مستعمل چشم زخم رسیدہ پر اُسکی پشت پر ایک دفعہ پس اچھا ہو جاتا خدا کے حکم سے اور سواء ب
مین بعد اس عبارت کے لکھا ہے کہ ممکن نہین جاننی وجہ اسکی عقل سے اور بہ سبب نہ سمجھ مین
آنیکے مردود بھی نہین اور کہا ابن عربی نے کہ اگر توقف کرے کوئی متشرع تو کہینگے ہم اُسکو
کہ خدا اور رسول دانا تر ہے صدق معانی اسکے کو اور تجربہ گواہ اور اگر توقف کرے کوئی فلسفی پس
ادویہ نزدیک اسکے کبھی فعل بقوۃ کرتے ہین کبھی بمعنی کہ نہین مفہوم ہوتا سبب اُسکا اور اُسکو
خواص ادویہ کہتے ہین فقط اور حصن حصین مین ہے کہ بعد نکاح حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا

کے آنحضرت صلعم نے پانی منگایا حضرت فاطمہ سے اور تھوکا اُسمین اور ڈالا اُنکے سر اور سینہ اور پشت پر
اور دعا کی اور اسیطرح پانی منگایا جناب علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے اور تھوکا اُسمین اور ڈالا سر اور
سینہ اور پشت اُنکی پر اور بہت تخصیصات اس قسم کی جیسے رقیہ پھوڑے پر اُنگلی زمین پر رکھنی وغیرہ
حدیثون مین مذکور ہین پس خصوصیات اعمال وغیرہ جو صلحاے مومنین سے منقول ہین انہین
خصوصیات واردہ صحاح پر قیاس کرنا چاہیئے اسلئے کہ قیاس حمل کرنا مثل کا ہے مثل پر اور قیاس
صلحائے مومنین کا مقبول ہے ورنہ فقہ علم دین نرہے بدعت سیئہ ہو جائے اور حال خصوصیات
کا زمانۂ سلف سے شاہ عبد العزیز صاحب تک لکھا گیا اور حدیثون مین جو تخصیصات مذکور تھین بعض
جگہ سنداً لکھی گئین آیندہ ہادی حقیقی خدا ہے اور اعمال کشف قبور اور چیچک وغیرہ صدہا قسم کے
شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھے ہین اور سابق بہت صلحا سے منقول ہین اور بہت خصوصیات حضرت
شیخ عبد الحق محدث رحمہ نے اپنی تصانیف مین ذکر کئے ہین جسکو تامل ہو دیکھے اور مولانا عبد اللہ
گجراتی کہ بڑے عالم اپنے وقت کے اور ہمعصر حضرت شیخ عبد الحق کے ہین وہ اپنے وصیت نامہ
مین لکھتے ہین کہ تقیدات و تخصیصات در اوضاع و تراکیب ماکولات بفاتحہ و نیاز ہا سے بزرگان
از اتفاقات و رسوم صالحہ است چرا کہ معمول مشائخ کرام و اولیاء عظام است کسانیکہ کمال ظاہری
و باطنی ایشان متفق علیہ کافہ انام است اہل اسلام بر آن مقید بودہ اند و حکم کردہ بلکہ بعضے از تراکیب
مشہورہ کہ فاتحہ و نیاز فلان بزرگ باین طور و بر آن چیز باید در رسائل و اوراد اکابر ہم بنظر آمدہ مثل
ترکیب توشۂ اصحاب کہف وغیرہ گو اصل لم معلوم نیست اما عمل بدان مناسب کہ داخل تجربیات
است و ظہور برکات و آثار درین تخصیصات از یقینیات ہست مثل سائر تجربیات فقط آب جائے
غور ہے کہ تجربیات جالینوس و بقراط وغیرہ فلاسفۂ یونان کو در باب معالجہ حسب خصوصیت
وزن اور ترکیب معجون و سفوف وغیرہ سے اُنہون نے لکھا ہے بلا تامل اُسکو یقین کرتے ہین
اور اُسی ترکیب سے بکمال اہتمام استعمال مین لاتے ہین اور خصوصیات مجربۂ علما اور صلحا کو بیچ اعمال
علاج کے کہ حدیث سے ثابت ہے اور تجربیات اوضاع اُنکے کو بیچ ظہور برکت کے جو بحد تواتر
ثابت ہے اُنمین کلام بیجا کرتے ہین اور بدعت سیئہ کہتے ہین پس ان لوگون کے نزدیک صلحاے
مومنین کا مجرب کہنا برابر ایک فلسفی ملحد کے مجرب کہنے کے معتبر نہین ہے اب یہ تو ہین امر

تحقیر علما اور صلحا نہین تو کیا ہے اور اگر کوئی کہے کہ اعتبار قول فلاسفہ دین مین نہین ہے تو ہم کہتے ہین
ہم کہ معالجہ بدوا مثل سنا و کلونجی و عسل وغیرہ اور دعا اور رقیہ بآیات مثل سورہ فاتحہ وغیرہ و اعمال
مثل عمل حبین امر مسنون ہے جیسا کہ ایصال ثواب خیرات و مبرات باموات امر مسنون ہے چنانچہ
اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ہے کہ حج اور نماز اور روزہ وغیرہ نیک کام فلان
شخص کی طرف سے کیا جاسے تو آپنے اجازت دی ہے جیسا حدیثون مین لکھا ہے پس جسطرح علاج
برقیہ مین شرط ہے کہ کلمات کفر وغیرہ نہون اور علاج بدوا مین شرط ہے کہ دوا سمی نہو اور معالج دانا بکار
علاج ہو ورنہ ماخوذ ہوگا اسیطرح ایصال ثواب مین شرط ہے کہ مال حرام نہو اور ریا نیتاً سو انکی طرف
سے دیا جاوے احکام دین سب متعلق ہین اب علاج بدوا مین قول اور تجربہ فلاسفہ کہ ملحد اور
بیدین ہین کافی تصور کرتے ہین اور علاج باعمال اور منتر بآیات قرآنی کیسی ہی نیک آدمی کہین مگر
خالی بدعت سے نہین کہتے اور اسیطرح خصوصیات طعام اور فاتحہ کو نیاز بزرگون مین اگرچہ اتفاقات
مصالحہ اور رسم کی قسم سے ہون یا مبنی کسی مصلحت وقت پر اور فاعل اُس خصوصیت کو دین مین دخیل نجانے
اور نہ شرط اور رکن سمجھے ایصال ثواب کا مگر بدعت سیئہ ہے اب کیا چاہئے کہ علما اور صلحا سے کہ جنکی
محبت اور تعظیم کا حکم ہے اور اہانت اُنکی کفر ہے کیا اعتقاد ہے کہ ایک ملحد کے تجربہ کے برابر اُنکے تجربہ
کا اعتقاد نہین بلکہ تجربہ علما اور صلحا کو کہ مستند اور مستنبط آیت اور حدیث سے ہو ضلالت کہدینگے
اور کسی طبیب ملحد کے تجربہ کو غیر مسلّم نہین کہنے کے - دوسرا اصول نجدیہ یہ ہے کہ جو کچھ شارع سے منقول
نہین ہے وہ حرام ہے یعنی اصل اشیا مین حرمت کہتے ہین موافق مذہب معتزلہ بغداد کے اور نزدیک
اہل سنت وجماعت کے قبل ورود شرع اصل اشیا کے اباحت ہے اور یہی مختار ہے اکثر شافعیہ و حنفیہ کا
اور یہ اباحت اہل سنت کے نزدیک حکم نہین ہے بلکہ یہ معنی ہین کہ ماخوذ نہین ہوتا آدمی ساتھ فعل
اور ترک کے مثل مباح کے برخلاف معتزلہ کے کہ اُنکے نزدیک حکم ہے اسلئے کہ کل معتزلہ کے نزدیک حسن
وقبح اشیاء کا عقلی ہے نہ شرعی اشیاء حسن واجب یا مندوب ہین اور اشیاء قبیحہ حرام یا مکروہ اور
جسکا حسن وقبح عقل سے دریافت نہین ہوا وہ مباح ہے قبل شرع اور بعد شرع بے مداخلت شارع
نزدیک معتزلہ بصرہ کے اور اسکو اباحت اصلیہ اور اباحت حقیقیہ کہتے ہین اور معتزلہ بغداد ایسی چیز
کو جسکا حسن وقبح عقل سے دریافت نہو حرام کہتے ہین اور بعد ورود شرع کے اباحۃ شرعی مراد ہے خطاب

شارع سے بتخییر یعنی جس چیز کے فعل اور ترک مین اختیار شارع کیطرف سے دیا گیا ہو مباح شرعی ہے اور جو کام کہ
اُسکے کرنے نہ کرنے مین کچھ حرج شرع سے نہ معلوم ہو پس گویا شرع سے اُسمین حکم تخییر ہے اور یہ
اباحت اصلیہ شرعیہ ہے اور اسمین کسی اہل سنت کے علمائے معتمدین کو اختلاف نہین ہے جیسا
کہ مسلم مین ہے الاباحة حكم شرعي لانه خطاب الشرع بالتخيير والاباحة الاصلية نوع
منه لان كل ما عدم فيه المدرك الشرعي للحرج في فعله وتركه فذلك حكم شرعي
بحكم الشرع بالتخيير فهي لا يكون الا بعد الشرع خلافا لبعض المعتزلة اور ایسا ہی شرح
مختصر الاصول مین ہے الاباحة حكم شرعي خلافا للمعتزلة فانهم يقولون المباح ما
انتفى الحرج في فعله وتركه وذلك ثابت قبل الشرع وبعده ونحن ننكر ان يكون
ذلك اباحة شرعية بل الاباحة الشرعية خطاب الشارع بذلك پس نزاع یہ ہے کہ
آیا اباحت شرع مین نہونا حرج کا ہے بیچ فعل اور ترک ایک کام کے یا حکم شارع ہے ساتھ اُسکے
اور تحقیق یہ ہے کہ جو کام ایسا ہے کہ عقل دریافت نہین کر سکتی اُسمین کہ آیا مشتمل ہے کسی مصلحت
یا مفسدہ پر یا خالی ہے دونو سے اور نہ خطاب شارع اُس سے بالتصریح اس حال کو منکشف کرتا ہے
پس وہ مباح ہے بالاتفاق نزدیک معتزلہ بصرہ کے اس جہت سے کہ اباحت نہونا حرج کا ہے
بیچ فعل اور ترک اُس کام کے عقلاً اور یہ ایسا ہی ہے اور نزدیک جمہور کے اِس جہت سے کہ جسوقت
شرع سے کچھ حرج اُسکے فعل اور ترک مین نہ معلوم ہوا پس گویا حکم ہوا شارع سے بتخییر کہ چاہے کرے
چاہے نکرے ایسا ہی لکھا ہے کتب اصول حنفیہ مین الغرض بعد ورود شرع اور منعدم ہونے مدرک
شرعی حرج کے بیچ فعل اور ترک ایک کام کے اُسکی اباحت پر اتفاق ہے علمائے اصول کو اور محدثین
بھی گواہ ہین اسپر ظاہر جیسے کہ روایت ہے ابن عباس رض سے قال كان اهل الجاهلية ياكلون
اشياء ويتركون اشياء تقذرا فبعث الله نبيه وانزل كتابه واحل حلاله وحرم حرامه فما احل فهو حلال
وما حرم فهو حرام وما سكت عنه فهو عفو اور شیخ عبدالحق محدث رح نے بیچ ترجمہ مشکوة کے اس حدیث مین لکھا ہے
کہ ازینجا معلوم می شود کہ اصل در اشیا اباحت ہست اور مشکوة مین ابو ثعلبہ خشنی سے روایت ہے کہ فرمایا
پیغمبر خدا صلعم نے ان الله فرض فرايض فلا تضيعوها وحرم حرمات فلا تنتهكوها وحد
حدودا فلا تعتدوها وسكت عن اشياء فلا تبحثوا عنها اور ملا علی قاری رح نے بیچ شرح اس

حدیث کے لکھا ہے کہ یہ دلالت ہے اوپر اسبات کے کہ اصل اشیا میں اباحت ہے اور تفسیر مدارک میں
بیچ آیۃ قُل لَّآ اَجِدُ فِیمَآ اُوحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا کے لکھا ہے کہ فیہ تنبیہ علی ان التحریم انما یثبت بوحی
اللہ وشرعہ لا بھوی النفس اور ایسے ہی کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ شرح وقایہ میں ہے
لما حکم بعودۃ المسفوح بقی غیر المسفوح علی اصلہ وھو الحل ویلزم منہ الطھارۃ اور ہدایہ میں ہے ان الاباحۃ
اصل اور باب غنائم میں ہے فبقی اصل الاباحۃ للحاجۃ پس یہ قول کہ جو کچھ پیغمبر خدا صلعم اور صحابہ کرام
سے منقول نہیں خلاف شرع اور ضلالت ہے مخالف عقیدہ اہل سنت اور جماعت کے ہے چنانچہ تلفظ
بہ نیت کو کہ اکثر علمائے حنفیہ اور شافعیہ نے مستحب لکھا ہے ظاہریہ اسکا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں
کہ جیسی متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واجب ہے فعل میں واجب ہے ترک میں بھی پس جو کوئی
کرے وہ کام کہ نہیں کیا ہے آنحضرت صلعم نے پس مبتدع ہے اسلئے کہ عدم فعل نبی صلعم بھی حجت
ہے مثل فعل نبی صلعم کے اور رد کیا ہے علامہ مصری نے اس مذہب ظاہریہ کو شرح مسند میں اور لکھا
کہ یہ مخالف ہے تمام علمائے اصول کے اور شرح اشباہ ونظائر حموی میں جو مذکور ہے اُس سے بھی ظاہر
ہوتا ہے کہ متابعت ترک میں واجب نہیں ہے بلکہ متابعت فعل میں بھی مطلق واجب نہیں ہے
چنانچہ توضیح تلویح میں لکھا ہے کہ افعال غیر جبلی آنحضرت صلعم مثل اُٹھنے بیٹھنے کھانے پینے کی دو قسم
ہیں ایک وہ ہیں کہ اقتدا انکا واجب اور ایک غیر مقتدا بہ ہیں اور مطلق فعل جو خالی ہو قرینہ فرض اور
وجوب اور استحباب اور اباحۃ سے مختلف فیہ ہے صاحب توضیح نے لکھا کہ مختار اباحۃ ہے اور صاحب
تلویح لکھتا ہے کہ اصل اشیا میں اباحۃ ہے اور حجۃ اللہ البالغہ میں شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ مروی ہے دو قسم ہے ایک وہ کہ منصب تبلیغ رسالت سے ہے جیسے
مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا اور دوسرا تبلیغ رسالت کی قسم سے نہیں
جیسے اِنَّمَآ اَنَا بشر اذا امرتکم بشیء من دینکم فخذوہ واذا امرتکم بشیء من رأی فانما انا
لبشر اور جیسا کہ تابیر نخل میں فرمایا ہے انی انما ظننت ظنا ولا تواخذونی بالظن ولکن اذا
احدثتکم عن اللہ شیئا فخذوا بہ فانی لم اکذب علی اللہ پس اُسی غیر منصب رسالت سے ہے طب اور
اُسی باب سے ہے یہ حدیث علیکم بالادھم الاقرح کہ اصل اسکی تجربہ ہے اور اُسی سے ہیں افعال
آنحضرت صلعم جو بطریق عادت تھے نہ طریقہ عبادت سے اور اسی سے ہیں افعال اتفاقیہ بغیر قصد کے

اور اُسی سے ہین باتین موافق باتون قوم کے جیسے حدیث ام زرع کی اور اُسی مین سے ہین وہ کام
کہ کسی مصلحت جزئیہ کے لیے عمل مین آئے اُسوقت اور سب اُمت پر لازم نہین اور اُسی مین سے
ہے حکم اور فیصلہ خاص فقط پس وجوب متابعت فعل مین بھی اُن افعال مین ہے جو بابِ رسالت
سے تھی نہ ہر فعل مین کہ بسبیلِ عادت یا مصلحتِ وقت صادر ہوئے اور وجوب متابعتِ ترک
مین مذہب کسیکا علماے محققین سے نہین مگر ظاہریہ اسکے قائل ہوئے ہین جو منکر قیاس ہین اور
یہ مذہب انکا اہل حق کے نزدیک بدعت مردودہ ہے مثل مذہب روافض اور خوارج کے اور یہ قول
وہابیہ کا بھی ماخوذ اُنہین کے عقائد باطلہ سے ہے اور صدہا کامون مین اسی پر تفریع کر کے بدعت
ضلالت کہتے ہین اور جب یہ اصل ہی مردود ہے تو فروعات جو اس اصل پر متفرع ہین بطریق اولی
مردود ہین اور اگر متابعت ترک مین بھی واجب ہو جیسا کہ ظاہریہ اور وہابیہ کہتے ہین تو لازم آتا ہے
کہ ہزارہا مسائل فقہ کہ ائمہ دین نے مستنبط کر کے لکھے ہین اور آنحضرت صلعم سے وہ فعل اُس صورت
سے صادر نہین ہوئے ہین وہ سب مسائل فقہ حنفی اور شافعی وغیرہ بدعتِ ضلالت ہو جائین اور
علاوہ اسکے جن امامون اور مجتہدون نے کہ صورتین افعال غیر صادرہ آنحضرت صلعم انکا لکھی
ہین اور اُنپر حکم جواز اور استحباب وغیرہ کا کیا وہ حکم کرنیوالا جواز و استحباب کا ساتھ بدعت ضلالت
اور ترک واجب کے مقرر ٹھیرے عیاذًا باللہ ایسے مذہب سے کہ جس سے پیشوا اور ائمہ دین کا گمراہ اور موجد
بدعت ہونا لازم آوے اور حکم کرنے والے بہ ترکِ واجب قائم ہون اور فقہ کہ جسکو علم دین کہتے
ہین وہ بدعتِ ضلالت ہو جاوے اور اسیطرح صحابہ رض نے بہت سارے کام کئے ہین کہ آنحضرت
صلعم نے ترک کئے تھے جیسے حضرت عمر رض نے بعد ختم سورۂ بقرہ اونٹ نحر کیا اور دعوت صحابہ کی کہ
آنحضرت صلعم سے کہین منقول نہین اور تراویح مقرر فرمائی اور دو اذانین جمعہ مین مقرر کین اور اسیطرح
زمانۂ صحابہ مین قرآن شریف جمع ہو کر لکھا گیا اور ایسے ہی لکھنا باجرت اور بیچنا قرآن شریف کا
زمانۂ تابعین اور تبع تابعین مین نکلا یہ سب باتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک کی تھین پس
اگر متابعت ترک مین واجب ہے تو تمام صحابہ اور تابعین اور ائمہ مجتہدین سب تارک واجب
ہوئے اور کسی نے نہ سمجھا اب تیرھوین صدی مین نجدیہ کو یہ ہدایت ہوئی کہ تمام سلف نے ترک
واجب کیا۔ اور ایسے ہی التباس اُنکو معنی حدیث من تشبہ بقوم فھو منھم مین ہے کہ تشبیہ

کو مطلقاً مستلزم مساوات جانتے ہین اور اسی قاعدہ پر بہت فروعات در آپ کفر نکالے ہین پس
اول تو یہ روایت ابوداؤد کی ابن عمرؓ سے اسناد اسکی ضعیف لکھی ہین ایسی حدیث ضعیف احکام
دین معتبر نہین ہوتی ہے اور ہر کام مین کہ مشابہت باہل کفر اور بدعت ہو وہ کفر اور بدعت ہو جاے کلیۃً صحیح نہین ہے
بلکہ بہت سارے کام کہ انمین مشابہت بکفار و مشرکین ہے اور شرع مین نیک ہین مسلمانون کو
حکم ہے انکے بجالانے کا جیسے تعظیم صفا اور مروہ مین مشابہت ہے مشرکین کے ساتھ کہ اسپر اساف
اور نائلہ دو بت دھرے تھے اور انکی تعظیم کرتے تھے۔ پس معلوم ہوا کہ مطلق تشابہ باہل کفر و بدعت سے
کافر نہین ہوتا نہ مذموم ہے جیسے وہابیہ کہتے ہین اور یہ خدا کی طرف سے قہر ہے انکے دلون پر کہ جو علماء
دین اور ائمۂ سلف نے معنی آیت اور حدیث بیان کئے ہین انکو سنتے دیکھتے نہین اپنی عقل سے نئی
معنی نکالتے ہین اور اہل حق نے جو معنی لکھے ہین انکو قبول نہین کرتے جیسے کہ ایک فرقہ معتزلہ اور
روافض قائل وجوب لطف کا حق تعالیٰ پر ہے آیۂ کَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ سے اور ایسے ہی
فرقۂ مجسمہ کہ خدا تعالیٰ کے بھی جسم ثابت کرتے ہین آیۂ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ سے اور ایسے ہی ناصبی
اور رافضی اور مرجیہ وغیرہ سب معتقد مین قرآن اور حدیث سے اپنی عقل کے موافق سمجھکر گمراہ ہوے
ہین اگر اقوال اہل حق کو سنتے اور اپنی عقل کو دخل نہ دیتے تو گمراہ نہ ہوتے۔ آب اس حدیث کے معنی
جو شرح جامع صغیر مین لکھے ہین تحریر ہوتے ہین مَن تشبہ بقوم ای تزی بظاھرہ فی زیھم
فھو منھم ای من تشبہ بالصلحاء یکرم کالصلحاء ومن تشبہ بالفساق یھان ومن وضع علیہ
علامۃ الشرف اکرم وان لم یتحقق بشرفہ وھذا بشری لمن تشبہ باھل اللہ اور ملا علی قاری نے
شرح فقہ اکبر مین لکھا ہے انا ممنوعون من التشبہ بالکفر واھل البدعۃ المنکرۃ فی شعارھم لا
منھیون عن کل بدعۃ ولو کانت مباحۃ سواء کان من افعال المشرکین او من افعال اھل
السنۃ او اھل البدعۃ فالمدار علی الشعار اور حسفکی نے خزائن الاسرار مین لکھا ہے ان التشبہ باھل
الکفر والبدعۃ لا یکرہ فی کل شیء بل فی المذموم وفیما یقصد بہ التشبہ اور شاہ عبد العزیز صاحب نے
بیچ تفسیر آیہ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ کے لکھا ہے کہ ہونا صفا اور مروہ کا شعائر خدا سے
برکت صبر حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا سے حاصل ہوا کہ معیت خاصۂ الٰہی نے درمیان انہین دو پہاڑون کے
اسپر جلوہ گر ہوکر انکی مشکل کو حل فرمایا اور یہ دونو پہاڑ بسبب رکھنے مشرکین کے اساف اور نائلہ دو بتون کو

ان پر اور پرستش کرنی اُنکی بتون کو شعائر اللہ ہونے سے ساقط نہوے پس اگر یہود و نصارا تم پر طعن
کرین کہ تم مکان بتون کی تعظیم اور طواف کرتے ہو اور مشابہت بت پرستون کی اپنے اوپر گوارا کرتے
ہو کہ مخالف دین ہے پس اس طعن اُنکی سے پروا نکرو اور تنگدل نہو کہ معاملہ با خدا ہے اور نیت تمہاری
بجالانا کار نیک حج و عمرہ کا ہے نہ تعظیم بتون کی فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا یعنی جو کوئی بقصد طاعت نیک کام
کرے فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ پس خدا قدردان ہے دانا عمل اُسکا ضائع نہین کرتا گو بظاہر مشابہت
کفار پیدا ہو جیسا روزہ عاشورا پس جو کوئی ان مکانون مین بہ نیت تعظیم بتون کے جاتا ہے عمل اُسکا
مردود ہے اور جو بہ نیت ادا ے حج جاتا ہے عمل اُسکا مقبول جیسے محدثین شعبی سے روایت کرتے ہین
کہ صفا پر ایک بت تھا اساف نام اور مروہ پر نائلہ مشرکین بعد طواف کعبہ درمیان صفا و مروہ کے سعی
کرتے تھے اور ان دونو بتون کو بوسہ دیتے تھے اور ہاتھ لگاتے تھے جب حکم حج اور سعی صفا و مروہ
کا ہوا تو لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اہل جاہلیت سعی صفا و مروہ واسطے دو بتون کے کرتے
تھے یہ شعائر اللہ نہین پس ہمکو کیا ضرور ہے بلکہ خوف مشابہت با اہل جاہلیت ہے حق تعالی نے
یہ آیت نازل فرمائی کہ جو چیز شعائر اللہ ہے مشابہت کفار سے اسمین کچھ قباحت نہین نیت اطاعت
خدا کے مشابہت کفار اسوقت حرام ہے کہ مرضی ہونا اُس کام کا شرع سے ثابت نہو جیسے تعظیم نوروز
اور مہرجان اور ہولی اور دوالی اور بسنت اور دسہرہ اور جانا معبد کفار مین اور قشقہ لگانا اور زنار گلے
مین ڈالنا یا داڑھی مونچھ وقت مصیبت منڈانا اور کھاتے پیتے وقت قصد اسراف اور بدن برہنہ کرنا اور
مثل اسکے اور اگر مطلق مشابہت کفار حرام ہوتی تو حج اور عمرہ اور ختنہ اور صوم عاشورا اور قربانی اور تعظیم
اشہر حرم و تعظیم ہدی و قلائد اور بقیہ رسومات ملت ابراہیمی کہ کفار مین رائج تھین یا نماز کسوف اور خسوف
اور دینا اُسوقت اور آزاد کرنا بردہ اور ضیافت مہمانون کی اور سبیل لگانی پانی کی رستون پر واسطے مسافرون
کے کہ رسم ہنود ہے یہ سب امور اور مثل اسکے حرام ہو جاتے یہ ہے خلاصہ تفسیر عزیزی کا - اور تحفہ اثنا عشریہ
مین ہے کہ تشبیہ اور استعارہ سے برابری مشبہ کی مشبہ بہ کے سمجھنی کمال نادانی ہے اشعار اور مدائح مین مشہور ہے
کہ خاک صحن بادشاہون کو ساتھ مشک کے اور کنکرون کو وہان کے ساتھ موتیون کے تشبیہ دیتے ہین
کوئی برابر نہین سمجھتا ہے اور احادیث صحیحہ مین تشبیہ ابو بکر رض کی ساتھ ابراہیم ع کے اور تشبیہ عمر رض کی ساتھ
نوح ع کے اور تشبیہ ابوذر رض کی ساتھ عیسی ع کے مروی ہے لیکن برابری انکی ساتھ انبیاء کے گمان

نہین کی جاتی ہے پس یہی داب امتون مبتدعین سابقین مثل نواصب اور روافض اور معتزلہ کا ہے
کہ اپنے دل سے ایک معنی بلاسند ایمۂ دین کے نئی نکالتے ہین اور اُس بدعت ضلالت کو لوگون مین
جاری کرتے ہین پس ظاہر مین لوگون کو بدعت سے ڈراتی اور بچاتی ہین اور درحقیقت داعی بدعت ضلالت
مین گمراہ کرتی ہین - چنانچہ چند مسئلہ مین کہ اُنکو برخلاف تحقیق علمائے دین اور ایمۂ محققین لوگون مین
شرک اور بدعت مشہور کرتے ہین اور اُسی طریقہ سابقہ مبتدعین سے اپنا قیاس بیان کرتے ہین اور جو معنی
اُس آیت کے اہل تحقیق اور حق نے لکھے ہین نہین سُنتے چنانچہ ایاک نستعین مین تقدیم مفعول سے حصر
استعانت بخدا تعالی ثابت کرکے کہتے ہین کہ استمداد انبیا اور صلحائے مومنین سے مطلقا شرک ہے اور
یہ نہین سمجھتے کہ جب حصر استعانت کا بلاقید استقلال شرک ہوا تو استعانت انبیا اور صلحا سے کیا سبب
سے استعانت شرک ہوگی پس استعانت طبیب سے علاج مین اور باورچی سے پکانے مین اور خیاط سے
سلانے مین اور خدمتگارون سے تمام حوائج شبانہ روز مین اور راجاؤن اور امیرون سے استعانت وجہ
معاش مین اور مانند اسکے بموجب اس قاعدہ کے سب شرک ہوتے چاہئین لیکن چونکہ اصل مطلب
وہابیہ اہانت انبیا او صلحا ہے اسلیئے اِن چیزون کو شرک نہین کہتے فقط استمداد صلحا کو شرک بیان
کرتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ برتقدیر صحت اس قاعدہ کے سب استعانتین شرک ہین اور اگر یہ سب
استعانتین شرک نہین تو جس قاعدہ سے استمداد بصلحا شرک کہتے ہو وہ قاعدہ غلط ہے اور وہ استمداد شرک
نہین اب واسطے توضیح معنی اس آیت کے عبارت تفسیر عزیزی کی کہ وہابیہ ہند کے بھی اُسکو تسلیم کرتے
ہین نقل کیجاتی ہے - درینجا باید فہمید کہ استعانت از غیر بوجہی کہ اعتماد بران غیر باشد و اورا مظہر عون الٰہی
نداند حرام است و اگر التفات بجانب حق است و اورا یکی از مظاہر عون دانستہ و نظر بکارخانۂ اسباب
و حکمت او تعالی دران نمودہ بغیر استعانت ظاہر نماید دور از عرفان نخواہد بود و در شرع نیز جائز و روا است و
انبیا و اولیا این نوع استعانت بغیر کردہ اند و درحقیقت این نوع استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت
حق است - بلکہ اُسی تفسیر مین اس آیت کے معنی اور بھی لکھے ہین کہ بعض اہل معرفت کہتے ہین کہ استعانت
درینجا طلب عون نیست بلکہ طلب عین و معائنہ است یعنی عبادت از ما است و مرتبہ معائنہ دادن و بعین الیقین
رسانیدن کار تست اور اُسی تفسیر مین ہے کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین رد ہے جبریہ اور قدریہ کا اور اُسی
تفسیر مین ہے کہ جب نسبت عبادت سے اپنی طرف خود بینی پیدا ہوتی تھی اُسکے دفعیہ کے لئے ایاک

نستعین فرمایا ہے گویا فقط استعانت اس عجب عبادت کے دفع کرنے مین ہے یا کل عبادات مین یا عام جمیع امور دنیا اور دین مین اگر کلی عبادات مین ہے تو خصوصیت یہ ہے کہ ہرچند عبادت کسب بندہ ہے مگر عمل بندہ کا ساتھ پیدا کرنے خدا کے ہے اور اگر عام ہے تو وجہ اختصاص یہ کہ جب کوئی کسیکی مدد کرتا ہے تو پیہلے اُسکے دلمین ایک خواہش اُسکے مدد کی پیدا ہوتی ہے اور یہ فعل خداتعالی کا ہے پس سمجھ وہابیہ کے کہ استمداد با نبیا و صلحا مطلقا اس آیت سے شرک ہے غلط صریح ہے اسلئے کہ جب آیۃ محتمل دو معنون کو ہووے تو استدلال ایک مطلب خاص پر ثابت نہین ہوتا اور اسیطرح جب وجہ اختصاص مدد کی ساتھ پیدا کرنے عمل یا ایجاد داعیہ کے ٹھیرے تو استمداد دعامین بصلحا شرک نہین ہوتا اسلئے کہ اُنسے خلق اور ایجاد داعیہ کا کسیکو وہم و گمان بھی نہین ہوتا پس واضح ہوا کہ یہ معنی اختراعی وہابیہ کا برخلاف علماے دین کے اور یہی حال ہے کل مذاہب مبتدعین کا جبریہ اور قدریہ اور معتزلہ سے کہ آیت اور حدیث کے معنی اپنی سمجھ کے موافق لیتے ہین اور جیسے علماے محققین نے لکھے ہین نہین لیتے اسی سبب سے گمراہ ہوتے ہین۔ اور بعض انکار استمداد کا اس نظر سے کرتے ہین کہ مُردون کو ادراک و شعور نہین اور استمداد ایسے کسی سے کہ مطلب طالب سے آگاہ نہو لغو ہے اور استدلال کرتے ہین اس آیت سے اَللّٰهُ یَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا فَیُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰى عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰۤى اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى پس مُردہ اور سوتا دونو برابر ہین مردہ کو حکم آنیکا دنیا مین نہین اور سوتا پھر آتا ہے اور سوا موت دنیا پھر موت نہین ہے لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى اور یہ استدلال اس آیت سے انکا مثل دیگر مبتدعین کے غلط ہے یعنی منکرین مجازاۃ قبر اسی آیت سے دلیل لاتے ہین لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى کہ اگر قبر مین زندگی ہوتی تو موت بھی پھر ہوتی اور موت دوسری نہین ہے پس زندگی اور عذاب قبر بھی نہین اسلئے کہ جب زندگی نہین تو ادراک اور شعور کہان اور بے ادراک عذاب غیر ممکن اور اہل سنت کے نزدیک عذاب قبر کا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور عقیدہ منکرین عذاب قبر کا مردود ہے اور مثل منکرین عذاب قبر کے وہابیہ بھی اس آیت سے عدم شعور اور عدم سماعت موتیٰ ثابت کرتے ہین اور جواب اسکے علماے اہل سنت سے بہت ہوے ہین مگر شاہ عبدالعزیز صاحب نے جو تحفہ اثنا عشریہ مین نقل کیا ہے لکھا جاتا ہے کہ

قبر میں زندگی اور موت حقیقۃً نہیں ہے بلکہ بسبب منعکس ہونے شعاعوں روح کے بدن پر ایک
تعلق پیدا ہوتا ہے کہ تغذیہ اور تنمیہ بدن اُسکے ساتھ نہیں ہے کہ زندگی حقیقی ثابت ہو بلکہ وہ ایک
علاقہ سببیتہ کا ہے جیسے عاشق کو ساتھ معشوق کے یا مالک کو ساتھ غلام کے کہ وہ سبب عذاب اور نعمت
کا ہو سکتا ہے اور یا اُس صورت میں ہے کہ بدن قائم اور مدفون ہو ورنہ عذاب اور نعمت فقط روح کو
ہے کہ جسکو نفس مجرد کہتے ہیں اور بدن حقیقی اُسکا روح ہوائی ہے اور روحِ ہوائی کو متعلق کرتے ہیں
اور بدن سے کہ وہ عالمِ مثال سے ہو یا اجزائے جماد سے اِسطرح کہ دیکھنے والے کو تمیز نہیں ہوتی اس
بدن میں اور اُس بدن میں کہ دنیا میں تھا اور تعلق روح کا ساتھ بدن کے کسیطرح کا بدن ہو اُسکا
نام زندگی ہے اور بعضی آیتوں اور حدیثوں میں اِسی تعلق کو زندگی کے ساتھ تعبیر کیا ہے اور قطع
اس تعلق کو مابین نفختین میں موت کہا ہے اور محتمل ہے کہ مراد موتِ اولیٰ سے جنس موت ہو کہ
پہلے زندگی سے تھی خواہ ایکبار ہو یا زیادہ پس اس صورت میں استدلال منکرین عذاب قبر کا اس
آیت سے بالکل باطل ہے اور یہ قول منکرین عذاب قبر کا کہ سوال و جواب اور تکلم اور لذت اور علم
اور ادراک سب موقوف زندگی پر ہے اور زندگی بعد فسادِ جسم اور بطلان مزاج ممکن نہیں پس میت کو ان سب کچھ ممکن نہیں غلط ہے
اسلئے کہ میت اس معنی کر بدن ہے نہ روح اور فسادِ جسم اور بطلان مزاج سب جسم پر واقع ہوا ہے
نہ روح پر روح کو واسطے تألم اور تلذذ جسمانی کے تعلق اُسی بدن اپنے سے یا کسی بدن مثالی سے
تعلق تدبیر و تصرف بے تغذیہ اور تنمیہ کے عنایت ہوگا غرضکہ جب روح بدن سے جدا ہوتی ہے
قوائے نباتی اُس سے جدا ہوتے ہیں نہ قوائے حیوانی اور نفسانی اور اگر ہوتا قوائے نفسانی اور حیوانی
کا فیضان یا بقا میں مشروط ہوتا ساتھ ہونے قوائے نباتی اور مزاج کے تو لازم آتا ہے کہ فرشتوں
کو شعور و ادراک حسی اور حرکت اور غضب اور دفع منافر نہو پس حال ارواح کا مثل حال ملائکہ
ہے کہ بواسطہ تشکل اور بدن کے کام کرتے ہیں اور نفس نباتی ہمراہ نہیں فرق اسیقدر ہے کہ ملائکہ
کو موافق اعمال کے تنعیم اور تعذیب نہیں اور ارواح کو موافق اعمال مکسوبہ کے تنعیم اور تعذیب ہے
فقط۔ اور صحیح مسلم میں ہے کہ کہا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مرتے وقت اپنے بیٹے کو اذا دفنتمونی فشنوا
علی التراب شنا ثم اقیموا حول قبری قدر ما ینحر جزور ویقسم لحمہا حتی استانس بکم وا
اعلم ماذا اراجع رسل ربی اور اسیطرح روایت ہے ابنِ ماجہ میں عبدالرحمان ابن کعب رضی اللہ عنہ سے کہ

وقت موت کعب کے آئین ام بشر اور کہا کہ اگر ملاقات ہو فلانے شخص سے پس میرا سلام کہنا کہا کعب
نے ہم اپنے حال مین مشغول ہونگے کہا ام بشر نے اے عبد الرحمان کیا نہین سنا تو نے کہ آنحضرت
صلعم سے کہ فرماتے تھے ان ارواح المؤمنین فی طیر خضر تعلق بشجر الجنة قال بلی قالت
فهو ذالك اور اسیطرح محمد ابن منکدر نے کہا جابر ابن عبد اللہ سے وقت موت اُنکے اقرأ علی
رسول اللہ صلعم السلام رواہ ابن ماجہ پس یہ حدیثین صحیح دلالت کرتی ہین ادراک اور شعور
اموات پر اور مثل اسکے بہت حدیثین ہین کہ بطور نمونہ کچھ ذکر کی ہین اگر کوئی چاہے کتب احادیث
مین دیکھے مثل بد کئے گھوڑے اور خچر رسول اللہ صلعم کے یا کہنے مُردے کے کہ کہان لیچلے مجھے یا آگے
لیچلو مجھے اور مثل اسکے اور ادراک و شعور بعد موت کے باتفاق اہل شرع اور فلاسفہ بخوبی ثابت ہے
کو شریعت مین عذاب قبر اور تنعیم قبر بتواتر ثابت ہے اور سوال منکر نکیر ظاہر اور بحث اثبات عذاب
قبر متکلمین کے نزدیک بہت بڑا ہے کہ بعض اہل کلام نے منکرین عذاب قبر کو کافر لکھا ہے اور
تعذیب اور تنعیم بے ادراک و شعور غیر ممکن اور احادیث صحیحہ مشہورہ مین بیچ باب زیارت قبور کے
سلام موتی پر اور کلام اُنسے کہ انتم سلفنا ونحن بالاثر وانا ان شاء الله بکم لاحقون - اور
صحیحین مین موجود ہے کہ آنحضرت صلعم نے کفار سے کہ جنگ بدر مین مارے گئے تھے خطاب فرمایا
هل وجدتم ما وعد ربکم حقا اور حضرت عمر رض نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اتکلم من اجساد
لیس فیہا ارواح فرمایا کہ ما انتم باسمع منہم ولکن لا یجیبون اور قرآن شریف مین ہے
وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ
فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ بلکہ پس ماندون کے حال سے بھی استبشار ثابت ہے وَيَسْتَبْشِرُونَ
بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ اور ایسے ہی شعور
اور وقوف انبیا اور پس ماندون کا اس آیت سے ثابت ہے قَالَ يَا لَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ بِمَا غَفَرَ لِي
رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ اور ایسے ہی اتفاق فلاسفہ ہے کہ ارواح بعد مفارقت بدن باقی
رہتی ہے اور واسطے استیفائے لذت اور الم کے شعور اور ادراک اُسکو ثابت ہے اور تفسیر آیۂ ولا تقولوا
لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات مین شاہ عبد العزیز صاحب نے لکھا ہے کہ روح آدمی کے جسد سے جدا
ہونے کو موت کہتے ہین پس عدم حس و حرکت اور ادراک و شعور جسد کو بسبب جدائی روح کے حاصل

ہوتا ہے اور روح کو کچھ تغیر نہین ہوتا ہے جو کچھ شعور و ادراک تھا ویسا ہی رہتا ہے بلکہ اور صاف اور روشن ہو جاتا ہے پس حیات شہید بمعنی تعلق ارواح ہے ابدان سے واسطے ایفائے لذت بدنی کی نہ باقی رہنا روح کا یا ادراک و شعور کہ روح ہر مردہ کی اپنے ادراک و شعور پر رہتی ہے اور بعض لوگ عدم سماعت موتی آیت اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ سے ثابت کرتے ہین اور یہ مثل لاتقربوا الصلوٰۃ کے ہے اگر ساری آیت پڑھین اور غور اُسکے مضمون مین ماقبل اور مابعد سے کرین تو کبھی ایسا نہین کہہ سکتے اسلئے کہ حق تعالی نے فرمایا ہے اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ یعنی تو نہین سنا سکتا مُردون کو اور نہین سُنا سکتا بہرے کو پکار جب مونہہ پھیرین پیٹھ دیکر اور نہین تو ہدایت کرنیوالا اندھے کو گمراہی اُنکی سے اور نہین سُناتا تو مگر اُنکو جو ایمان لاتے ہین ہماری آیتون پر اور وہ مسلمان ہین اب غور کرین کہ اگر مردے حقیقی مراد ہون تو روگردان ہونا اور پیٹھ پھیرنا اُنسے کیونکر متصور ہو سکتا ہے اور جب یہ فرمایا کہ نہین سناتا تو مگر مسلمانون کو اور نہین سنا سکتا تو مردون کو اور بہرون کو جب روگردان ہوکر پیٹھ پھیرین تو ظاہر مُردون اور بہرون سے مقابل مسلمانون کے کافر سمجھے جاتے ہین اور روگردان ہونا اور پیٹھ پھیرنا بھی انہین سے ممکن ہے نہ حقیقی مُردون سے اور سنانے سے مراد سنانا قبولیت کا ہے جیسے کہ جلالین مین لکھا ہے کہ ماتسمع سماع افہام و قبول الا اللہ پس سماع یعنی سنانا امر دیگر ہے اور اسماع یعنی سناتا فہم اور قبول کا اور امر ہے نہ سنا سکنے سے نہ سنانا لازم نہین آتا کیا کفار کلام آنحضرت صلعم کا نہ سنتے تھے مگر اسماع مسلمانون کا تھا نہ کافرون کو اور ایسا ہی اس آیت کے معنی جلالین مین لکھے ہین ان اللہ یسمع من یشاء ھدایۃ فیجیبہ بالایمان وما انت بمسمع من فی القبور ای الکفار شبہھم بالموتی فلا یجیبون اور یہ بھی ممکن ہے کہ من فی القبور سے جسم مردہ مراد ہے نہ روح اُسکی روح کو سماع حاصل ہے جیسا کہ حدیث بدر اور احادیث زیارت قبور وغیرہ سے کہ تسمع قرع نعالھم سماع ثابت ہے اور استبعاد صدیقہ رضی اللہ عنہا کا کہ وہان بدر مین نہ تھین مقابل مین روایت عمر رض کے کہ خود آنحضرت صلعم سے سنا اور اُس واقعہ مین موجود تھے قابل اعتبار نہین ہے اور یہ استبعاد بھی ابتداءً تھا آخر مین جب اعیان صحابہ حاضرین معرکہ سے

تحقیق اور سنانا کیونکر جس شخص کو چاہتا ہے ہدایت ہوئی قبول کرتا ہے ساتھ ایمان کے اور نہین تو سنا سکنے والا ان کو جو قبرون مین ہین یعنی کفار کو تشبیہ دی کفار کو ساتھ مُردون کے پس نہین قبول کرتے ۱۲

یہ حدیث بخاری

[illegible]

سنا تو وہ استبعاد نہ رہا چنانچہ امام احمد وغیرہ نے حضرت عائشہ رض ہی سے اس حدیث کو روایت
کیا ہے پس یہ روایت کرنا امام احمد کا صدیقہ سے صاف دلالت کرتا ہے اسپر کہ صدیقہ کے نزدیک
یہ حدیث صحیح اور بجہات ثابت تھی پہلے بنظر سرسری بے تامل معنی آیت قرآن استبعاد فرمایا تھا اور وہ
روایت کیا ہے احمد نے عائشہ رض سے کہا جاتی تھی مین اپنے گھر مین جسمین رسول خدا صلعم اور میرے
باپ تھے بے کپڑا اوڑھے اور کہتی تھی ہین کہ سوائے اسکے نہین کہ میرا باپ اور خاوند مین پس دفن
ہوئے عمر رض ساتھ اُنکے پس قسم خدا کی نہ داخل ہوئی مین بے کپڑا اوڑھے اچھی طرح حیا سے عمر رض
اب اگر حضرت عائشہ شعور اور ادراک اموات کو نہ جانتی تھین تو حیا پتھر اور دیوارون سے تھی کیا
اور اگر بنظر جہالت اور ناواقفیت ہر قول صدیقہ رض کا قبول رکھا جاسے تو منکرین دیدار الٰہی بھی
قیامت مین ساتھ قول عائشہ رض کے آیت لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ
سے استدلال کرتی ہین اُسکو بھی خلاف علماء سنّت کے قبول رکھنا چاہیے اور منکرین معراج جسمانی
بھی حضرت عائشہ رض ہی کے قول سے استدلال کرتے اور اہل سنت کے علما نے ان دونو مسئلون
مین جواب مفصل لکھے ہین اور قول صدیقہ نہین مُسلّم رکھا غرض کتابون مین ہر قسم کی روایت ہوتی
ہے اب معتبر وہ قول ہے کہ علما نے برعایت شرائط فہم کتاب و سنت اور رعایت طرق تطبیق و درجات
تحقیق کے اور نظر اطراف و جوانب اور فروعات پر رکھکر باتفاق اہل حل و عقد اجماع کیا ہو اور ہمیشے وقت
ہر زمانہ مین مذہب ایک جماعت حق کا رہا ہو ورنہ تمام اہل مذاہب باطلہ ناصبیہ اور مرجئہ وغیرہ استدلال
آیت و حدیث سے رکھتے ہین مگر جب اہل حق کے نزدیک معتبر نہین اسلئے باطل ہے ایسے ہی
یہ مذہب وہابیہ ہے کہ یہ بھی اپنی عقل کے موافق خلاف ائمہ دین کے استدلال کرتے ہین اور اگر
بالغرض قول پہلا حضرت عائشہ کا روایت امام احمد سے کہ جو حضرت عائشہ سے کی ہے رد کیا جاوے
تو مخالف قول حضرت عمر رض کے ٹھیریگا اور سماعت موتیٰ مین اختلاف صحابہ قائم رہیگا اور مختلف فیہ
مسئلہ مین حکم گمراہی اور شرک کرنا اب کسی مذہب کا نہین سوائے نجدیہ کے کہ پکارنے موتیٰ کو
بسبب عدم سماعت شرک کہتے ہین جیسا کہ آیت وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُوْنَ کے جو اپنی عقل سے تفسیر
کرتے ہین وہ ایسا ہی کہتے ہین اور تفسیر علماء اور ائمہ دین کو نہین دیکھتے کہ تفسیر جلالین مین لکھا ہے

له [illegible] الحجارۃ والاشجار سخی فی ظاہرہ وباطنہ فان الصالحین یردون فی مرایا بالنفا لذواتہم بحسب ادیانہم ونہنہم من عبد الرحیم غفرلہ

مَنْ لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وهم لا اسنكر لا يجيبون بهم ابدا بهم الى شيء يسألونه
ابدا وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ لانهم جماد لا يعقلون اور جہین غور کرتے کہ جب سماع موتی
بحدیث عمر رضی اللہ عنہ ثابت ہوا تو وہم عن دعائہم غافلون کہان رہا۔ اور شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر
سورۂ طارق مین لکھتے ہین جان آدمی کی ہرگز فنا پذیر نہین ہے اور شعور اور ادراک اور لذت اور الم خاص
اُسکا ہے اور شرح مقام علیین مین لکھا ہے کہ علیین مستقر انبیا اور اولیا ہے اور عوام صلحا کا نام
وہان لکھا جاتا ہے اور مقام آسمان دنیا یا چاہ زمزم یا اور جگہ درمیان آسمان و زمین ملتا ہے اور
ایک تعلق قبر سے بھی اُس ارواح کو رہتا ہے کہ بحضور زیارت کنندگان و اقارب و دیگر دوستان
بر قبر مطلع و مستانس می شوند زیرا کہ روح را قرب و بعد مکانی مانع دریافت نمی شود مثال آن در انسان
روح باصرہ است کہ ستارہائے ہفت آسمان را درون چاہ می بیند اور تفسیر اماتہ فاقبرہ مین لکھا ہے
کہ دفن مین جب تمامی اجزائے بدن ایک جگہ ہوتے ہین علاقہ روح کا ساتھ بدن کے براہ نظر و
عنایت بحال رہتا ہے اور توجہ ساتھ زائرین اور مستانسین اور مستفیدین کی بسہولت ہوتی ہے کہ نسبت
تعین مکانِ بدن گویا مکان روح متعین ہے اور آثار اس عالم کے صدقات اور فاتحہ اور تلاوت قرآن
مجید کے جب اُس جگہ کہ مدفن بدن ہے واقع ہو بسہولت نافع ہوتی ہین۔ پس
دفن کرنا گویا مسکن واسطے روح کے بنانا ہے اسی سبب سے اولیاء مدفون اور دیگر مسلمانون سے انتفاع
اور استفادہ جاری ہے اور اُنکو بھی افادہ اور اعانت متصور ہے اور سورۂ انشقت کی تفسیر مین لکھا ہے
اول جو حال کہ روح کو بمجرد جدا ہونے بدن کے ہوتا ہے یہ ہے کہ کچھ اثر پہلی عبادت کا اور الفت بدن
اور دوستون کی ابنائے جنس سے باقی ہوتی ہے گویا یہ حال برزخ ہے زندگی دنیا اور استغراق حالت
قبر مین اور یہ حال وقت انکشاف جزائے نیکی اور بدی کا ہے اور مدد زندون کی اُسحالت مین جلد پہونچتی
ہے اور مردے منتظر پہونچنے مدد کے اسطرف سے رہتے ہین اور گمان کرتے ہین کہ ابھی زندہ ہین اسلیئے
حدیث مین بیچ حال قبر کے وارد ہے کہ مسلمان کہتا ہے دعونی اُصلّی یعنی چھوڑ دو مجھکو تو نماز پڑھ
لون اور یہ بھی آیا ہے کہ مُردہ اُسحالت مین مانند ڈوبتے کے ہے منتظر اسکا کہ کوئی فریاد کو پہونچے اور صدقات
اور دعائین اور فاتحہ اُسوقت بہت بکار آتی ہین اور یہین سے ہے کہ گروہ بنی آدم ایک سال تک اور
خاص ایک چلہ تک بعد موت کے اس قسم کی مدد مین کوشش تمام کرتے ہین اور روح مُردے کو

بھی قریب موت کے عالم خواب اور عالم تمثل مین ملاقات زندون سے کرتی ہے اور باقی الضمیر اپنا کہتی ہے اور دوسری حالت وہ ہے کہ بعد منقطع ہونے تعلق زندگی دنیا کے ہوتی ہے اور استغراق عظیم مشاہدہ کیفیات مکسوبہ نیکی و بدی اپنے مین حاصل ہوتا ہے اور تمام قواے مدرکہ اور متصرفہ دنیا سے منقطع ہوکر اُدھر متوجہ ہوتے ہین اور حس و حرکت معنوی اُسکی اس جہان سے متعلق بیکار ہو جاتی ہے اور یہ حالت عوام مُردون کی ہے اور بعض اولیاء اللہ کو آلہ جارحہ تکمیل و ارشاد بنی آدم کیا ہے اسحالت مین بھی تصرف دنیا مین دیا ہے اور استغراق اُنکا بسبب کمال کے مانع توجہ اسطرف کا نہین ہوتا اور اُویسی تحصیل کمالات باطن کا اُنسے کرتے ہین اور اہل حاجات اور اہل مطالب حل مشکلات اپنی کا اُنسے چاہتے ہین اور حاصل کرتے ہین اور زبان حال اُنکی اُسوقت مترنم ہوتی ہے اس قول کے ساتھ ؎ من آیم بجان گر تو آئی بہ تن + پس نسبت غفلت اور عدم استجابت بصلحاے اموات اس آیت سے ثابت نہین ہوتی۔ اور شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ مین لکھا ہے ان الروح اذا فارقت الجسد بقیت حساسۃ مدرکۃ بالحس المشترک و غیرہ و بقیت علی علومہا و ظنونہا التی کانت معہ فی الحیوۃ الدنیا و یترشح علیہا من فوقہا علوم یعذب لہا او ینعم و ہم الصالحین من عباد اللہ ترتقی الی حظیرۃ القدس الی آخرہ اور اُسی حجۃ اللہ البالغہ مین ہے قد استفاض من الشرع ان للہ عبادا ہم افاضل الملائکۃ و مقربوا الحضرۃ لا یزالون یدعون لمن اصلح نفسہ و سعی فی اصلاح الناس فیکون دعائہم ذالک سببا لنزول البرکات علیہم و یلعنون من عصی اللہ و سعی فی الفساد فیکون لعنہم سببا لوجود حسرۃ و ندامۃ فی نفس العامل و الہامات فی صدور الملاء السافل ان یبغضوا ہذا المسیء و یسیئوا الیہ اما فی الدنیا او حین یخفف عنہ جلباب بدنہ بالموت الطبیعی و انہم یکونون سفیرا بین اللہ و بین عبادہ و انہم یلہمون فی قلوب بنی آدم خیرا ای یکونون اسبابا لحدوث خواطر فیہم بوجہ من وجوہ السببیۃ و ان لہم اجتماعات یعبر عنہم بالرفیق الاعلی و الندی الاعلی و الملاء الاعلی و ان ارواح افاضل الاولین دخلوا فیہم و لحقوا بہم کما قال اللہ تعالی یَا اَیَّتُہَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً

مَرضِيَّةً ط فَادخُلِي فِي عِبَادِي وَادخُلِي جَنَّتِي و قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رايت جعفر
ابن ابيطالب ملكا يطير في الجنة مع الملائكة بجناحين فقط اور اُسی حجۃ اللہ البالغہ مین ہے کہ جب مرتا ہے
آدمی ہوتا ہے واسطے نسمہ کے نشاد وسرا یس پیدا کرتا ہے فیضان روح الٰہی کا اُسمین قوۃ بیچ بقیہ
حس مشترک کے کہ کفایت کرتی ہے سننے دیکھنے بولنے کو ساتھ مدد عالم مثال کے ۔ اور اسی حجۃ
اللہ البالغہ مین ہے کہ جب مرتا ہے آدمی منقطع ہو جاتے ہین علاقے اور رجوع کرتا ہے طرف ایک
مزاج کے پس ملحق ہو جاتا ہے فرشتون مین اور ہو جاتا ہے ایک فرشتون مین سے اور الہام کرتا
ہے مثل الہام فرشتون کے اور سعی کرتا ہے جسمین وہ سعی کرتے ہین اور کبھی مشغول ہوتے ہین بیچ
اعلائے کلمۃ اللہ اور مدد حزب اللہ کے اور کبھی ہوتا ہے واسطے اُنکے لمۃ نیک ساتھ اولاد آدم
کے اور کبھی مشتاق ہوتے ہین بعض اُنکے طرف صورت حسی کے اصل خلقت سے ساتھ کمال
شوق کے پس کھلتا ہے دروازہ مثال کا اور ملتی ہے ایک قوۃ اُس سے ساتھ نسمہ ہوائی کے
اور ہوتا ہے مثل جسد نورانی کے اور کبھی مشتاق ہوتے ہین بعض اُنکے طرف کھانے کے اور ما
اُسکے پس تائید ہوتی ہے اُنکی خواہش کی واسطے پورا کرنے شوق اُنکے کے ۔ اور اُسی کتاب مین
ہے کہ ملائکہ اور نفوس مجردہ علاقہ جسمانیہ سے منطبع ہوتا ہے اُنمین جو کچھ ارادہ کرتا ہے اللہ بیچ
خلق عالم اصلاح نظام سے اور مانند اسکے متقلب مرضیاتہا الی ما یناسب ذلک النظام الخ ۔ اور
اُسی مین ہے کہ جب متمکن ہو جاتی ہے عدالت انسان مین تو واقع ہوتا ہے اشتراک درمیان
اسکے اور حاملین عرش کے اور جو مقرب درگاہ الٰہی ہین فرشتون سے کہ وہ واسطے نزول خشش
اور برکات کے ہین اور ہوتا ہے یہ باب کشادہ درمیان اسکے اور اُنکے اور مہیا ہوتا ہے واسطے
نزول الوان اور رنگتون اُنکے کے بمنزلۃ تمکن النفس من الہام الملائکۃ والانبعاث حسبہا فقط ۔
پس آیۃ من اضل مین مراد پکارنا صلحائے مومنین کا کسیطرح درست نہین ہو سکتا ہے کہ اُنکو ادراک
وشعور وغیرہ بخوبی ثابت ہے ومن لا یستجیب لہ اور ہم عن دعائہم غافلون کا مصداق یہ نہین ہو سکتے
اور اسیطرح آیۃ الہم ایدی یبطشون بہا ام لہم ارجل یمشون بہا ام لہم اعین یبصرون بہا ام لہم اذان
یسمعون بہا الخ کا مصداق صلحائے مومنین نہین ہو سکتے ہین کہ اُنکا ادراک وشعور اور سماع
اوپر بیان کیا گیا اور خاص یہان اس آیت مین حجۃ اللہ البالغہ مین لکھا ہے کہ مشرک لوگ

ل آیا اُنکے ہاتھ ہین کہ پکڑتے ہین یا اُنکے پاؤن ہین کہ چلتے ہین یا اُنکی آنکھین ہین کہ دیکھتے ہین یا اُنکے کان ہین کہ سنتے ہین ۱۲

یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ پہلے نیک بندون نے عبادت الٰہی کی مقرب ہوے اسقدر کہ عطا کی اللہ نے اُنکو الوہیت پس مستحق عبادت کے ہوے تمام خلق سے جیسے کہ کوئی شہنشاہ بسبب خدمت کے اپنے غلام کو ایک مُلک عطا کرتا ہے کہ وہ مالک ہوتا ہے اُس شہر کا اور مستحق فرمانبرداری کا اُس شہر کے رہنے والون سے اور کہتے تھے کہ نہین قبول ہوتی عبادت اللہ کی جب تک نہ مضموم ہو ساتھ عبادت اِنکے بلکہ حق تعالیٰ نہایت بلند ہے پس نہین مفید عبادت اُسکی قُرب اُسکے کو پس ضرور ہے عبادت اِن لوگون سے تو تقرب ہو طرف خدا کے لِیُقَرِّبُونَا اِلَی اللّٰہِ زُلْفیٰ اور کہا کہ یہ سنتے ہین اور دیکھتے ہین اور شفاعت کرتے ہین واسطے عبادت کرنیوالون اپنے کی اور تدبیر کرتے ہین اُنکے امور کی اور مدد کرتے ہین اُنکی پھر قائم کئے اُنکے نام پر پتھر اور کیا اُنکو قبلہ وقت توجہ کے طرف ان لوگون کے پھر پیچھے اور لوگون نے کچھ فرق نہ سمجھا بتون مین اور انہین پس گمان کیا بتون کو معبود بعینہ اسیواسطے رد کیا اللہ تعالیٰ نے کبھی اسیطرح کہ ان الحکم والملک خاصۃ للہ اور کبھی اسطرح کہ یہ جمادات ہین ام لہم ارجل یمشون بہا ام لہم ایدی یبطشون بہا ام لہم اعین یبصرون بہا ام لہم آذان یسمعون بہا پس حمل ان آیات کا ارواح کاملین پر بجز تحریف اور کچھ نہین بلکہ توسل بارواح صلحا اور انبیا و زمان آدم سے محمود چلا آتا ہے اور عملدرآمد اہل حق رہا اور حدیث اور اقوال علمائے دین سے ثابت ہے چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے بیچ تفسیر صراط الذین انعمت علیہم کے لکھا ہے کہ راہ راست انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین کی ہے وقت دعا بخدا چاہیئے کہ بندہ بلحاظ ان چارون فرقونکا مجملاً رکھے اور راہ اُنکی طلب کرے اور معلوم کرے کہ عوام مومنین کو رفاقت صالحین طلب کرنی چاہیئے اور صالحون کو رفاقت شہیدون کی اور شہیدون کو رفاقت صدیقون کی اور صدیقون کو رفاقت انبیا کی اگر کوئی عوام مسلمانون سے چاہے کہ رفاقت انبیا کی کرے اُسکو رفاقت اِن تینون گروہ سے درجہ بدرجہ ناچاری ہے جیسے کہ اگر کوئی رفاقت بادشاہ کی چاہے بدون رفاقت کسی جمعدار کی کہ وہ بیچ رفاقت رسالدار کے ہو اور وہ بیچ رفاقت امیر کبیر کے ممکن نہین اسیواسطے داخل ہونا طریقۂ اہل اللہ مین اور توسل فقط ساتھ اُنکے محمود اہل اسلام ہے فقط اور انہین کے حالات مین لکھا ہے کہ حق تعالیٰ برکت اُنکے کلام مین اور انفاس مین اور افعال مین اور مکانات مین اور اُنکے ہمصحبتون مین اور اُنکی اولاد

ہین اور انکی نسل مین اور انکے زیارت کرنے والون مین سپے در سپے ظاہر کرتا ہے اور اپنے نزدیک
انکو جاہ اور مرتبہ عنایت کرتا ہے کہ دعا انکی مستجاب ہوتی ہے بلکہ کسی حاجت مین کہ ساتھ انکے توسل
کیا جاوے وہ حاجت روا ہوتی ہے اور خصوصیات اور علامات کہ عالم برزخ اور موقف قیامت مین
یا عالم ملکوت مین انکو عنایت ہوے ہین اس قبیل سے نہین کہ عوام مومنین اُسکو جان سکین مگر بعد
مشاہدہ اُس عالمون کے فقط اور تفسیر ایاک نعبد مین عبادت کو منقسم کرکے لکھا ہے کہ جو متعلق بچشم
ہے دیکھنا مشاہدہ خیر کا ہے مثل کعبہ شریف اور قرآن مجید اور دیکھنا بزرگون کا مثل انبیا اور اولیا اور
زیارت قبور شہدا و صالحین کہ جنہون نے جان اپنی راہ خدا مین دی اور اوقات اپنی اُسکی یاد مین
گذاری ہین اور عبادت قلب محبت ہے ساتھ دوستون اُسکے کے اور بغض رکھنا ہے ساتھ دشمنون
اُسکے کے اور افراط استعانت مین لکھا ہے کہ ملائکہ اور ارواح انبیا اور اولیا کو بیچ پردہ صورت قبر ون
اور تعزیہ کے معبود کرے اور شفاعت اور عرض انکی جناب الٰہی مین واجب القبول جانے کو مکروہ الٰہی
ہو اور تفسیر آیہ ربنا ظلمنا انفسنا مین لکھا ہے کہ طبرانی نے معجم صغیر مین اور ابو نعیم اور بیہقی نے حضرت
عمر رضہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ حضرت آدم نے عرش پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
لکھا دیکھا تو جانا کہ برابر اس شخص کے خدا کے نزدیک کسیکی قدر نہین کہ اپنے نام کے برابر اسکا نام لکھا
ہے تدبیر یہ ہے کہ بحق ایسے شخص کے سوال مغفرت کا کرون پس دعا مین کہا اللھم انی اسألک
بحق محمد ان غفرت لی اور روایت کی ابن منذر نے حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ
سے اور الفاظ مع زیادت اسکے اللھم انی اسألک بجاہ محمد وکرامتہ عندک ان تغفر
لی خطیئتی اور اہل تحقیق لکھتے ہین کہ ہر ایک اکمل بنی آدم کو باعث کمال کا ایک اسم ہے
اسمائے الٰہی سے کہ مربی اُسکا ہے اگر وقت سوال بحق کسی کامل کے ملاحظہ اس امر کا کہ مراد اس
کامل سے اشارہ طرف اُس اسم کے ہے تو یقیناً کچھ جائے عتاب اور ملامت نہین ہے انتہی اور
حصن حصین مین آداب دعا مین لکھا ہے بروایت بخاری اور مستدرک حاکم اور بزار کے ان یتوسل
الی اللہ تعالی بانبیائہ والصالحین من عبادہ اور روایت ہے کہ کہا ہے حضرت عمر رضہ نے
دعائے استسقا مین اللھم انا کنا نتوسل الیک بنبیک صلی اللہ علیہ وسلم فتسقینا
وانا نتوسل بعم نبینا فاسقنا فیسقون اور بروایت ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور مستدرک

حاکم واسطے ضرورت کے یہ دعا لکھی ہے کہ بعد دو رکعت نماز کے کہے اللھم انی اسألك واتوجه
بنبيك محمد نبی الرحمة يا محمد انی اتوجه بك الی ربی فی حاجتی هذه لتقضی لی اللهم
فشفعه فی پس جو توسل کہ ثابت ہے حدیثون سے اور فعل ہے خلفاے راشدین کا اور لکھا ہے علماے
دین نے کہ محمود ہے اسلام مین اُسکو یہ شرک اور بدعت کہتے ہین اور ایک جہان کو گمراہ کرتے ہین اور
محبت وعظمت انبیا وصلحا کی جو ایمان ہے دلون مین سے کھوتے ہین - اور اسی طرح بحث شفاعت مین
مخالف اہلِ سنت کے تقریر کرتے ہین مذہب اہلِ سنت یہ ہے کہ شفاعت دن قیامت کے
حق ہے اور شفاعتِ عامہ خاتم المرسلین کی یقینی ہوگی اور واسطے اہلِ کبائر مستحقین عذاب کے بھی
ہوگی - اور معتزلہ کہتے ہین کہ تاثیر شفاعت زیادتی ثواب ہے قدر استحقاق نہ اسقاطِ عذاب -
غرض باتفاق شفاعت مخصوص ساتھ مسلمانون کے ہے اور کافرون کو اُس سے بہرہ نہین اور
نفی نفع شفاعت یا نفی قبول شفاعت کی جہان قرآن مین ہے مراد کافر ہین نہ مومن بلکہ مومنین
ماذون اور محکوم لشفاعت ہین جیسے دلالت کرتی ہے آیت لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗ اِلَّا
لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ یعنی نہین نفع کرنیکی شفاعت نزدیک خدا کے مگر اُسکو کہ اذن ہوچکا واسطے اسکے
اور وہ مومنین ہین کہ اذن شفاعت جنکا ہوچکا اسلئے کہ اَذِنَ صیغہ ماضی ہے جیسے فرمایا ہے
آنحضرت صلعم نے شفاعتی لاهل الکبائر من امتی اور ایسے ہی دلالت کرتی ہین بہت سی حدیثین
اوپر ماذون ہوچکنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہ شفاعت جیسا کہ صحیح مسلم مین ہے انا اول من
یقرع باب الجنة واول شافع واول مشفع اور صحیح بخاری اور مسلم دونو مین ہے اعطیت الشفاعة
اور مسند دارمی مین ہے انا اول الناس خروجا اذا بعثوا و مستشفعهم اذا حبسوا اور ترمذی مین ہے
اذا کان یوم القیمة کنت امام النبیین وصاحب شفاعتهم ولا فخر اور صحیح مسلم مین روایت
ہے ابو ہریرہ رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے لا یصبر علی لاواء المدینة وشدتها احد من
امتی الا کنت له شفیعا یوم القیامة اور اسطرح کی بہت روایتین ہین صحیح کہ جنسے ماذون ہونا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ثابت ہوتا ہے اور طریقہ محمدیہ اور سیر احمدیہ مین ہے کہ من انکر شفاعة
الشافعین یوم القیامة فهو کافر اور شفاعت قرآن شریف وصلحائے امت محمدیہ ثابت ہے
واسطے مسلمانون کے اور نجدیہ کہتے ہین کہ شفاعت بعد حکم بانی اور بے پروائگی ہوگی آیة مَنْ ذَا الَّذِی

يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ سے پس وقوع شفاعت انکے نزدیک یقینی نہین ہے بطریق قضیہ شرطیہ ہے برخلاف عقیدہ اہل سنت جماعت ہر کہ اُنکے نزدیک شفاعت حق ہے اور منشاء غلطی یہ ہے کہ اذن کے معنی حکم بیانی کہتے ہین اور یہ معنی بہت جگہ قرآن مین درست نہین ہین جیسے آیۂ یفرقون بِهٖ بَیْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ط وَمَا هُمْ بِضَآرِّیْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ط مین اگر یہ اذن یا حکم بیانی مراد لیا جائے تو لازم آتا ہے کہ خدا کی طرف سے سحر اور اضرار کی اجازت اور حکم صادر ہوتے ہین اُنکو اور ایسے ہی فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ - وَكَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِیْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ ط مین آور اسیطرح لشکر غالب کو کافر ہویا مومن حکم بیانی بالہام یا وحی آتا ہے جب غالب ہوتا ہے اور ایسے ہی وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ط مین جب تک حکم مرنے کا بالہام یا وحی نہین آتا کوئی نہین مرتا اور اس آیت مین اذن کے جو معنی تفسیر عزیزی مین لکھے ہین درست ہین کہ اگر حقیقت شفاعت کو غور کرین ہم تو مذہب اہل سنت کا مثل آفتاب کے روشن ہوتا ہے اسلئے کہ حقیقت شفاعت یہ ہے کہ کمال نفس کامل آدمی کا فراخی پیدا کرے اور نفوس ناقصہ اپنے تابعدارون کے اپنے کمال مین شامل کردے پس مدار اس شفاعت کا دو چیز پر ہے اول انبساط کمال نفس کاملہ کا دن قیامت کے کہ محض بعنایت آلہی موجود ہے نہ بواسطہ کسی عمل اور کوشش اور تلاش کے اسلئے کہ نہایت کوشش کی تحصیل کمال ذاتی ہے نہ گھیرنا اُس کمال مین پیرون اپنے کو اسطرحپر کہ اُنکے نقصان برنگ کمال ظاہر کرے اور اس بسط اور احاطہ ہی کو شریعت مین اذن اور حکم کے ساتھ تعبیر کیا ہے اور دوسرے یہ کہ وہ نفس ناقص اہل کمال ہو کہ بدون ایمان وصحت عقیدہ کی محال ہے اور اس امر سے شریعت مین تعبیر فرمایا ہے کہ کافر اور منافق کو شفاعت نہین ہے آور عقیدہ شفاعت بوجاہت اور محبت کو کفر کہتے ہین اسلئے کہ یہ دو تو صورتین مستلزم قہر اور غلبۂ شفیع ہین یہ غلط فہمی وہابیہ ہے دراصل یہ قسم شفاعت سے نہین ہے بلکہ قسیم شفاعت ہی جیسا کہ کہا شاہ عبد العزیز صاحب نے تفسیر آیۂ وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا وَّلَا یُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا یُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ مین طریق دفع عذاب در دنیا منحصر در ہمین چار چیز ست یا بقہر وغلبہ ست و آنرا نصرت گویند یا بدون قہر وغلبہ آن دو قسم است یا بمنت بدون دادن چیزے خلاص کنند و آن

شفاعت است یا بدادن چیزے وآن نیز دو قسم ست یا بدادن چیزے کہ بر ذمۂ او واجب بود مثل
ادائے قرض و تاوان و مصادر یا بدادن عوض اوست پس نصرت کا نام شفاعت رکھنا یہ
نتیجہ جہل الٰہی ہے کہ قسم اور قسیم شئے مین فرق نہین سمجھتے اور مراد اس سے ان لوگون کی توہین شان
انبیا اور صلحا ہے ورنہ نصرت کی نفی خود آیت قرآن مجید مین ہے اُسکا نام شفاعت رکھنا اور
اُسکا انکار کرنا بجز خراب کرنے عقیدہ عوام اور تحقیر بزرگون کے اور کیا ہے۔ عیاذاً باللہ من
ذالک - اور اسی طرح سے انکار تبرک آثار انبیا اور صلحا سے اور تعظیم اور تکریم اُسکے سے شعار دینیہ
جو قرآن اور حدیث اور اقوال سلف سے ثابت ہے اُسکا انکار کرتے ہین اسلئے کہ اصل اصول
اس مذہب کا توہین انبیا اور صلحا ہے در پردہ اظہار شرک و بدعت کے اور جب اہانت انکی
بجائے محبت اور تعظیم کے دل مین متمکن ہوئی تو ایمان کہان قائم رہا من اهانني فقد اهان
الله ومن اهان الله فقد كفر حدیث صحیح ہے اب ثبوت اسکا قرآن مجید سے آیت اَنْ يَّاْتِيَكُمُ
التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ
الْمَلٰٓئِكَةُ اور تفسیرون مین لکھا ہے کہ اُس صندوق مین کپڑے الواح اور عصائے موسیٰ اور عمامہ
ہارون وغیرہ تھا وقت لڑائی کے فرشتے اُس صندوق کو بنی اسرائیل کے سرون پر اٹھا لیتے تھے جب
اُسمین سے آواز آتی فتح ہو جاتی اور آیہ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ اور وَاتَّخِذُوْا مِنْ
مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى یہ سب تعظیم بسبب ظہور برکت الٰہی کے تھی حضرت ابراہیم اور اسماعیل پر
ان مقامون مین جیسا کہ ان آیتون کی تفسیر مین مفسرین نے لکھا ہے اور تفسیر عزیزی مین بہت
مدلل بیان کیا ہے اور آیہ وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ کی تفسیر
مین شاہ عبد العزیز صاحب نے لکھا ہے کہ جو مقام متبرک کہ جائے ورود نعمت اور رحمت الٰہی
ہونے ہین یا بعضے خاندان قدیم کہ اہل صلاح اور تقوی کی ایسی خاصیت انمین پیدا ہو جاتی ہے
کہ اُنمین توبہ اور بندگی بجا لانے باعث جلدی قبول اور حاصل ہونے نیک ثمرہ کا ہے اسی جگہ
سے ہے کہ ابن مردویہ نے ابو سعید خدری سے حکایت کی کہ ہم ایکدن ہمراہ آنحضرت صلعم کے شب
کو کسی غزوہ یا سفر مین جاتے تھے جب آخر شب ہوئی تو پشتہ کوہ پر گذرے ہم کہ اُسکو دار الحنظل کہتے
تھے پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا مثل هذه الثنية الا مثل الباب الذي قال الله لبني اسرائيل

اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ اور ابو بکر ابن ابی شیبہ نے بروایت صحیح
حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کہا انما مثلنا فی هذه الامة کسفینة نوح وکباب حطة
فی بنی اسرائیل نجات نفس و شیطان سے اور صحیح ہونا توبہ کا اور معاف ہونا گناہون کا بسبب
داخل ہونے اس امت کے اولیاؤن کے سلسلہ مین تعلق انہین بزرگون کے ساتھ رکھتا ہے
جیسا کہ اس زمانہ مین ظاہر ہے کہ سلاسل سلوک راہ خدا اور توبہ و انابت کے اسی خاندان
علیہم الرحمۃ تک منتہی ہوتے ہین انتہی ترجمہ تفسیر عزیزی۔ پس اسی جگہ سے ہے کہ لوگ اس سلسلہ
مین بیعت کرتے ہین کہ قبولیت توبہ اور معافی گناہونکی باحسن وجہ ہو اور انہین بزرگون کی
عبادتگاہون مین اور زیارتگاہون مین عبادت اختیار کرتے ہین تاکہ جلد ثمرہ نیک حاصل ہو
اور قبولیت جناب باری مین حاصل ہو جسکو یہ لوگ جاہل بدعت سیئہ کہتے ہین۔ اور باب حطہ
نام ایک دروازہ بیت المقدس کا بھی اُسکے دروازون مین سے ہے کہ واسطے استغفار گناہون کے
مسجد مین اُسی دروازہ سے جاتے ہین اور مشہور زبان مجاورون پر ہے کہ داخل ہونا اس دروازہ
کا موجب پاکی گناہونکا ہے اور اب تک زیارتگاہ ہے شاید حضرت سلیمان یا بعد اُنکے کسی نبی نے
بوحی یا کشف مشابہت بدروازہ قریہ دیگر باب حطہ نام رکھا ہوگا کہ خاصیت مین مشابہ باب
قریہ تھا انتہی مافی التفسیر العزیزی اور تفسیر صراط الذین انعمت علیہم مین لکھا ہے کہ برکت در کلام و
در انفاس و در افعال و در مکانات ایشان و ہم در صحبتیان و اولاد و نسل ایشان و زیارت کنندگان
ایشان پے در پے ظاہر میگردد اور تفسیر سورہ قدر مین ہے کہ از مضمون این سورہ معلوم می شود
کہ عبادات و طاعات را بسبب اوقات نیک و مکانات متبرک و حضور و اجتماع صالحان در ایجاب
ثواب و ایراث برکات و انوار مرتبہ عظیم حاصل می شود اور حدیث مین ہے عبد الرحمان ابی قراد سے
کہ نبی صلعم نے وضو کیا فجعل اصحابہ یتمسحون بوضوئه فقال النبی صلعم ما یحملکم
علی هذا قالوا حب الله و رسوله اور ایسی ہی حدیث مین وارد ہے کہ تمام اہل مدینہ پانی برتن
آپکا ہاتھ ڈلوا کر لیجاتے تھے اپنے گھرون مین یہ حاصل کرنا برکت کا ہے صلحا سے اور بڑھانا محبت
اور عظمت اُنکا دلمین پس اسی جگہ سے ہے کہ لوگ نیک جمع ہو کر ذکر اللہ کرتے ہین اور قرآن شریف
پڑھتے ہین اور ختم کرتے ہین تا موجب زیادتی ثواب اور برکات کا ہو اور اسکو وہابیہ بدعت سیئہ

کہتے ہین اور تفسیر طوِ سینین مین شاہ عبدالعزیز صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت صفیہ رضہ زوجۂ مطہرہ واسطے
زیارت بیت المقدس کے تشریف لیگئین اور بعد فراغت نماز کے مسجد سے باہر نکل کر طور زیتا کے
پہاڑ پر چڑھین اور وہان بھی نماز پڑھی اور پہاڑ کے کنارے پر کھڑے ہوکر فرمایا کہ اسی جگہ سے آدمی
قیامت کو متفرق ہونگے کچھ بہشت مین اور کچھ دوزخ مین اور یہی پہاڑ ہے کہ حضرت عیسٰی کو اسی
جگہ سے آسمان پر لیگئے - ایک نصرانیہ نے وہان کنیسہ اور قبہ مصعد عیسی بنایا تھا وہ اب منہدم
ہوگیا لیکن اب درخت خرنوب مبطی ہے کہ متصل اُسکے مسجد اور نیچے اُسکے غار ہے بہت لوگ زیارت
کو جاتے ہین وہان اور اُس درخت کو خرنوب العشرہ کہتے ہین پس جانا صحابہ رضی اللہ عنہا کا طور زیتا پر واسطے
زیارت کے کہ مکان مصعد عیسٰی تھا ثابت ہے - اور قرطبی اور ابن ہمام وغیرہ نے اکابر معتمدین سے
روایت کی کہ اطراف قبا مین پیغمبر خدا صلعم ایک پتھر پر بیٹھے تھے کہ ایک عورت بانجھ نے دعا چاہی
اور آنحضرت صلعم نے دعا فرمائی عقم اُسکا جاتا رہا اُسکے بعد یہ فیض خاصہ جاری ہوا ہے کہ جو عورت
بانجھ باطہارت باخلاص نیت اُس پتھر پر بیٹھکر درود پڑھے عقم جاتا رہتا ہے اور یہ معاملہ تجربہ کیا گیا ہے
اور روایت ہے صحیح مسلم مین اسما بنت ابی بکر رضہ سے کہ جبہ طیالسیہ کسروانیہ حضرت عائشہ سے اُنکے
پاس آیا تھا وکان النبی صلعم یلبسہا ونحن نغسلہا للمرضی نستشفی بہا اس حدیث سے تبرک اخذ
شفا ساتھ دھونے جبہ رسول خدا صلعم کے بفعل صحابہ رضہ ثابت ہے غرض اسطرح پر بہت حدیثین اور
اقوال ہین اب ایک استفتا شاہ عبدالعزیز صاحب مرحوم کہ مسلم الثبوت وہابیہ ہند بھی ہین لکھا جاتا ہے -
چہ میفرمایند علماءِ دین در تعظیم تبرکات انبیا و صلحا و تبرک باثار ایشان شرعًا جائز است یا نہ مثلًا
پیغمبرے یا پیرے در جائے نماز گذارد یا اعتکاف نمودہ آنمکان را متبرک دانستن و عبادت را در آن
بہتر دانستن و محل قبولیت دعا و عبادت فہمیدن چہ حکم دارد و پارچہ و کفش و عصا و امثال آن
اشیاءِ مستعملۂ بزرگان تبرک دانستن و باحتیاط داشتن و ہمچنین موئے و ناخن وغیرہ را چہ حکم است
بقیۂ آب وضو و پس خوردہ و دم کردہ بزرگان را متبرک دانستن و از جاے بجائے بردن چہ حکم دارد
بینوا توجروا الجواب تبرک باثار صالحین شعار دین است قدیمًا و حدیثًا و از کتاب و سنت ثابت
انکار آن و کلام در آن غیر از الحاد و زندقہ چہ توان گفت در قرآن مجید وارد است یَاْتِیَکُمُ التَّابُوْتُ
فِیْہِ سَکِیْنَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَبَقِیَّۃٌ مِّمَّا تَرَکَ اٰلُ مُوْسٰی وَاٰلُ ھَارُوْنَ تَحْمِلُہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ در

تفاسیر معتبر مرویست که بود در آن صندوق پاره ہائے الواح وعصائے موسیٰ وعمامہ ہارون وغیرہ و
بود بدست بنی اسرائیل ودر وقت قتال پیش میکردند آنرا وبسبب آن فتحیاب می شدند بر اعداد و
وقت جنگ فرشتگان برمی داشتند بالائے سرہائے بنی اسرائیل وبنی اسرائیل قتال میکردند
ہمین که از ان تابوت آواز می آمد نصرت می یافتند ہرگاہ بنی اسرائیل عصیان وفساد نمودند الله
تعالیٰ مسلط نمود بر اوشان عمالقه را که آن تابوت از ایشان سلب کردند ہرگاہ بے ادبی کردند با تابوت
الله تعالیٰ بر آن کفار بلا مسلط نمود ہر که قریب آن بول وبراز میکرد به بواسیر مبتلا میگردید پس کفار دانستند
که این بلا بسبب بے ادبی تابوت است ہرگاوان نہادہ خود روانه ساختند فرشتگان بمنزل طالوت
رسانیدند ودر صحیح مسلم از ابن مالک مرویست که قال اصابنی فی بصری بعض الشئ فبعثت الی
رسول الله صلعم انی احب ان تاتینی وتصلی فی منزلی فاتخذه مصلی قال فاتی النبی صلعم
ومن شاء الله من اصحابه فدخل وهو یصلی فی منزلی واصحابه یتحدثون بینهم الخ
ودر روایت دیگر مسلم آمد فقال تعال فخط لی مسجدا فجاء رسول الله صلعم الخ نووی در شرح مسلم
نوشته قوله فخط لی مسجدا ای اعلم لی علی موضع لاتخذه مسجدا ای موضعا اجعل صلوتی
فیه متبرکا باثارك وفی هذا الحدیث انواع من العلم تقدم کثیر منها فیه التبرك
باثار الصالحین ودر صحیح بخاری درباب خضاب مرویست که بود نزد ام سلمه رضی موے مبارک آنحضرت
صلعم در جلجلا از نقره ہرگاہ میرسید صحابه رنجے میرفتند نزد ام سلمه رضی وعرض میکردند پس می برآوردند آنرا
وحرکت میداد در آب واستشفا میکردند صحابه رضی بآن وحدیث طلق ابن علی درباره تبرک کرده بردن آب
بقیه وضوے آنحضرت صلعم ببلاد خود در مشکوٰۃ از نسائی منقول است ملا علی قاری در شرح نوشته۔
وفیه التبرك بفضله صلعم ونقله الی البلاد نظیر ماء زمزم فانه صلی الله علیه وسلم کان
استهداه من امیر مکة لیتبرك به اهل المدینة ویوخذ من ذلك ان فضلة وارثیه
من العلماء والصلحاء کذلك وہمچنان شیخ عبد الحق در ترجمه شرح ودیگر شراح نوشته۔ الغرض کتب حدیث
وسیر ازین امور پرانند شفائے قاضی عیاض وشروح آن وتصانیف مشہوری بایدید ودر جذب
القلوب ودیگر کتب شیخ عبد الحق ہم این مطلب بخوب وضاداگردیده است نزد فقیر این امر قابل
استفتا واجازت نیست محبت باسکیه وجب التعظیم است بالطبع اقتضائے محبت تعظیم آثار ومنتسبات

ادمی کند و تہاون وعدم اعتنا آن دلیل است بر عدم محبت با مبدء و منشاء آثار و کاو دیکه در
تنقید روایات واثبات اصلیت آثار می کنند خالی از سوء سیرت نیست اصل اہتمام این امور در
علمیات است پس در عملیات و در فضائل اعمال وغیرہ وسعت است الم یکفیک ان سمعت
اگر شنیده باشند در امثال ہمین امور است با دنی نسبتے داخل مشابہتے تعظیم بجا باید آورد کابس
ابن ربیعہ ہرگاه داخل شد بر معاویہ ابن ابی سفیان معاویہ بلحاظ آن گونہ مشابہت صوری کہ
با آنحضرت صلعم داشت از تخت خود بیتابانہ برائے تعظیم برخاستہ کابس را بر تخت نشانده خود در
با دب نشستہ تبوقیر تمام رخصت نمود و داخل مرغاب را بکابس بخشید ورد مواہب لدنیہ وغیرہ مذکور
است و شیخ عبد الحق در مدارج نقل نموده کہ یکے از اہل بیت کرام را کہ نام او یحیی ابن القاسم
بن محمد بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی کرم اللہ وجہہ کہ ملقب بود بشبیہ در موضع خاتم
نبوت شامہ بود بمقدار بیضۃ الحمام مشابہ خاتم النبوت چون در حمام می در آمد و میدیدند او را مردم
درود بسیار میفرستادند بر حضرت رسول صلعم وازد حام می نمودند برو در می سیدند پشت او را تبرکا اور
اسیطرح تمثال نعل مبارک کہ کاغذ یا کپڑے پر لکھتے ہین اور مدینہ شریفہ مین سنا ہے کہ بعض کلاہ پر
بکار سوزن بنے ہوے ہوتے ہین قسطلانی نے ابو الیمان ابن عساکر سے اسکی برکت اور منافع ذکر
کئے کہ ابو جعفر ابن عبد المجید نے درد پر رکھا اور شفا ہوئی اور ابو القاسم ابن محمد کہتے ہین کہ مجرب ہے
اسکی برکات سے کہ یہ حرز ہے شیطان سے اور بغاوت باغیون سے اور امان غلبہ اعدا سے
اور اگر حاملہ اسکو داہنے ہاتھ مین رکھے وقت درد زہ کے تو آسانی ہوتی ہے اور ابو الیمان
ابن عساکر نے مدح تمثال نعل مبارک مین قصیدہ لکھا ہے اور حافظ ملا احمد مقری التلمسانی نے
اس باب مین ایک کتاب مسمی بفتح المتعال فی مدح النعال لکھی ہے مشتمل فاتحہ اور چار باب اور
خاتمہ پر اور اسکی سلسلہ اسناد اور اجازت مین نام بہت بزرگون کے لکھے ہین مثل امام ابو بکر
وابن عربی و حافظ ابو الربیع و حافظ ابو عبد اللہ و خطیب الخطبا ابو عبد اللہ بن مرزوق تلمسانی
ابو اسحاق اور مانند انکی بہت سے لوگ ہین جسکو منظور ہو اس کتاب مین سند اسکی دیکھے اور حال برکت
کا دریافت کرے اور تفسیر عزیزی مین ہے کہ قاعدہ آنحضرت صلعم کا تھا کہ جب نماز صبح سے
فارغ ہوتے تو غلام اور لونڈیان اہل مدینہ کی ہر ایک برتن پانی سے بھرا ہوا لاتا آپ انمین ہاتھ

مبارک اپنا ڈالیں تو وہ پانی متبرک ہوجاوے اور تمام دن اُس پانی کو کھانے پینے اور وضو میں صرف
کرتے تھے فقط اور اسیطرح ایک مسئلہ باطل انکے سے یہ ہے کہ اگر اوپر جانور زندہ کے کہا جاوے کہ یہ
واسطے پیغمبر کے ہے حرام اور نجس ہوجاتا ہے اگرچہ ذبح کیا جاوے بنام خدا تو بھی یہ ذبیحہ حرام ہے اور
ذابح مرتد اگرچہ غیر مقرر کرنیوالا ہو لیس جہان کسی مخلوق کے نام پر جانور مشہور کیا کوئی جانور حلال ہو
جیسے گائے سید احمد کبیر کی یا اونٹ یا مرغی فلان شہید کی یا نبی کی یا باپ دادا کی یا جن کی یا پری
کی کوئی ہو وہ سب بسبب مشہور ہونے نام غیر خدا حرام اور ناپاک ہے اور دلیل اسکی یہ آیت ہے
وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ یعنی جو چیز کہ مشہور کی گئی ساتھ غیر خدا کے وہ حرام ہے اور یہ فہم انکا
مخالف جمہور مفسرین اور علمائے سلف کے ہے تفسیر بغوی میں ہے کہ مَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ ای ما ذبح
للاصنام والطواغيت واصل الاهلال رفع الصوت وكانوا اذا ذبحوا لآلهتهم يرفعون
اصواتهم بذكرها فجرى ذلك من امرهم حتى قيل لكل ذابح وان لم يجهر بالتسمية
مهل قال الربيع ابن انس وغيره ما اهل به لغير الله ما ذكر عليه اسم غير الله اور تفسیر نیشاپوری
میں ہے وما اهل به لغير الله فمعناه رفع به الصوت للصنم وذلك قول اهل الجاهلية
باسم اللات والعزى واهل المعتمر اذا رفع صوته بالتلبية اور بعد اسکے لکھا ہے ويستثنى مما
أُهِلَّ به لغير الله ما ذبائح اهل الكتاب اذا سمى عليها باسم المسيح مثلا لاطلاق قوله تعالى
وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ ولان النصراني اذا سمى الله تعالى فانما يريد به
المسيح وهو مذهب عطاء ومكحول والحسن والشعبي وسعيد بن المسيب وقال مالك و
الشافعي وابو حنيفة واصحابه اذا ذبحوا على اسم المسيح فقد اهلوا به لغير الله فوجب ان
يحرم واذا ذبحوا على اسم الله فظاهر اللفظ يقتضي الحل ولا عبرة لغير اللفظ وعن علي عليه
السلام اذا سمعتم اليهود والنصارى يهلون لغير الله فلا تاكلوا واذا لم تسمعوهم فكلوا
فان الله تعالى قد اهل ذبائحهم وهو اعلم بما يقولون انتهى اور تفسیر جلالین میں ہے وما اهل
به لغير الله اى ما ذبح على اسم غير الله والاهلال رفع الصوت وكانوا يرفعونه عند الذبح
لآلهتهم فقط اور در منثور میں مذکور ہے کہ اخرج ابن المنذر عن ابن عباس فی قوله ما اهل ما
ذبح واخرج ابن حاتم عن مجاهد وما اهل به لغير الله قال ما ذبح لغير الله واخرج ابن

ابی حاتم عن ابی العالیۃ وما اھل بہ لغیر اللہ یقول ما ذکر علیہ اسم غیر اللہ اور تفسیر احمدی
مین لکھا ہے اھل بہ لغیر اللہ معناہ ذبح لاسم غیر اللہ تعالی مثل اللات والعزی واسماء الانبیاء
وغیر ذلک بان افرد باسم غیر اللہ وذکر مع اسم اللہ عطفا اور بعد اسکے عبارت ہدایہ ذکر کرکے
لکھا ومن ھھنا علم ان البقرۃ المنذورۃ للاولیاء کما ھو الرسم فی زماننا حلال طیب لانہ
لم یذکر اسم غیر اللہ وقت الذبح وان کانوا ینذرونھا لھم اور تفسیر بیضاوی مین ہے کہ ما اھل
بہ لغیر اللہ ای ما رفع الصوت عند ذبحہ للصنم الخ اور تفسیر حقانی مین ہے فانہ ان ذکر
معہ اسم اللہ فقد عارض فیہ المطھر المنجس مع نجاستہ بالموت وان لم یذکر فقد زید
فی تنجیسہ اور شاہ ولی اللہ صاحب نے ترجمہ فارسی مین لکھا ہے آنچہ آواز بلند کردہ شود در ذبح وی بغیر خدا
پس ان سب تفسیرون سے ظاہر ہے کہ مراد اہلال سے رفع الصوت عند الذبح ہے اور نووی نے
شرح مسلم مین لکھا ہے اما الذبح لغیر اللہ فالمراد بہ ان یذبح باسم غیر اللہ تعالی کمن ذبح
للصنم او للصلیب اولموسی او لعیسی اولکعبۃ او نحو ذلک فکل ذلک حرام ولا تحل ھذہ الذبیحۃ
سواء کان الذابح مسلما او نصرانیا او یھودیا نص علیہ الشافعی فان قصد مع ذلک تعظیم
المذبوح لہ غیر اللہ تعالی والعبادۃ کان ذلک کفرا فان کان الذابح قبل ذلک مسلما صار
مرتدا وذکر الشیخ ابراھیم المروزی من اصحابنا ان ما ذبح عند استقبال السلطان تقربا
الیہ وفتی اھل بخارا بتحریمہ لانہ مما اھل بہ لغیر اللہ قال الرافعی ھذا انما ذبحوہ استبشارا
لقدومہ فھو کذبح العقیقۃ لولادۃ المولود ومثل ھذا لا یوجب التحریم انتھی اب یہ جو قول ابراہیم مروزی
کا بجواب اہل بخارا نووی نے ذکر کیا ہے اور پھر اُسکو قول رافعی سے رد کیا کہ ذبح قدوم سلطان مثل
ذبح عقیقہ ہے واسطے خوشی کے نہ تقربا اور عبادۃ ہے کہ حرام ہو اسکو وہابیہ قول نووی کرکے لکھتے ہین
اور آگے اُسکو جو قول رافعی سے رد کیا ہے وہ نہین لکھتے اور نہ جو کچھ پہلے امام نووی نے اپنی تحقیق
لکھی ہے وہ لکھتے ہین کہ ذبح باسم غیر خدا مراد ہے اور اسطرح کی فریب اور حیل کی باتین مثل ردوافض
الکثر ان وہابیون کے کلام مین ہین کہ عبارت بیچ مین سے مخالف ماقبل اور مابعد کے جو کسی عالم نے
بطور شبہ کے بیان کرکے رد کیا ہے اُسکو سند اپنے ذکر عبارت ماقبل اور مابعد کے ذکر کرتے ہین اور
نہین غور کرتے کہ جب کوئی اہل کتاب کو دیکھیگا تو کیا فضیحت ہوگی فقط بنظر سخن پروری کسیکا قول

کیسکی طرف نسبت کرتے ہین اور قول مردود کو سند لگتے ہین چنانچہ مولوی فضل رسول صاحب نے اُنۃ المسائل کے جواب مین اس قسم کے دعوے بہت پکڑے ہین جسکو معلوم کرنا ہو اُنہین دیکھے اور بعض لوگ سند پکڑتے ہین حدیث نہی عن ذبائح الجن[1] کو اور کہتے ہین کہ غیر اللہ سب مثل جن کے ہین اور حوالہ دیتے ہین اشباہ ونظائر کا عبارت اُسکی یہ ہے ومنہا ان ذبیحۃ لا تحل قال فی الملتقط وعن رسول اللہ صلعم انہ نہی عن ذبائح الجن پس تحریر اشباہ ونظائر سے صاف ظاہر ہے کہ مراد ذبائح جن سے وہ جانور ہے کہ جسکو جن نے ذبح کیا ہو اور بعض لوگ سند پکڑتے ہین حدیث[2] لا تذکرونی عند تسمیۃ الطعام وعند الذبح وعند العطاس سو یہ حدیث صحیح نہین ہے حصن حصین مین لکھا ہے اما الحدیث الذی روی مرفوعًا لا تذکرونی عند تسمیۃ الطعام وعند الذبح وعند العطاس فلا تصح فانہ من حدیث سلیمان بن عیسی السجزی وھو متہم بوضع الحدیث و فیہ ایضًا عبد الرحیم العمی وھو ایضا ضعیف اور قطع نظر اسکی حدیث ذبائح الجن اور حدیث لا تذکرونی اور قول نووی جو سند مین بیان کرتے ہین کچھ مفید دعوی مدعیان نہین اسلئے کہ دعوی یہ ہے کہ جانور تشہیر سے بنام غیر خدا تعالی حرام ہو جاتا ہے ذبح سے کچھ بحث نہین باسم اللہ ہو یا غیر اسم اللہ اور ان سندون مین سب مین ذکر ذبح ہے اور جب اہلال کے معنی آیت مین مدعی فقط تشہیر کہتا ہے نہ رفع الصوت عند الذبح پس اسکا ثبوت کہ اہلال سے تشہیر مراد ہے کسی حدیث اور تفسیر سے نہین جو حدیث یا قول کسی مفسر وغیرہ کا بیان کرتے ہین اُنمین ذکر ذبح ہوتا ہے اور اُلٹا مخالف دعوے کے پڑتا ہے اب تحقیق یہ ہے کہ مشہور کرنے سے کوئی جانور بنام غیر خدا اگرچہ بت ہو حرام نہین ہوتا ہے جیسے بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ کہ مشرکین عرب بتون کے نام پر مقرر کرتے تھے شرع مین اُنکی تحریم پر انکار واقع ہوا ہے اور نووی نے بیچ شرح اس حدیث مسلم کے کل مال نحلتہ عبدا لکھا ہے المراد انکار ما حرموا علی انفسہم من السائبۃ والوصیلہ والبحیرۃ والحام وانہا لم تصر حراما بتحریمہم وکل مال ملکہ العبد فھو حلال اور ایسے ہی بچار کہ ہنود بنام بتان مطلق العنان کرتے ہین اور اُسکو کیسکی ملک نہین کہتے فقہا نے لکھا ہے کہ اگر کوئی اُسکو پوشیدہ پکڑ کے ذبح بنام خدا کرے تو کھانا جائز ہے اکثرون نے اس دلیل سے کہ مالک نے اُسے اپنی ملک سے اور حراست سے خارج کر دیا ہے اب وہ حکم جانور صحرائی مین ہے اور نہ ذبح کرنے مین اُسکے باقی چھوڑنا علامات شرک کا ہے

[1] ۱ نہ کیا ذبایح جن ۱۲

[2] ۲ نہ ذکر کر میرا وقت بسم اللہ کہنے کھانے کے اور ذبح کے وقت اور چھینک لینے کے وقت ۱۲

اور ذبح کرنے مین شانا سے علاقہ شرک کا اور خصومت مشرکین وقت اطلاع کے نہ قسم دعوی سے ہے
بلکہ قسم عداوت مذہبی سے ہے اور استعلا بدین جائز۔ اور بعض کہتے ہین کہ قیمت مالک کو دینی چاہئیے
کہ مغصوب کے حکم مین ہے چنانچہ فوائد بربانی مین سب تفصیل مذکور ہے اور کتب فقہ اس سے بھری
ہوئی ہین کہ جو جانور واسطے بتون کے مقرر کیا گیا ہے اگر مسلمان ذبح کرے کھانا جائز ہے چنانچہ فتاوا
عالمگیری مین ہے مسلم ذبح شاۃ المجوسی لبیت نارھم او الکافر للالھتھم توکل لانہ
سمی اللہ تعالی اور بیچ فوائد بربانی کے ہے کہ اگر مجوسی گاو مسلمان کو دے کہ بنام نار کہ معبود انکا ہے
ذبح کرے اور مسلمان نے بنام خدا ذبح کی گوشت اسکا حلال ہے کذا فی کتب الفقہ اور اجماع سلف
بھی اسپر کہ فقط اہلال لغیر اللہ وقت ذبح موجب حرمت ہے اور نہین اسلیئے کہ زیلعی نے شرح کنز مین
لکھا ہے لایقال ان الآیۃ مجملۃ لایدری ھل ارید بھا حالۃ الذبح او الطبخ او حالۃ الاکل
لانا نقول اجمع السلف علی ان المراد بھا حالۃ الذبح فیکون مفسرا فتم الاحتجاج بھا پیر
حرام نہین ہوتا جانور فقط مشہور ہونے سے کسیکے نام کا جیسے بکرا فلان بزرگ کا یا اونٹ فلان پیغمبر کا
یا مرغی فلان شیخ کی اور مثل اسکے جب تک کہ نہ ذبح کیا جاوے ساتھ نام غیر خدا کے یا ساتھ نام خدا و غیر خدا
دونون کے جب مذکور ہوا نام غیر کا بوجہ عطف اور شرکت کے اور اگر ذکر کیا معطوف بغیر وجہ شرکت
کے اور کہا بسم اللہ وصلی اللہ علی محمد تو اسمین تفصیل ہے عینی سے حاشیہ ہدایہ مین لکھا ہے کہ حلال
ہے والاولی ان یقال اور مبسوط شیخ الاسلام مین ہے ولو قال بسم اللہ واللہ اکبر وصلی اللہ
علی محمد ان اراد بذکر محمد الاشتراک فی التسمیۃ لایحل اکلہ وان اراد التبرک بدون
الاشتراک یحل اور اسیطرح برجندی اور ہدایہ مین ہے وفی الروضۃ ان قال بسم اللہ ومحمد
الرسول اللہ بالرفع کانت اضحیۃ وقال الامام محمد بن الفضل اذا قال بسم اللہ وباسم
محمد ان اراد بذکر النبی صلعم تعظیمہ جاز ولا باس بہ وان اراد الشرکۃ مع اللہ لایحل
اور بستان ابو اللیث مین ہے وبھذا ناخذ اذا کان النثر فی العرس او فی ولیمۃ
الذبیحۃ او فی رجل یحر جزورا واباح النھبۃ للناس او قدم رجل فی سفرہ فنثر علیہ فلا باس بان
ینھب لان النثر علیھم بمنزلۃ الرشوۃ الا تری ان ھدیۃ الامراء مکروہ وقد جاء عن
النبی صلعم انہ قال ھدایا الامراء غلول فلذلک النثر علیھم وکذلک اذا ذبح البقر لاجل

الاسماء فانہ یکرہ لا التحریم فقط وفی المحیط اذا اتخذت خوانات کفر ای اذا لم یسم اللہ تعالیٰ فی ذبحہا او شارک القادر فی التسمیۃ واما بدون ذلک فلا یظہر وجہ الکفر فی ھذہ القضیۃ یہ عبارت ملا علی قاری کی شرح اکبر سے ہے پس تمامی کتب فقہ اور تفاسیر مین یہی لکھا ہے کہ وقت ذبح کے نام غیر خدا سے ذبیحہ حرام ہوتا ہے نہ پہلے کسیکے نام کا مشہور ہونے سے اور اہلال کے معنی رفع الصوت عند الذبح مراد ہین اور اگر پہلے پیچھے مشہور کرنا بنام غیر خدا حرام ہوتا تو فقہا بیگا ہنود اور بحیرہ وغیرہ جانور کو کہ واسطے آتشکدہ کے آتش پرست مقرر کرتے ہین ذبح کرنے مسلمان سے بنام خدا کیونکر حلال لکھتے یہ مغالطہ اور غلط فہمی انکی ہے کہ علمائے سلف کے کلام کو نہین دیکھتے اپنی عقل سے برخلاف مجتہدین نئے معنی نکالتے ہین مثل روافض اور مرجئہ کے اور گمراہ کرتے ہین لوگون کو اور جو کچھ شاہ عبد العزیز صاحب نے تفسیر مین لکھا ہے کہ اہلال کے معنی تشہیر ہین اور اس سے استدلال کیا کہ نذر اور بھوگ کے طور پر جو جانور غیر خدا کے واسطے ذبح کیا جاوے وہ حرام ہے اسمین باہم اس زمانہ مین بھی بہت گفتگو رہی ہے مولوی عبد الحکیم پنجابی ثم الکھنوی نے اسپر تردید کی اور مولوی رفیع الدین صاحب اور مولوی عبد الحی اور خود شاہ صاحب نے بھی اسکا جواب لکھا اور کئی استفتا رد و بدل ہوئے اول مدار حلت و حرمت تشہیر پر تھا پھر مدار حلت و حرمت خلوص نیت پر ہوا پھر اسمین بھی قیل و قال رہا کہ ذبیحہ نصرانی باسم اللہ حلال ہے اور انکے نزدیک اللہ مسیح ہے بدلیل قولہ تعالیٰ ان اللہ ہو المسیح ابن مریم پس مدار نیت پکا نہ رہا پھر تقرب الی اللہ اور نذر کے معنی قرار دیکر حرام کیا غرض عہد شاہ صاحب مین انکے ہمعصر علما نے اسمین گفتگو کی اور شاہ صاحب نے بھی اپنی تقریر کو تغیر اور تبدیل کیا اور بہت عرصہ تک تحریرات باہم گفتگو رہی اور یہ کمال انصاف شاہ صاحب سے تھا کہ اصرار نکیا اور اس سے کچھ انکی فضیلت اور بزرگی مین قدح نہین ہوسکتا کہ خطا تمام علمائے سلف سے ہوتی آئی ہے چنانچہ کچھ حال اس گفتگو اور رد و بدل باہمی عبد الحکیم اور شاہ صاحب کا بوارق مین مولوی فضل رسول صاحب نے بھی لکھا ہے اور بعض فتوے بھی شاہ صاحب کے نقل کئے ہین جسکو منظور ہو اسمین دیکھے اور اسوقت مین جو رسائل مولوی رفیع الدین صاحب اور مولوی اسماعیل صاحب اور جو تحریرات مولوی مبین اور مولوی عبد الحکیم و دیگر علما کے اور فتوے شاہ صاحب کے لکھے گئے ہین انکو مطالعہ کرے چونکہ ذکر نذر کا اسجگہ آگیا اور مسئلہ اسی ذیل کا ہے لہذا

اسکا بھی حال لکھا جاتا ہے کہ نذر اللہ کی ماننی کچھ عبادت نہین ہے اگر اصل نذر عبادت ہوتی تو جناب
رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم منع نفرماتے بلکہ ممنوع ہے جیسے حدیث صحیحین مین ہے لاتنذروا
فان النذر لاتغنی عن القدر شیئا وانما یستخرج بہ من البخیل اور ادنیٰ درجہ نہی کا تنزیہی
ہے اور قسم اور نذر کے ایک معنی اور ایک حکم ہے شرع مین چنانچہ شیخ ابن ہمام نے لکھا ہے کہ
لاشک ان الیمین فی معنی النذر اور روایت ابن عباس سے ہے من نذر نذرا لم یسمہ
فکفارتہ کفارۃ یمین پس کتب فقہ مین ہے کہ جیسے قسم منعقد ہوتی ہے واللہ باللہ یا دیگر اسمائے صفات
سے مثل رحمان اور رحیم کے یا تعلیق سے جیسے ان خرجتِ الدار فانت طالق اسیطرح منعقد
ہوتی ہے اس کہنے سے کہ اوپر میرے نذر ہے یا نذر کی مینے اور اگر نذر معلق کی ساتھہ کسی شرط
کے مثلاً کہا کہ اگر زید آوے تو مجھہ پر روزہ ہے اور وہ کام ہو گیا تو واجب ہے ایفا اسکا مثل قسم
معلق کے بدلیل وَلْیُوْفُوْا نُذُوْرَھُمْ پس اگر ہے وہ قسم اور نذر کسی معصیت پر جیسے ترک کلام
ساتھہ والدین کے یا ترک نماز کے تو واجب ہے مخالفت اُس نذر اور قسم کی اور دینا کفارہ قسم کا
اور اسیطرح اگر وہ قسم یا نذر غیر مقدور پر ہے جیسے چڑھنا آسمان پر تو بسبب عدم قدرت کے ایفا
پر کفارہ قسم دے اور کفارہ نذر اور قسم ایک ہے اسلئے کہ نذر بھی ایک قسم ہے شرع مین جیسا
کتب فقہ مین لکھا ہے۔ اب اگر نذر جس کام پر کی ہے وہ قسم عبادات یا مباحات شرع سے
ہے جیسے روزہ یا عمرہ یا ہدی یا قربانی یا نماز نفل یا مسکینون کو کھلانا یا دیگر امور مباحہ سے تو
واجب ہے ایفائے نذر کا جسطرح سے نذر مانی ہے معین بخصوصیات مکانی و زمانی وغیرہ مثلاً
نذر کیا روزہ کسی خاص دن مین یا اعتکاف کسی خاص مسجد مکہ یا مدینہ وغیرہ مین یا طعام کسی خاص
قسم کا روٹی یا شیرینی سے واسطے مساکین کے کسی خاص دن مین پس اس نذر معین کو اسیطرح
ادا کرے جیسا کہ ہدایہ و وقایہ وغیرہ کتب فقہ مین درباب نذر معین لکھا ہے اور صحیح ابوداود
مین ہے کہ نذر کی ایک شخص نے قربانی اونٹ کی بوانہ مین اور پوچھا آنحضرت صلعم سے پس بعد
دریافت اِس امر کے کہ وہان نہ کوئی بت تھا جاہلیت مین نہ کوئی عید کفار کی حکم فرمایا اُوْفِ
بِنَذْرِکَ - اور اسیطرح ایک عورت نے کہا کہ یا رسول اللہ نذرت ان اضرب علی راسك
الدف قال اوفی بنذرك اور نذر کی ایک عورت نے اسیطرح اور پوچھا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ

وسلم سے کہ نذر کی ہے مینے کہ ذبح کرون مین فلان جگہ جہان جاہلیت مین خرچ کرتے تھے تو پوچھا کہ
کوئی بت یا عید مشرکین کی اُس جگہ ہے کہا کہ نہین حکم فرمایا اوفی بنذرک رواہ ابوداود پس نذر جسطرح
مانے اُسی خصوصیات سے ادا کرنی واجب ہین جیسا کتب فقہ مین لکھا ہے اور احادیث صحیح سے
ثابت ہے پس خصوصیات زمانی اور مکانی بدعت کیونکر ہے یہ محض افترا ہے وہابیہ کا اور اگر
وہ نذر غیر معین ہے مثلاً نذر کیا روزہ اور کوئی دن مقرر نہ کیا یا نذر کیا کھلانا مساکین کا اور کوئی کھانا
یا دن مقرر نہ کیا تو جب چاہے روزہ رکھے اور جو کھانا چاہے جسوقت چاہے کھلا دے نذر ادا ور قسم
ادا ہو جائیگی کفارہ دینا لازم آویگا۔ اور نذر اصطلاح شرع مین واجب کر لینا ایک کام غیر واجب
کا ہے عبادات یا مباحات سے اپنے اوپر واسطے حاصل کرنے قرب خدا کے عبادۃً اور جو تقرب
اصلاح سے بغیر خدا حرام ہے اسی سبب سے نذر غیر خدا حرام ہے اور جو نذر انبیا اور اولیا کو حرام کہتے
ہین انہین معنون کر کہتے ہین کہ جو واسطے تقرب اور عبادت اولیا کے کیجاوے اور یہ غلط فہمی
لوگون کی ہے اسلئے کہ صاحب تفسیر احمدی نے حاشیہ لکھا ہے تفسیر آیہ وما اُھِلَّ بہ لغیر اللہ مین
اسمین لکھا ہے قد تقرر ان النذر لغیر اللہ حرام و نذر الاولیاء ماول بان النذر للہ وثوابہ
لھم یعنی نذر اولیا کے یہ معنی ہین کہ یہ نذر واسطے خدا کے ہے اور ثواب اُسکا واسطے اولیا کے اور
جب مقصود ثواب نذر کا واسطے اُنکے تھا لہذا مجازاً نسبت نذر کی اُنکی طرف واقع ہے جیسے کہ روزہ قضا
کا یا رمضان کا بدلتے ہین اور روزہ خدا کا ہوتا ہے مگر مجازاً بعلاقہ ظرفیت رمضان کا کہتے ہین اور علاقہ
مجاز بہت ہین جیسے کہ کتب اس فن مین مذکور ہین اور رسالہ نذور مزارات مولوی رفیع الدین صاحب
مین ہے کہ لفظ نذر مشترک است در نذر شرعی و نذر عرفی۔ نذر شرعی ایجاب غیر واجب تقرباً الی اللہ
است و عرفی آنچہ پیش بزرگان می برند نذر و نیاز میگویند۔ اور اُسی رسالہ مین ہے کہ نذر اولیا بر سہ
وجہ مباح است یکی آنکہ بگوید کہ آلہی اگر آن مراد من حاصل شود نذر تو بخدام مزار آن صالح رسانم
دوم اینکہ بگوید یا حضرت در جناب آلہی برائے این مشکل دعا بکنید کہ این مراد حاصل شود از طرف
شما در جناب آلہی بنقدر طعام یا نقد رسانم تا ثواب عاید شما شود۔ سیوم آنکہ آن بزرگ را وسیلہ و شفیع
در جناب آلہی سازد گویا می گوید کہ آلہی ببرکت روح فلان بزرگ و بحق عنایات و مہربانی خود برا و
اگر مشکل من آسان کنی بنقدر مال برائے تو دہم و ثواب آن نثار روح آن بزرگ سازم تا از برّ

و احسان بآن بزرگ خوشنود شود فقط پس جو مراد صاحب تفسیر احمدی کے اول کہنے سے ہے وہی
مولوی رفیع الدین صاحب کی تحریر سے پائی جاتی ہے اور اسی مضمون نذر کو ہندی مین مِنّت کہتے
ہین اسلئے کہ معنی نذر لغت مین عہد و پیمان کے ہین جیسے صراح وغیرہ مین لکھا ہے پس نذر اولیاء اللہ
کے یہ معنی ہین کہ عہد کیا ساتھ اولیاء اللہ کے بقدر ایصال ثواب کا اور اس عہد کو ہندی مین منت
کہتے ہین کہ فلان بزرگ کی منت مانی یعنی عہد کیا کہ بقدر طعام وغیرہ کا ثواب اُنکی روح کو پہونچاوینگے
نہ کہ مراد نذر اور منت اولیا سے عبادت اولیا ہے یہ کج فہمی اور دھوکہ دہی وہابیون کی ہے عوام الناس
کو کہ عظمت اور محبت خدا اور دوستان خدا کی دلون مین سے کم کر کے جڑ ایمان کی منقطع کرتے
ہین عیاذاً باللہ من ذلک اور ایک استفتا کے جواب مین مولوی اسمٰعیل صاحب نے لکھا ہے کہ نذر
اولیا بدو طریق است حسن و قبیح اگر طریق حسن در دل باشد و از زبان لفظ نذر کند خللے در آن ہست
یا نہ نظر بر آنکہ این لفظ در شرع مستعمل برائے معنی است کہ مختص بخدا است باید کہ شائبہ از ممنوعات
شرعیہ در آن باشد و ادنائے او ترک اولیٰ است اما حرام نتوان گفت قصہ مسلمانان کہ بجائے اسلمنا
صبانا گفتند شاہد آنست چون معذور شدند پس از الفاظ مشترکہ بسبب استعمال عرف این وہابی اشتراک
پیدا شود بلکہ نیت فقط پس اس تقریر اساتذہ سے صاف ظاہر ہے کہ نذر کے معنی عرف مین مصطلح
شرعی نہین بلکہ ہر شخص جو کچھ کسی بزرگ یا بالاتر کو اپنے سے دیتا ہے اور پیش کرتا ہے اُسکو نذر کہتا
ہے جیسے رعایا جو کچھ حاکم کو یا ملازم کسی نواب یا راجہ کو جو کچھ دیتے ہین اُسکو نذر کہتے ہین اور اکثر امیر
مسلمان نواب وغیرہ درویشون اور علماؤن کو جو کچھ دیتے ہین کہتے ہین کہ فلان مولوی صاحب
کے نذر کیا کوئی حرام نہین کہتا اور اسیطرح راجون اور انگریزون کو نذر کرنا بولتے ہین کوئی حرام نہین
کہتا اسی لئے کہ پیش کرنیکے عرفی معنی ہین نہ شرعی پس انبیا اور اولیا کو جو ثواب پہونچایا جاتا ہے
اُسکو بھی نذر اور نیاز اولیا کی اسی پیش کرنیکے معنون مین کہتے ہین یا عہد کرنیکے معنون مین جسکو
منت کہتے ہین یعنی اگر حق تعالیٰ فلان حاجت برلاوے تو ہم عہد کرتے ہین کہ فلان ولی اللہ یا
نبی اللہ کی ارواح کو اسقدر ثواب پہونچاوینگے اور یہ اسلئے ہے کہ ہدیہ اور تحفہ اور خدمتگذاری انبیا
اور اولیا کی موجب محبت خدا اور رضائے خدا ہے اور اموات سے یہ امر بجز ایصال ثواب صدقات کے
اور طرح ممکن نہین پس تعظیم اور محبت اُنکی عین محبت الٰہی ہے اور قطع محبت اُنسے انقطاع محبت خدا

ہے کہ دلیل ضعف ایمان ہے عیاذًا باللہ من ذالک پس نذر اولیاء اللہ کا بھی یہی حکم ہے جو نذر امرا کا
پیش کرنیکے مضمون میں کچھ اس قول اور فعل میں حرمت نہیں ہے بلکہ جب ایصال نفع ہر شخص کو واسطے
خدا کے موجب ثواب ہے پس ایصال ثواب بروح انبیا اور صلحا موجب زیادتی ثواب کا ہے اور اگر
براہ محبت ایصال ثواب بروح صلحائے مؤمنین کرتا ہے تو امید ہے کہ حشر اسکا انہیں صلحا کے
ساتھ ہو اسلئے کہ المرء مع من احب حدیث صحیح شاہد ہے مگر چونکہ شیطان دشمن انسان ہے اس
مغالطہ اور اشتباہ میں ڈالکر بعض لوگوں کو اس دولت سے محروم رکھا یہاں سمجھانا چاہیئے تھا کہ
نذر تقربًا سوائے خدا کے کسی بزرگ کی نذر کرے کہ حرام ہے بلکہ نذر صلحا سے ایصال ثواب عمل صالح
منذور کا مراد رکھنا اور سمجھنا چاہیئے نہ یہ کہ اس عمل خیر سے بمغالطہ لوگوں کو باز رکھنا اور محبت انبیا
اور صلحا کا انکے دل سے کھونا اور جو تدبیر حشر مع الصالحین تھی اس سے روکنا اور خیرات اور صدقات
طعام سے منع کرنا یہ کام علما کا نہیں مثلاً ایک شخص روزہ میں غیبت کرتا ہے یا اشعار تشبیب پڑھتا
ہے تو ایسی جگہ یہ سمجھانا چاہیئے کہ فحش اور غیبت بد ہے اور روزہ میں زیادہ بدتر کہ روزہ بھی خراب
ہوتا ہے غیبت اور فحش سے باز رہنا چاہیئے نہ یہ کہ بسبب اسکے روزہ کو بھی منع کرے اور کہے کہ جب
تو غیبت کرتا ہے تو روزہ رکھنا موقوف کر یہ کام اہل عقل اور اہل علم کا نہیں ہے اب رہا یہ مسئلہ
کہ گائے سید احمد کبیر رضی اللہ عنہ کی اور بکرا شیخ سدو کا جو نذر کرتے ہیں شرع کا اسمین کیا حکم ہے
آیا حرام ہے یا حلال وہابی ۔ اسکو مطلق حرام کہتے ہیں اس وجہ سے کہ ما اہل بہ لغیر اللہ میں
داخل ہے اور یہ بات بالکل غلط ہے اسلئے کہ جو جانور کہ بنام بتوں کے اور آتشکدوں کے مشہور ہوتے
ہیں مانند بچار ہندوں کے یا مثل اسکے جب بنام خدا ذبح کئے جاویں حلال ہے کھانا انکا جیسا کتب
فقہ میں لکھا ہے پس مشہور ہونا غیر خدا کے نام سے وجہ حرمت نہیں ہوتی ہے یہ غلط فہمی انکی ہے۔
مگر ذبح بنام خدا دو طرح پر ہے ایک مثل اضحیہ قربانی اور ہدی کعبہ ہے کہ اراقہ دم خاص واسطے عظمت
اور تقرب خدا کے عبادتًا ہوتا ہے گوشت وغیرہ اس ذبح سے مقصود نہیں ہوتا بجز رضائے الٰہی
کے یہ ذبح عبادت ہے اور ثواب اسپر موعود اور اسطرح واسطے عظمت اور تقرب کے غیر خدا کے واسطے
ذبح کرنا شرک ہے اور ذابح مرتد ہوتا ہے اگر مسلمان ہو اور دوسرا ذبح مباح ہے وہ ذبح کرنا بنام خدا
ہے واسطے حصول نفع کے ساتھ گوشت وغیرہ اسکے اور یہ ذبح واسطے غیر خدا کے بھی مباح اور

درستی ہے جب بنام خدا ذبح کیا جاوے جیسے قصاب بمراد بیچنے کے واسطے لوگون کے ذبح کرتے ہین
یا اور لوگ اپنے کھانے کے واسطے یا مہمان کے واسطے ذبح جانور کرتے ہین یا اور شادی وغیرہ مین
واسطے کھلانے مساکین یا مہمانون کے ذبح کرتے ہین یہ شرک نہین اسلئے کہ مقصود اس ذبح سے
گوشت وغیرہ ہے واسطے اپنے یا مہمان یا مساکین وغیرہ کے اور اراقۂ دم واسطے عبادت اور قرب
غیر خدا کے مقصود نہین ہے ہان اگر کسی غیر کے واسطے اراقۂ دم بطور عبادت و قرب مقصود ہو تو وہ
ذبح حرام ہے اور ذابح مشرک و مرتد جیسا کتب فقہ اور تفسیر نیشاپوری مین مرقوم ہے لو ان مسلما
ذبح ذبیحة وقصد بذبحها التقرب الی غیر الله صار مرتدا و ذبیحته ذبیحة مرتد
اسلئے کہ اراقۂ دم یعنی ذبح عبادتاً و تقرباً خاص ہے واسطے خدا کے پس جب اسطرح پر واسطے غیر خدا کے
ذبح کیا تو گویا عبادت غیر خدا بجالایا پس لامحالہ مشرک اور مرتد ہوا اگر مسلم تھا اور اسی جگہ سے گائے
سید احمد کبیر قدس سرہ اور بکرا شیخ سدو وغیرہ کو حرام کہتے ہین جب ذبح کیا جاوے واسطے حاصل کرنے
قرب و عظمت سید احمد کبیر رض اور شیخ سدو کے یعنی اراقۂ دم واسطے تعظیم اور تقرب انکی مدنظر ہو گوشت
وغیرہ مقصود نہو اور ایسے ہی بکرا توپ کا ہے جو وقت اسکے ذبح سے تعظیم اس جن کی منظور ہو جو
مانع روانی توپ ہے غرض جو جانور کہ واسطے تعظیم اور تقرب ساتھ غیر خدا کے ذبح کیا جاوے حرام ہے اور ذابح
مشرک و مرتد اور اگر نذر کی خدا کی اور ذبح کیا گائے یا بکرہ کو خالص واسطے خدا کے بنام خدا اور اسکا
ثواب پہونچایا سید احمد صاحب کبیر رض کو یا شیخ سدو کو تو یہ حلال اور درست ہے باتفاق سب علما کے
اسلئے کہ ثواب اس عمل قربانی کا خدا کی طرف سے اسکو ملا ہے اسکو اختیار ہے جسکو چاہے دے جیسے کہ
حدیث صحیح مین قربانی واضحیہ مردہ کی طرف سے کرنا آیا ہے تو معنی اسکے یہی ہین کہ جو ثواب اس ذبح
کا کہ واسطے خدا کے کیا ہے مردے کو بخشا جاوے نہ یہ کہ ذبح واسطے تعظیم مردے کے کیا جاوے اسلئے کہ
جب مردہ قابل انتفاع بعین مال و متاع دنیاوی نہین رہا تو شرع مین طریقہ نفع پہونچانیکا اسکو یہ
مقرر ہوا کہ ثواب اموال جو مستحقون کو پہونچتا ہے اسکی طرف عائد کیا جاوے۔ اب اگر جانور زندہ
نذر کیا اور وہ نذر گوشت پر ہے یعنی یہ کہا کہ اگر فلان حاجت میری برآئے تو اسقدر طعام پلاو وغیرہ
نیاز سید احمد کبیر لوگون کو کھلاؤنگا یا اسقدر نیاز کرونگا تو یہ طعام حلال ہے اگرچہ نذر مین گفتگو ہو کہ
اگر نذر شرعی مراد ہے واسطے سید احمد کبیر صاحب کے تو حرام اور اگر نذر عرفی مراد ہے تو مباح ہے اور

اسیطرح اگر کوئی کہے کہ دو سن یا تین سن گوشت نذر حضرت سید احمد کبیر بعد بر آمد حاجت کھلاؤنگا گوشت
حلال ہے اگرچہ گوشت گائے کا کہے تو بھی اور اسیطرح اگر گائے زندہ بنام سید احمد کبیر کسیکو دیوے بطور نقد
کے تو بھی درست ہے اور گوشت اُسکا حلال غرض گائے سے مالیت ہے پس جب مقصود جانور سے
گوشت ہو یا مالیت ہوا و نذر کرے کسی اموات کے تو وہ جانور حلال ہے گو نذر مین گفتگو ہوا ور اگر مقصود
ذبح واسطے میت کے ہے پس اگر ایصال ثواب بیچ واسطے میت کے مراد ہے تو حلال ہے اور اگر تقرب بیچ
طرف میت کے مقصود ہے تو حرام اور ذابح مرتد اور اگر کوئی شخص بکرا یا دنبہ یا گائے وغیرہ خانہ پرور کرے تا
گوشت اُسکا خوب چرب ہو اور پھر ذبح کر کے پکا کے فاتحہ کسی بزرگ کی دیکر کھلا دے کچھ خلل نہین ہے
یہ ایسا ہے کہ واسطے اُس بزرگ کے حالتِ زندگی مین یہ کام کرتا اور اگر نذر کرے کہ بشرط بر آمد فلان
حاجت کے گائے دو سالہ یا فربہ یا بکری یکسالہ نیاز حضرت غوث الاعظم قدس سرہ کی کرونگا پس حکم
اُسکا مثل حکم طعام ہے اگر نذر بطریق نیک ہے کچھ خلل نہین اور اگر نذر بطریق قبیح ہے فعل اُسکا حرام ہے
اور جانور حلال اور مولوی برہان الدین نے لکھا ہے کہ جانور منذور کہ واسطے بزرگ کے مقرر ہوا ہے اگر
مقصود یہ ہے کہ مسلمان کھاوین بے شبہ حلال ہے ۔ اور جیسے کہ اختراع معانی جدیدآیت و حدیث برخلاف
اہل حق کے اور تحریف معانی داب ان نجدیون کا ہے اسیطرح تحریف کلام علمائے سلف بھی کرتے
ہین اور اکثر جگہ جو سند کلام علمائے متقدمین سے لاتے ہین تحریف کر کے اپنے مطلب کے موافق بنا لیتے
ہین کہین ایک فقرہ عبارت منقولہ سے حذف کر دیتے ہین جیسے کہ حدیث لعن اللہ الیہود و
النصارٰی الذین اتخذوا قبور انبیاءھم و صالحیھم مساجد مین مرقاۃ شرح ملا علی قاری
کی عبارت نقل کرتے ہین انما حرم اتخاذ المساجد علیھا لان فی الصلوۃ فیھا استنانا بالسنۃ
الیہود و یدل علیہ قولہ صلعم لعن اللہ الیہود والنصارٰی الخ اور عبارت شرح ملا علی یہ ہے
قال ابن الملک انما حرم اتخاذ المساجد علیھا لان فی الصلوۃ فیھا استنانا بسنۃ الیہود
انتھی و قید علیھا یفید ان اتخاذ المساجد بجنبھا لا باس بہ و یدل علیھا قولہ صلی اللہ
علیہ و سلم لعن اللہ الیہود والنصارٰی آخر الحدیث پس فائدہ قید علیھا کو ترک کیا کہ مسجد
پہلوے قبر مین بنانی درست ہے اور جو حدیث اسکے سند مین تھی اُسکو سند حرمت اتخاذِ مسجد کر دیا اور اسیطرح
بیان کرتے ہین کہ مکان قبر پر مثل قبہ وغیرہ بنانا حرام ہے بموجب روایت جابر رض کہ مشکوٰۃ مین ہے

اور حدیث عام ہے کہ عمارت ہو یا خیمہ کھڑا کیا جاوے چنانچہ ترجمہ مشکوٰۃ حضرت شیخ عبدالحق رح و شرح مشکوٰۃ
ملا علی قاری سے بھی معلوم ہوتا ہے اور یہ حوالہ غلط ہے چنانچہ اول ملا علی قاری نقل لکھتے ہین کتاب
تورپشتی سے یحتمل الوجہین احدہما البناء علی القبر بالحجارۃ وما یجری مجراہا والاخری
ان یضرب علیہا خباء ونحوہ وکلاہما منہی لعدم الفائدۃ اور بعدہ قید عدم فائدہ کے بیان
مین لکھا ہے قلت مستفاد منہ انہ اذا کانت الخیمۃ لفائدۃ مثل ان یقعد تحتہا القراءۃ فلا یکون
منہیًا قال ابن ہمام واختلف فی اجلاس القاریین عند القبر والمختار عدم الکراہۃ اور بعد
اسکے لکھا ہے فقد اباح السلف البناء علی قبر المشائخ والعلماء المشہورین لیزورہم الناس
فیستریحوا بالجلوس اور کھڑا کرنا خیمہ کا قبر پر قرون مشہود لہا مین واقع ہوا ہے کہ جو اُنکے معتقدات
کے موافق ممنوع نہین ہو سکتا بلکہ داخل سنت ہے جیسے اوپر بیان ہو چکا اور تعلیقات بخاری
مین ہے لما مات الحسن بن الحسن بن علیؓ ضربت امرأتہ القبۃ علی قبرہ سنۃ اور اسیطرح
نقل کرتے ہین سند اپنے مطلب مین ایک قول کو آدھا یعنی ایسے قول کو جو رد کیا گیا ہے اگلے قول
سے پس قول مردود کو سندًا نقل کر کے لوگون کو دھوکہ مین ڈالتے ہین جیسے کہ حدیث لا تشد الرحال
مین ملا علی قاری نے لکھا ہے ذہب بعض العلماء الی الاستدلال علی المنع فی الرحلۃ لزیارۃ
المشاہد وقبور العلماء والصالحین فقط اور عبارت شرح ملا علی رح اسطرح پر ہے کہ فی الاحیاء
ذہب بعض العلماء الی الاستدلال علی المنع من الرحلۃ لزیارۃ المشاہد وقبور العلماء و
الصالحین وما تبین لی ان الامر لیس کذلک فان الزیارۃ مامور بہا لخبر کنت
نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروہا والحدیث انما ورد نہیا عن الشد لغیر الثلثۃ
من المساجد لتماثلہا بل لا بلد الا وفیہا مساجد فلا حاجۃ للرحلۃ الی مسجد الخ اما
المشاہد فلا تتساوی بل برکۃ زیارتہا علی قدر درجاتہم عند اللہ ثم لیت شعری ہل
یمنع ہذا القائل من شد الرحال لقبور الانبیاء کابراہیم وموسی ویحیی والمنع من ذلک فی غایۃ الاحالۃ واذا
جوز ذلک لقبور الانبیاء والاولیاء فی معناہم ولا یبعد ان یکون من اغراض الرحلۃ کما ان زیارۃ العلماء
فی الحیوۃ من المقاصد اور اسیطرح نقل کرتے ہین انکار استمداد مین عبارت ترجمہ مشکوٰۃ حضرت شیخ عبدالحق رح کی اما استمداد با ہل
قبور در غیر انبیا منکر شدہ اند آنرا بسیاری فقہا و میگویند نیست زیارت مگر برائے نفع رسانیدن باموات بدعا

واستغفار و قائل گشته اند بعضے از ایشان وظاہر نیست کہ از فقہا آنان کہ قائل بسمع و ادراک میت
اند قائل بجواز اند و آنانکہ منکر اند آنرا این را نیز انکار کنند و نیست صورت استمداد مگر ہمین کہ محتاج
طلب کند حاجت خود را از جناب الٰہی بتوسل روحانیت بندہ مقرب درگاہ والا الخ اور
ایسے ہی شرح عربی سے واما الاستمداد باہل القبور فقد انکرہ کثیر من الفقہاء فی غیر
النبی والانبیاء وقالوا لیس الزیارۃ الا للدعاء والاستغفار للموتی وایصال النفع الیہم
بالدعاء والتلاوۃ الخ اور چونکہ عبارت ترجمۂ فارسی مشکوٰۃ بعینہ مطابق شرح عربی ہے لہذا عبارت
فارسی شیخ علیہ الرحمہ نقل کیجاتی ہے تا لوگ دیکھیں کہ شیخ منکرین استمداد پر طعن کرتے ہیں اور
رد کرتے ہیں مذہب انکا اور وہابیہ ایک جملہ اسمین سے نقل کر کے کچھ اپنی طرف سے ملا کر اپنی
مدعا کو ثابت کرتے ہیں کلام شیخ سے یہ بات صاف افترا اور تحریف معلوم ہوتی ہے اس سے
کچھ استحکام انکار استمداد نہیں معلوم ہوتا بلکہ جو کوئی ترجمہ شیخ میں دیکھیگا معنوی تحریف انکا پہچان لیگا
نیست کہ از فقہا آنانکہ قائل بسمع و ادراک میت اند بجواز قائل اند و آنانکہ منکر اند آنرا این را نیز انکار کنند
کہیں ترجمہ شیخ میں نہیں ہے یہ اپنی طرف سے درمیان عبارت شیخ کے ٹھونس دیا ہے عبارت ترجمہ
شیخ علیہ الرحمہ یہ ہے باب زیارت قبور میں واما استمداد باہل قبور در غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا
غیر انبیا علیہم السلام منکر شدہ اند آنرا بسیاری از فقہا و می گویند کہ نیست زیارت قبور مگر از برائے
دعاے موتی و استغفار برائے ایشان و رسانیدن نفع بایشان بدعا و استغفار و تلاوت قرآن
و ثابت کردہ اند آنرا مشائخ صوفیہ قدس اسرارہم و بعض فقہا رحمہم اللہ تعالیٰ واین امر محقق و معتبر
است نزد اہل کشف و کمال از ایشان تا بسیاری را فیوض و فتوح از ارواح رسید واین طائفہ را در
اصطلاح ایشان اویسی خوانند۔ امام شافعی رحمہ اللہ گفتہ قبر موسیٰ کاظم تریاق مجرب است مر اجابت
دعا را و حجۃ الاسلام امام غزالی گفتہ ہر کہ استمداد کردہ می شود بوے در حیات استمداد کردہ می شود بوے
بعد از وفات و یکے از مشائخ عظام گفتہ دیدم چہار کس را از مشائخ تصرف میکنند در قبور خود مانند
تصرفہائے ایشان در حیات خود یا بیشتر از آن شیخ معروف و عبدالقادر جیلانی و دو کس دیگر را
از اولیا شمردہ و مقصود حصر نیست انچہ خود دیدہ و یافتہ گفتہ است۔ سیدی احمد ابن مرزوق کہ از
اعاظم فقہا و علما و مشائخ دیار مغرب است گفت کہ روزے شیخ ابوالعباس حضرمی از من پرسید کہ امداد

حی قوی است یا امداد میت من گفتم که قومے می گویند که امداد حی قوی تر است و من میگویم امداد میت قوی تر است شیخ گفت نعم زیرا که وے در بساط قرب حق است و در حضرت اوست و نقل در یں معنی ازیں طائفہ بیشتر ازاں است که حصر و احصا کرده شود و یافته نمی شود در کتاب و سنت و اقوال سلف صالح چیزے که منافی و مخالف این باشد و رد کند این را و بتحقیق ثابت شده بآیات و احادیث که روح باقی است و او را علم و شعور بزائران و احوال ایشان ثابت و ارواح کامله را قرب و مکانتے در جناب حق ثابت چنانچه در حیات بود یا بیشتر ازان و اولیا را کرامات و تصرف در اکوان حاصل است و این نیست مگر ارواح ایشانرا و آن باقیست و متصرف حقیقی نیست مگر خدائے عزّ شانه و همه بقدرت اوست و ایشان فانی اند در جلال حق در حیات و بعد از ممات پس اگر داده شود مر احدے را چیزے بوساطت یکے از دوستان حق و مکانتے که نزد خدا دارد دور نباشد چنانکه در حالت حیات بود و نیست فعل و تصرف در هر دو حالت مگر حق را جلّ جلاله و عمّ نواله و نیست چیزیکه فرق کند میان هر دو حالت و یافته نشده است دلیل بر آن در شرح شیخ ابن حجر در میان حدیث لعن الله الیهود و النصارى اتخذوا قبور انبيائهم مساجد گفته است این بر تقدیریست که نماز گذارد بجانب قبر بجهت تعظیم وے که آن حرام است باتفاق و اما اتخاذ مسجد در جوار پیغمبرے علیه السلام یا صالحے و نماز گذاردن قبر وے نه بقصد تعظیم قبر و توجه بجانب قبر بلکه به نیت حصول مدد از وے تا کامل شود ثواب عبادت ببرکت قرب و مجاورت آن روح پاک حرجے نیست و در آخر باب چیزے بیاید متعلق باین سخن و تمام گردد این بحث در کتاب جهاد در قصه قتلاے بدر و الله اعلم اور عبارت ترجمه کی کتاب الجهاد میں یه ہے و اما استمداد باهل قبور منکر شده اند آنرا بعض فقها اگر انکار از جهت آنست که سماع و علم نیست ایشانرا بزائران و احوال ایشان پس بطلان او ثابت شد و اگر بسبب آنست که قدرت و تصرف نیست مر ایشان را در آن موطن تا مدد کنند بلکه محبوس و ممنوع اند و مشغول بآنچه عارض شده است ایشانرا از محنت و شدت آنچه باز داشته است از دیگران ممنوع که این کلیه باشد خصوصًا در شان متقین که دوستان خدا اند شاید که حاصل شود ارواح ایشان را از قرب و منزلت در برزخ و قوت و قدرت بر شفاعت و دعا و طلب حاجات مر زائران را که متوسل اند بایشان چنانچه روز قیامت خواهد بود و چیست دلیل بر آن و تفسیر کرده است بیضاوی آیۂ کریمۂ و النّازعات غرقًا الآیه را بصفات نفوس کامله فاضله در حال مفارقت

از بدن کشیده می شوند نا یدان و نشاط می کنند بسوئے عالم ملکوت و سیاحت می کنند و آن پس
صفت میکنند بمظاہر قدس پس میگویند بشرف و قوۃ از مدیات ولیت شری چه میخواہند
ایشان با ستمداد و امداد که این فرقه منکر اند آنرا آنچه ما می فہمیم از آن اینست که داعی محتاج الی اللہ دعا
میکند و طلب حاجات خود را از قرب جناب عزت و غنی وے و توسل میکند بروحانیت این
بندہ مقرب مکرم درگاہ عزت وے و میگوید خداوندا ببرکت این بندہ تو که رحمت کردۂ بروے و اکرام
کردۂ او را و لطف و کرمے که بوے داری برآورده گردان حاجت مرا که تو معطی و کریمی یا ندا کند این بندۂ
مقرب را که اے بندۂ خدا و ولی وے شفاعت کن مرا و بخواه از خدا که بدہد مسئول و مطلوب مرا و قضا
کند حاجت مرا پس معطی و مسئول و مامول پروردگار ست تعالی و تقدس و نیست این بنده درمیان
مگر وسیله و نیست قادر و فاعل و متصرف در وجود مگر حق سبحانه و اولیا فانی و ہالک اند در فعل الٰہی
و قوت و سطوت وے و نیست ایشانرا فعلے و قدرت و تصرف نه اکنون که در قبور اند و نه آن ہنگام
که زنده بودند در دنیا و اگر این معنی که در امداد و استمداد ذکر کردیم موجب شرک و توجه بماسواے حق باشد
چنانچه منکر زعم میکند پس باید که منع کرده شود توسل و طلب دعا از صالحان و دوستان خدا در حالت
حیات و این ممنوع نیست بلکه مستحب است باتفاق و شایع است در دین و اگر گویند که ایشان
بعد از موت معزول شده اند و بیرون آورده شدند از آن حالت و کرامت که بود ایشانرا در حالت حیات
چیست دلیل بر آن یا گویند که مشغول و ممنوع شدند بآنچه عارض شد ایشانرا آفات بعد از ممات پس
کلیه نیست و دوام و استمرار آن تا روز قیامت نہایت اینکه این کلیه نباشد و فائده استمداد عام نباشد
بلکه ممکن است که بعضے منجذب باشند بعالم قدس و مستہلک باشند در لاہوت حق چنانکه ایشانرا
شعورے و توجہے بعالم دنیا نمانده باشد و تصرفے و تدبیرے در وے نه چنانکه درین عالم نیز از تفاوت
حال مجذوبان و سالکان ظاہر میگردد و نعم اگر زائران اعتقاد کنند که اہل قبور متصرف مستبد و قادر اند
بے توجه بحضرت حق و التجا بجناب وے تعالی چنانکه عوام و جاہلان و غافلان اعتقاد دارند و چنانکه
می کنند آنچه حرام و منہی عنه است در دین از تقبیل قبر و سجده مر آنرا و نماز بسوے وے و جز آن که از آن
نہی و تحذیر واقع شده این اعتقاد و این افعال ممنوع و حرام خواہد بود و فعل عوام اعتبارے ندارد و خارج
بحث است و حاشا از عالم شریعت و عارف باحکام دین که این اعتقاد بکند یا این افعال و آنچه

مرویست از مشائخ اہل کشف و استمداد ارواح کمل و استفادہ از ان خارج از حصر است و مذکور در کتب
و رسائل ایشان و مشہور است میان ایشان حاجت نیست کہ آنرا ذکر کنیم و شاید کہ منکر متعصب شود
و منکر کلمات ایشان اعاذنا اللہ من ذلک سخن در اینجا از وجہ علم شریعت است آرے مروی و مسنون
و زیارت سلام بر موتی و استغفار برائے ایشان و قرات است لیکن درینجا نہی از استمداد نیست پس
زیارت برائے امداد موتی و استمداد از ایشان ہر دو باشد بر تفاوت حال زائر و مزور باید دانست
کہ خلاف در غیر انبیا است صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہم اجمعین کہ ایشان احیا اند بحیات حقیقی دنیاوی
باتفاق و اولیا بحیات اخروی و معنوی و کلام درینمقام بحد اطناب و تطویل کشید بزعم منکران کہ
در قریب این زمان این فرقہ پیدا شدہ منکر اند استمداد و استعانت را از اولیاء خدا کہ نقل کردہ شدہ اند
ازین دار فانی بدار بقا و زندہ اند بنزد پروردگار خود و مرزوق و خوشحال اند و مردم را از ان شعور نیست
و متوجہان بجناب ایشان را مشرک بخدا و عبدۂ اصنام میدانند و میگویند آنچہ میگویند دعم ما است
کہ تحقیق و تفصیل این مسئلہ مخطور خاطر خاتر بعد الآن توفیق الٰہی مساعدت کرد اب دیکھنا چاہیئے کہ
شیخ علیہ الرحمۃ ثابت کرتے ہین استمداد کو اور منکر اپنے مطلب پر دلیل لاتا ہے انکے قول سے یہ کیا
بیباکی اور جرأت ہے یہ ایسا ہے جیسے کوئی کہے کہ قرآن مین نماز سے منع فرمایا ہے اور پڑھے
آیت وَلَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ اور وَاَنْتُمْ سُکَارٰی نہ پڑھے اور ایسی ہی سند بیان کرتے ہین عبارت
فتح القدیر کی کتاب جنائز مین عدم سماعت موتی پر ہذا عند اکثر مشائخنا وھو ان المیت لا یسمع عندھم
اور حالانکہ عبارت فتح القدیر یہ ہے اما التلقین بعد الموت وھی فی القبر قیل لا یومر ولا ینھی
وقیل یفعل وبحقیقہ ما روینا ونسب الی اھل السنۃ والجماعۃ وخلافہ الی المعتزلۃ ویقول
یا فلان بن فلان اذکر دینک الذی کنت علیہ فی الدنیا بشھادۃ ان لا الہ الا اللہ
وان محمدا رسول اللہ پس شیخ ابن ہمام ثابت کرتا ہے تلقین کو اور کہتا ہے کہ یہ مذہب اہل سنت
جماعت ہے اور مانعین تلقین معتزلہ ہین جو منکر سماعت موتی ہین اور دلیل مانعین تلقین کو رد
کیا ہے یہان منکر اسی قول مردود شیخ ابن ہمام کو قول شیخ قرار دیکر سند بیان کرتا ہے کہ شیخ
ابن ہمام کا یہ قول ہے اور اس قسم کے افترا اور تحریف اور حیل ان لوگون کے کلام مین بہت ہین اسلیئے
لازم ہے کہ جس مسئلہ مین سند علمائے سلف کی بیان کرین بغیر مطالعہ اس کتاب کے باور نکرے

اور اسیطرح بہت آیتین اور حدیثین ہین کہ علمائے سلف اور مفسرین نے اُنکے معنی کچھ اور تحقیق کئے
ہین اور یہ برخلاف اُسکے بیان کرتے ہین لہذا چاہیے کہ پہلے علماے مفسرین اور ائمۂ دین نے
جو کچھ تحقیق کیا ہے اُسکو بھی معلوم کرے جب حقیقت اُنکے جھوٹ سچ کی معلوم ہو اور اسیطرح حدیث
ضعیف جب اپنی راے کے موافق ہو سند پکڑتے ہین جیسے حدیث ابن عمر کی ترمذی سے دربارہ
منع کراہت نماز کے قبرستان مین سند لاتے ہین اور وہ حدیث ضعیف ہے خود ترمذی نے لکھا
ہے کہ حدیث ابن عمر لیس بذلك القوی وقد تکلم فی زید بن جبیرة من قبل حفظه
اور ایسی ہی حدیث ابو سعید کی اُسی باب مین ترمذی سے سند لاتے ہین خود ترمذی نے لکھا ہے کہ
حدیث فیه اضطراب اور ایسے ہی کبھی سند پکڑتے ہین ایسی حدیث سے کہ اُسکے معنی کو کچھ مناسبت
اُس مطلب سے نہین ہوتی جیسے اُسی باب مین حدیث ابو مرثد غنوی کی لاتے ہین لا تجلسوا علی القبور
ولا تصلوا الیها یعنی نہ بیٹھو قبر پر اور نہ نماز پڑھو طرف قبر کے یہ ممانعت اُسوقت ہے جب
قبر روبرو بجانب سجدہ کے ہو نہ قبرستان مین الغرض ہر مسلمان کو لازم ہے کہ قرآن و حدیث سے
موافق تحقیق علمائے حق اور ائمۂ دین کے اپنے عقائد اور اعمال درست کرے ورنہ تمام فرق باطلہ
روافض اور مرجیہ اور قدریہ اور معتزلہ وغیرہ سب قرآن و حدیث سے سند پکڑتے ہین مگر جب خلاف
تحقیق علماے اہل سنت و جماعت ہے لہذا باطل اور مردود ہے۔ یہ چند مسائل اور کتنی سندین بطور
نمونہ واسطے آگاہ کرنے لوگون کے ذکر کی گئی ہین آیندہ ہادی حقیقی خدا تعالی ہے یہدی من یشاء
الی صراط مستقیم۔ اور جبکہ اس رسالہ مین بلا تعصب سخن محقق لکھا گیا ہے لہذا اسکا نام جوہر
**الایقان فی حفظ الایمان** رکھا ہے واللہ اعلم ٭

## تمام شد

---

## تقریظ ریختۂ کلک جواہر سلک عالم کامل و علامۂ فاضل جناب ابو محمد عبد الحق صاحب مصنف تفسیر حقانی دام فیضہ

نحمدہ و نستعینه و نصلی علی رسوله صلی الله علیه و آله و اصحابه وسلم اما بعد اگرچہ حرفاً
حرفاً اس رسالہ کے مطالعہ کی فقیر کو مہلت نملی مگر تاہم اکثر مباحث کو دیکھا اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ

مسائل مختلف فیہا مین مخالفون کے ساکت کرنیکی بہت کچھ کوشش کی ہے اور بہت کچھ لکھا ہے - اگرچہ
اس فن مین اور علماء نے بھی اس سے پیشتر بہت کچھ لکھا ہے مگر مصنف مرحوم نے بہت ہی اچھا لکھا ہے اور
حق ظاہر کرنے مین بڑی کوشش کی ہے - یہ لکھنا کہ یہ رسالہ اس فن مین بےمثل ہے یا اسکی مانند اور کسی نے
آجتک نہین لکھا مبالغہ ہے جیسا کہ اکثر لوگ مصنفون کی تصانیف پر رائے ظاہر کرتے وقت مبالغہ
کرجاتے ہین مین اسکو پسند نہین کرتا صرف سچی بات اسقدر کافی ہے کہ بہت خوب لکھا ہے - ہان یہ بات
ضرور ہےکہ اول مخالفین کے عقیدہ کو بلاتعصب انکی کسی معتبر کتاب سے نقل کرتے اور اسکے ساتھ انکے دلائل بھی
بیان کردیتے پھر اسکا جواب یا اسکے خلاف مین دلائل پیش کرتے آجتک مسائل متنازعہ مین میری نظر سے ایسی کتاب
نہین گذری اور نہ آجکل ہمارے معاصرین کو اسطرف توجہ ہے قدیم سے باہم اسی قسم کی قیل و قال کرتے آئے ہین الا قلیلا
اسمین تو کوئی شبہ نہین کہ اسلام نے دنیا کو توحید خالص سے بہرہ مند فرمایا اور مسلمانونکے دلونمین مسائل
توحید ایسے پرتوافگن ہوے کہ جسکا نظیر کسی مذہب و ملت مین نہین پایا جاتا ہے - اس مذہب کا یہ ایک ایسا سچا اصول
ہے کہ جس سے اسنے تمام مذاہب پر فتحیابی حاصل کی جبل الطارق سے لیکر چین تک ایسا کوئی بھی مسلمان نہوگا
جو خدا تعالی کی قدرت و صفات مین کسی امر کو بھی شریک کرتا ہو یا اسکے احکام کے مقابلہ مین کسی اور کے حکم کو واجب التعمیل
سمجھے ہان اسمین بھی کوئی شبہ نہین کہ جب مسلمان دنیا مین پھیلے اور مختلف قوم سے انکا سابقہ پڑا اور صحبت اور بود
و باش بھی جاری تو جہل کی وجہ سے اور لوگون کے مسائل کو دوسرا لباس بدلکر اپنے دین مین داخل کیا دیکھو ہنود کے
ہان دیوالی مین روشنی ہوتی ہے ان جاہلون نے شب برات مین آتشبازی جاری کی یا انکے ہان ہولی مین سوانگ
بناتے ہین ہندوستان خصوصا مدراس و دکن و ممالک متوسطہ کے جاہل مسلمانون نے عشرہ محرم مین اس سے بھی بڑھ
چڑھکر کرنا شروع کیا کوئی حسین کا ریچھ بنتا ہے کوئی لنگور اور کیا کیا خرافات کرتے ہین - ہندون مین بت پرستی
عرصہ دراز سے جاری ہے ہزارون خیالی معبود ہین اور تھان اور جھنڈے کھڑے ہوئے پوجتے ہین اسیطرح جاہل مسلمانون
نے اپنے اولیاء کرام اور انکے مقابر و مشاہد متبرکہ کے ساتھ کرنا شروع کیا جسکو قرآن اور سچے اسلام سے ملا کر دیکھئے تو
بالکل شرک معلوم ہوگا - علماء کی ایک جماعت نے اسکے منع کرنے پر کمر باندھی مگر شدہ شدہ یہانتک بڑھ گئی
کہ جو جائز اور مستحسن باتین تھین انکو بھی حرام اور شرک قرار دیدیا اور پھر انکے پیروون نے اور بھی غلو کیا یہانتک کہ مسلمانون
مین تلاطم پیدا ہوا اور جھگڑے برپا ہوے اسلئے انکی اس زیادتی کے روکنے کے لئے اس کتاب مین لکھی گئین
اور ضرور لکھنی چاہئے تھین ہان باہم ذاتیات سے بحث کرنا اور سخت کلامی اور سب و شتم تک نوبت

پہونچا دینا اسوقت کے جہل کا مقتضی ہے مین اُسکو کبھی پسند نکرونگا +

اسیطرح ہر مرشد اور ہادی کے بعد جون جون زمانہ گزرتا ہے پچھلے لوگ اسکی تعلیم مین اپنے خیالات کو بھی دخل دیدیا
کرتے ہین اور ایسی کچھ قلعی چڑھا لیتے ہین کہ اصلی اور زائد باتون کی تمیز کرنے مین بڑی دقت پیش آجاتی ہے پھر ایک
زمانہ گزرنیکے بعد پچھلے مشائخ کی قلعی اور اختراعی مسائل جو بجون مرکب کئے گئے ہین متاخرین کیلئے سند ہوجاتے ہین
اور ان تراشیدہ باتون کو جو کوئی دور کرنا چاہتا ہے تو اُسکو بڑی مصیبت اُٹھانی پڑتی ہے اسلئے آنحضرت صلعم نے
ارشاد فرمادیا ہے کہ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ اور بہت سی احادیث مین انسانی دخل
دلی کی اشد ممانعت ہے مقصود آنحضرت صلعم کا یہ تھا کہ جو دنیا مین مین چھوڑے جاتا ہون لوگ اسمین ملونیان
نہ ملائین اس ملونی کو شرع مین بدعت سیئہ کہتے ہین اور اسکے ضلالت ہونے مین شبہ بھی نہین ہے پس جسطرح تو
مین جہلا نے رخنہ اندازی پیدا کرکے شرک فی الاسلام پھیلایا تھا جسکو علما نے مٹایا اور اسمین بعض نے افراط
و تفریط بھی کی اسیطرح اس بدنصیب بدعت کے مٹانے مین بھی بہت نے کمر ہمت باندھی اور سلف سے
آجتک ایسا کرتے آئے مگر بعض لوگون سے اسمین بھی افراط ہوگئی اُنہون نے اسلام کی کارآمد اور مستحسن باتون
کو کہ جنکو علماء کرام نے قرآن و حدیث مین خوض و فکر کرکے نکالا تھا اور وہ صاحب شرع کے مطالب
مین سے تھین اُنکو بھی بدعت قرار دیدیا پھر اسمین بھی باہم بڑی قیل و قال ہونے لگی دراصل بدعت
کو امر مستحسن سے الگ کرکے دکھا دینا بڑا بھاری کام تھا۔ عرب مین محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اُسکے
متبعین سے اور ہندوستان مین بعض مولویون سے اس بارہ مین افراط ہوگئی اور بات حد اعتدال
سے بڑھ گئی جس لئے وہابی بدعتی کا قصہ ہندوستان بھر مین پھیلا اور طرفین سے علما نے کتابین اور
رسالے لکھنے شروع کردیے چنانچہ منجملہ اُنکے اس مصنف کا یہ رسالہ بھی محمد بن عبدالوہاب اور اُنکے
گروہ کی زیادتیون کے رد مین ہے +

مسلمانون کو اگر وہ اسکو بغور دیکھینگے ایسے مسائل مین بہت کچھ فائدہ دیگا خدا مصنف مرحوم
کو جزاء خیر عطا فرماوے آمین - **ابو محمد عبد الحق** - ۱۳ رشوال المکرم ۱۳۰۹ھ مقام دہلی۔

**قطعہ تاریخ طبع جوہر الایقان فی حفظ الایمان از نتائج فکر حکیم محمد عمر صاحب قدیم ملازم ریاست الور**

ہوا طبع جب حفظ الایمان صحیح / پئے سال آیا مجھے بھی خیال
تو مجھ سے کہا ہاتف غیب نے / کہ لکھدو چھپا نسخہ بے مثال

۱۳۰۹ھ



تمام شد

(طبع اول قیمت فیجلد ۱۲ر فیس منی آرڈر ۲ر

# اعلان

ہر خاص و عام کو اطلاع
دیجاتی ہے کہ اس کتاب مسمّی جواہر الایقان فی حفظ
الایمان کا حق تصنیف و تالیف ہمیشہ کے لیئے مشتہر کو حسب
اقرارنامہ اشٹامپ کے عطا کیا گیا ہے اور مشتہر نے بموجب قانون ۲۵
سنہ ۱۸۶۷ء درج فہرست رجسٹری گورنمنٹ انڈیا بھی کرا دیا ہے لہذا بخدمات
اہل مطابع و تاجران کتب وغیرہ التماس ہے کہ کوئی صاحب اس کتاب کے جزو کل
طبع کا بدون اجازت تحریری میری کے قصد نہ فرمائیں ہان جسقدر
جلدیں مطلوب ہوں مشتہر سے طلب فرمالیں فقط

المشتہر

مرزا محمد عبد الغفار
بیگ مہتمم اکمل الاخبار دہلی
ساکن بازار دریا گنج محلہ
قاضی واڑہ

# اعلان

ہر خاص و عام کو اطلاع

دیجاتی ہے کہ اس کتاب مسمّٰی جواہر الایقان فی حفظ
الایمان کا حقِ تصنیف و تالیف ہدیہ کے لئے مشتہر کو حسب
اقرارنامہ اسٹامپ کے عطا کیا گیا ہے اور مشتہر نے بموجب قانون بستم
سنہ ۱۸۶۷ء درج فہرست رجسٹری گورنمنٹ انڈیا بھی کر دیا ہے لہذا بخدمات
اہل مطابع و تاجران کتب وغیرہ التماس ہے کہ کوئی صاحب اس کتاب کے جزو و کل
طبع کا بدون اجازت تحریری میری کے قصد نفرمائیں ہاں جسقدر
جلدیں مطلوب ہوں مشتہر سے طلب فرمالیں فقط

المشتہر

مرزا محمد عبد الغفار
بیگ مہتمم اکمل الاخبار دہلی
ساکن بازار دریا گنج محلہ
قاضی واڑہ